حصہ دوئم

مجالس حسینیہ

سرکار صدر المحققین
سلطان المتکلمین
حجۃ الاسلام والمسلمین
حضرت علامہ الشیخ محمد حسین النجفی
مدظلہ العالی علی رؤس المومنین

کے خطبات کا مجموعہ

مرتب
آغا محمد شعیب الحسن قمی
بونگہ جھمٹ ضلع سرگودھا

زیر نگرانی
حضرت علامہ الشیخ محمد حسین النجفی مدظلہ العالی علی رؤس المومنین

ناشر: حیدر بک ڈپو
امام بارگاہ بلاک 7
خوشاب روڈ سرگودھا
E-mail: raza_najfi@yahoo.com فون: 0300-6050501

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

نام کتاب : "مجالس حُسینیہ" حصہ دوئم

مجموعہ خطابات: آیت اللہ علامہ الشیخ محمد حسین النجفی مدظلّہ

زیر نگرانی : آیت اللہ علامہ الشیخ محمد حسین النجفی مدظلّہ

مُرتّب : آغا محمد شعیب الحسن قمی بونگہ جھمٹ ضلع سرگودھا

0305-2973894 / 0303-3235728

نظر ثانی : مولانا آفتاب حسین جوادی جامعۃ الکوثر اسلام آباد

عنوانات : مولانا الحاج نذر حسین صابر مولوی فاضل ایم اے
پرنسپل مدرسہ امامِ زمانہؑ کیلا جاگیر ضلع سرگودھا

کمپوزنگ : سجاد حیدر 0344-9819912 / 0302-8067005

تعداد : ایک ہزار

ہدیہ : 250 روپے

ملنے کے پتے

مکتبہ السبطین جامعہ سلطان المدارس الاسلامیہ زاہد کالونی عقب جوہر کالونی سرگودھا

رابطہ کے لیے: اقبال حسین۔ موبائل: 0300-5379405

حیدر بک ڈپو مرکزی امام بارگاہ بلاک نمبر ۷ سرگودھا

مکتبۃ الرضا، لاہور

کریم پبلیکیشنز، لاہور

مکتبہ جعفریہ کربلا خوشاب

فہرست عناوین

عشرہ مجالس

پیش لفظ

الحمد لاهله والصلوٰۃ علیٰ اھلھا

ماشاء اللہ! عزیز محترم مولانا شعیب الحسن قمی صاحب نے بڑی محنت کی ہے کہ سلطان المتکلمین حضرت علامہ الشیخ محمد حسین نجفی صاحب مدظلّہ العالی کی مجالس کو کتاب کی صورت میں دوسری جلد ترتیب دی ہے تا کہ زیادہ سے زیادہ مومنین کرام استفادہ کرسکیں۔ تقریر کو سن کر ایک کتاب کی شکل دینا بہت مشکل کام ہے۔ مگر مولانا موصوف نے ایک اچھے انداز میں "مجالس حسینیہ" حصہ دوئم جو کہ دین اسلام کے موضوع پر تقاریر ہیں مرتب کیا ہے۔

دور حاضر کے مطابق "دین اسلام" کے موضوع جو کہ مختلف عنوان پر ہے جیسے اصول دین، فروع دین، اخلاقیات، معاشیات وغیرہ دین اسلام کے عنوان پر تحریر ہیں۔

یہ کتاب واعظین، مقررین، پیش نماز حضرات اور مومنین کرام کے لیے انتہائی مفید ہے۔

جناب سجاد حیدر نے اس مجموعہ تقاریر میں موضوع کے مطابق مناسب سرخیاں لگا دیں اور ابتدا میں فہرست عناوین بھی لکھ دی جس سے اس کتاب کی افادیت میں مزید اضافہ ہو گیا اور استفادہ میں سہولت ہو گئی۔

نذر حسین صابر آف وجھ
پرنسپل درسگاہ امام زمانہؑ کیلا جاگیر تحصیل ساہی وال ضلع سرگودھا
0333-5115151

تعارف

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ والصلوٰۃ علیٰ محمد وآل محمد

آج کے اس پر آشوب دور میں انسانی معاشرہ کی علمی و مذہبی و رُوحانی اور معنوی پیاس بجھانے میں علماء حقہ کی گراں قدر خدمات ہیں۔ بالخصوص حضرت آیت اللہ العظمیٰ الشیخ محمد حسین نجفی صاحب کی تقاریر و مجالس کا اہم کردار ہے۔ ضرورت تھی کہ نجفی صاحب کے مجموعہ تقاریر و مجالس کو تحریر میں لایا جاتا۔ اس سلسلے میں ایک اہم قدم برادرِ عزیز مولانا محمد شعیب الحسن قمی صاحب نے اٹھایا ہے۔ اور نجفی صاحب کے مجموعہ مجالس و تقاریر پر مشتمل کتاب "مجالس حُسینیہ" کو بڑی محنت سے مرتب فرمایا۔ مزید اس کا دوسرا حصہ مومنین و خطباء، واعظین کے لیے ایک اور عظیم علمی تحفہ پیش کر دیا۔ یہ موصوف قمی صاحب کی عظیم الشان کاوش ہے جو تمام خطباء، واعظین اور اہل ایمان کی اشد ضرورت تھی۔ اور مجھے یہ بھی فخر حاصل ہے کہ مولانا شعیب الحسن قمی ہمارے مدرسۃ الحسنین تلہ گنگ ضلع چکوال کے قابل محنتی اور ذمہ دار طالبعلم رہے اور پھر اعلیٰ تعلیم کے لیے حوزہ قم المقدسہ میں تشریف لے گئے۔ واپسی پر اس وقت سندھ میں ضلع خیر پور میرس میں تبلیغی، علمی اور قرآنی تعلیمات کی تدریس کی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ خداوند متعال بحق محمدؐ وآل محمدؑ ان کو کامیاب فرمائے۔

سید عاشق حسین نقوی

پرنسپل مدرسۃ الحسنین دارالعلوم فاطمہ تلہ گنگ ضلع چکوال

0301-5236275 / 0543-690127

پہلی مجلس

دین اسلام

سرکار صدر المحققین سلطان المتکلمین حجۃ الاسلام والمسلمین

حضرت علامہ الشیخ محمد حسین النجفی

مدظلہ العالی علیٰ رؤس المومنین

دین اسلام

اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى الْاَشْرَفِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَ اَهْلِ بَيْتِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ الْمَعْصُوْمِيْنَ۔

اَمَّا بَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى فِيْ كِتَابِ الْمُبِيْنِ وَهُوَ اَصْدَقُ الصَّادِقِيْنَ:۔

اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ (آل عمران آیت ۱۹) و قال فی المقام الآخر وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝۸۵ (آل عمران) (صلوات)

خالق کائنات اور موجودات و ممکنات کے قرآن مجید اور فرقان حمید میں سے دو آیتوں کے دو ٹکڑے پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ جن کا ترتیب وار حاصل مطلب اور با محاورہ ترجمہ یہ ہے کہ دین بنانے والا، کائنات کا خالق مالک ارشاد فرما رہا ہے کہ تمام ادیان عالم میں سے جو دین میرا بنایا ہوا ہے، میرا پسندیدہ دین ہے، جو دین و دُنیا کی کامیابیوں اور کامرانیوں کا ضامن دین ہے۔ اُس کا نام صرف اسلام ہے۔ اور دوسرے حصے کا ترجمہ ہے کہ خالق اکبر نے از راہ لطف و کرم یہ وضاحت کر دی کہ جو شخص، جو قوم، جو قبیلہ میرے پسندیدہ دین اسلام کو چھوڑ کر کوئی بھی اور دین اختیار کرے گا۔ اُس کا دین ہر گز

قبول نہیں کیا جائے گا۔ اور جزاء وسزا والے دن یعنی قیامت والے دن اُس کو نقصان اُٹھانا پڑے گا، خسارہ برداشت کرنا پڑے گا اور اپنے کیے پر پچھتانا پڑے گا۔ پر اُس دن کا پچھتاوا کوئی فائدہ نہیں دے گا۔ آج کھلا میدان ہے، مجمع عام ہے اور دعوت عام ہے کہ سوچ سمجھ کے دین و مذہب اختیار کرو تاکہ کل کلاں پچھتانا نہ پڑے، نقصان اُٹھانا نہ پڑے۔ (صلوات)

خالق کا خاص احسان

میرے دوستو، عزیزو اور بزرگو! خالق کائنات اور منعم اعظم اور محسن اعظم کے احسانات اور انعامات میں سے جو غیر محدود ہیں، جن کو کوئی شمار نہیں کرسکتا، جن کا کوئی حساب نہیں لگا سکتا۔ ایک اُس کا احسان یہ ہے کہ اُس نے ہمیں مسلمان بننے کی توفیق عطا فرمائی اور سرکار محمدؐ و آل محمد کا دامن عقیدت، دامن عصمت، دامن امامت کو تھامنے کی سعادت عطا فرمائی ہے۔

"این سعادت بزور بازو نیست"

یہ اللہ کی دین ہے جس کو چاہے عطا کردے، زبردستی نہ اِس کو چھینا جاسکتا ہے، نہ اِس پر غاصبانہ قبضہ کیا جاسکتا ہے۔ (نعرہ)

اور اُس نے ہمیں توفیق عطا فرمائی کہ ہماری خوشی ہے تو سرکار محمدؐ و آل محمدؑ کی خوشی کے تابع ہوتی ہے۔ ہمارا غم ہے، ہمارا حزن وملال ہے تو سرکار محمدؐ و آل محمد کے غم کے مطابق ہوتا ہے، ہماری خوشی ہے تو آل محمدؑ کی خوشی کے مطابق، ہمارا غم ہے تو آل محمدؑ کے غم کے مطابق۔ لہٰذا دُنیا جانتی ہے کہ دُنیا والے محبت آل محمدؑ کا دعویٰ تو کرتے ہیں پر معیار محبت پر پرکھا جائے تو ہمارے سوا کوئی اِس معیار پر پورا نہیں اُترتا۔ لہٰذا ہمارا دین کیا ہے؟ ہمارا عشق کیا ہے؟ آل محمدؑ خوش ہوں تو ہم جشن مناتے ہیں، اُن کی غمی کے دن ہوں تو ہم صف ماتم بچھاتے

ہیں۔ لہٰذا اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہم ادا کرتے ہیں کہ ایک بار اُس نے زندگی میں، پھر سرکار رسالت اور سرکار امامت کی بارگاہ میں معلّیٰ میں ہمیں سید الشہداء کا پُرسہ دینے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔

امام حسین علیہ السلام کا انسانیت پر احسان

یہ محرم کیا ہے؟ یہ اسلام کے محسن اعظم حُسینؑ ابن علیؑ کی قربانی کی یاد ہے۔

اور اللہ کا فرمان ہے:۔

هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ (سورہ الرحمٰن آیت ۶۰)

کہ محسن کے احسان کا بدلہ سوائے احسان کے کوئی اور نہیں ہوتا۔ اور یہ امام حُسینؑ اتنے بڑے محسن ہیں کہ جنہوں نے ہماری خاطر وطن چھوڑا تو ہماری خاطر، اگر بندھا ہوا احرام توڑا تو ہماری خاطر، آبادی کو چھوڑ کر جنگل کربلا کی طرف رُخ موڑا تو ہماری خاطر، اگر احباب مخلص دوست کٹوائے تو ہماری خاطر، ہمشکل پیغمبر جیسے بیٹے قربان فرمائے تو ہماری خاطر، اگر سرکار وفا جیسے بھائیوں کے بازو کٹوائے تو ہماری خاطر، عصمت با بہنوں بیٹیوں کے برقعے لٹوائے تو ہماری خاطر، اگر گردن کٹوا کر نوک نیزہ پر سوار کرائی اور پھر کوفہ وشام کے بازاروں درباروں میں پھروائی تو ہمارے دین و مذہب اور ایمان کی خاطر۔ اگر سید الشہداء کی یہ کوشش نہ ہوتی، قربانی نہ ہوتی تو میں یہ کہنے میں کوئی مبالغہ نہیں سمجھتا، نہ اسلام ہوتا، نہ ایمان ہوتا، نہ قرآن ہوتا بلکہ مجھے یہ کہنے دو انسانوں کے ڈھانچے تو ہوتے، مسلمانوں کے جسم تو ہوتے پر انسانیت کا کوئی نام ونشان نہ ہوتا۔

انسانیت کے نام پر کیا کر گئے حسینؑ
ہر دور کے بلند خیالوں سے پوچھ لو

ہمارا رب ہے تو رب العالمین، ہمارے نبی ہیں تو رحمت اللعالمین، ہمارے علیؑ ولی امام ہیں تو ھدی اللعالمین، اور اگر امام حسینؑ کی والدہ ماجدہ ہیں تو سیدۃ النساء العالمین اور حضرت امام حسینؑ ہیں تو محسن العالمین۔ لہٰذا یہ کہنے میں کوئی مبالغہ نہیں ہوتا جیسا کہ شاعر نے کہا ہے۔ یہ شاعرانہ تخیل نہیں بلکہ حقیقت ہے:۔

حُسین اُس کا، حسینؑ اِس کا، حسینؑ تیرا، حسینؑ میرا، حُسین رب کا، حسینؑ سب کا

اللہ پورے عالم انسانیت کو توفیق عطا فرمائے کہ سارے مِل کر یادِ حسینی منائیں تاکہ پتہ چل جائے حُسینؑ سب کا ہے، حسینؑ پر کسی قوم وملت کی اجارہ داری نہیں ہے۔ لہٰذا انشاء اللہ وہ دن دُور نہیں۔ اگر آج کوئی مخالفت کرتے ہیں، کوئی منافقت کرتے ہیں اِس کا مطلب یہ ہے کہ دُنیا ابھی خوابِ غفلت سے جاگی نہیں۔

انسان کو بیدار تو ہو لینے دو
ہر قوم پکارے گی ہمارے ہیں حُسینؑ

دین اسلام کی حقیقت

تو میرے دوستو! جو میرا عنوان ہے "اسلام کی حقیقت" اتنا عرض کرتا جاؤں کہ دین اسلام کا سنگ بنیاد خالق کائنات نے حضرت آدمؑ کے ہاتھوں رکھوایا اور پھر جتنے نبی آتے گئے اُس میں چند اینٹیں لگاتے گئے لیکن کاتبانِ قضاء وقدر نے دین اسلام کی تکمیل پیغمبر اسلامؐ کے مقدس ہاتھوں پر لکھی تھی۔ لہٰذا سارے نبی آئے، حضرت عیسیٰؑ تک آئے اور وہ بھی آسمانوں پر بلند ہو گئے لیکن دین کی تکمیل نہ ہو سکی۔ میں کیا عرض کروں پیغمبر اسلامؐ آئے تیرہ سال مکے میں رہے کبھی توحید واجب ہوئی کبھی رسالت، کبھی عدالت، کبھی نبوت کبھی

امامت، کبھی نماز، کبھی روزہ، کبھی حج، کبھی زکوٰۃ، کبھی جہاد۔ سارے احکام آتے رہے پیغمبر عمل کر کے دکھاتے رہے۔ صحابہ کرامؓ اور اہلبیتؑ سے عمل کراتے رہے۔ پر مجھے کہنے دو کہ جب تک پیغمبر اکرم نے ہجرت نبوی کے بعد آخری عمر میں، اپنی رسالت کے آخری سال میں حجۃ الوداع ادا نہیں کیا اور واپسی پر میدان خم غدیر میں حیدر کرارؑ کا بازو پکڑ کے ایک لاکھ کے مجمع عام میں اُن کی ولایت، امامت، خلافت، وصایت اور وراثت کا اعلان نہیں کیا اُس وقت تک خالق اکبر نے دین کی تکمیل کا اعلان نہیں کیا۔ (نعرہ)

اِدھر حیدر کرارؑ کی امامت وخلافت، ولایت کا پیغمبرؐ اعلان کرتے ہیں اُدھر خالق کائنات دین اسلام کی تکمیل کا اعلان فرماتا ہے:۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ؕ (سورہ المائدہ)

کہ آج کے دن میں نے دین اسلام کو مکمل کر دیا متمم کر دیا اور آج کے بعد صبح قیامت کے اُبھرنے تک دین اسلام کو تمہارا دین قرار دے دیا۔ یہ آیت اُتری تھی کہ پیغمبر اسلامؐ مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى کا مصداق مصطفیٰؐ اللہ کا ان الفاظ میں ساتھ شکریہ ادا کرتا ہے کہ:۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اِكْمَالِ دِيْنِ وَاِتْمَامِ نِعْمَتِ وَرِضَا الرَّبِّ بِرِسَالَتِيْ وَوِلَايَتِ عَلِيِ ابْنِ اَبِيْ طَالِبْ

میں اللہ کی حمد وثناء کرتا ہوں جس نے اپنے فضل وکرم سے آج دین اسلام کو مکمل کر دیا اپنی نعمتوں کو تام وتمام کر دیا اور میری ختم رسالت پر اور حیدر کرارؑ کی ولایت پر اپنی مہر لگا دی۔ (صلوات)

تو میرے عزیزو! قرآن کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں کہ ہر نبی کا

دین، ہر نبی کی شریعت اسلام کے مطابق رہی ہے۔ اسلام مجموعہ عقائد اور مجموعہ احکام کا نام ہے۔ ہر شریعت میں حضرت موسیٰؑ کی ہو یا حضرت عیسیٰؑ کی ہو، خلیل خدا کی خُلّت ہو یا جناب عیسیٰؑ کی روحانیت ہر دور میں احکام بدلتے رہے ہیں۔لیکن اصول میں کوئی ردو بدل نہیں ہوا۔ اصول ہمیشہ یکساں واجب رہے ہیں۔لہٰذا توحید پروردگار، اللہ کی عدالت، ہر نبی کی نبوت اور قیامت کا عقیدہ ہر دور میں واجب رہا ہے۔ البتہ اُس کی تکمیل ہمارے پیغمبر اکرمؐ کے دور میں ہوئی۔ ہر نبی کا دین، دین اسلام رہا تھا۔ اور یہ حقیقی اسلام کا مقام کوئی معمولی نہیں۔ حضرت خلیل خدا اور اُن کا بیٹا جناب اسماعیل ذبیح اللہ، اللہ کا گھر تعمیر کرتے ہیں۔ جب تعمیر مکمل ہو جاتی ہے اللہ کے گھر کا پرنالہ بہہ نکلتا ہے تو دونوں باپ بیٹا دعا مانگتے ہیں یا یوں کہہ دوں اللہ سے گھر کی تعمیر کرنے کی اُجرت مانگتے ہیں کہ:۔

رَبَّنَا وَجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ (سورہ البقرہ آیت ۱۲۸)

یا اللہ ہماری مزدوری اور کچھ نہیں مانگتے ہم صرف یہ مانگتے ہیں ہمیں حقیقی مسلمان بنا کر زندہ رکھ۔ اِس سے پتہ چلتا ہے کہ خلیل خدا جیسا آدمی اللہ سے مکمل اسلام کی دعائیں مانگ رہا ہے۔ حضرت یوسفؑ جو نبی ابن نبی ابن نبی ہیں، جدی پُشتی نبی ہیں اُن کی دعا بھی خالق نے قرآن میں نقل کی ہے کہ دعا مانگی تھی:۔

رَبِّ تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَ اَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِيْنَ (سورہ یوسف آیت ۱۰۱)

یا اللہ میری دعا ہے، میری استدعا ہے کہ میری وفات اسلام پر ہو اور میرا حشر نشر تیرے نیکوکار اور صالح بندوں کے ساتھ ہو۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حقیقی اسلام کا مقام کتنا بلند و بالا ہے کہ نبی بھی دعائیں مانگتے

ہوئے نظر آتے ہیں۔

تو میرے دوستو! دین بنانے والا اللہ، اُس کا پہنچانے والا رسول اللہ اور اُس کے پھیلانے والے علیؑ ولی اللہ اور اُس کو بچانے والے کا نام حسینؑ ابن علیؑ ہے جو کائنات کا محسن اعظم ہے۔ اگر اللہ دین نہ بناتا اور اگر پیغمبر اسلامؐ دُنیا و ما فیہا کی زحمتیں برداشت کر کے، تیئس سال کی طویل و عریض مدت میں لوگوں تک من و عن دین نہ پہنچاتے، حیدر کرارؑ شربت شہادت پی کر یہ دین نہ پھیلاتے اور مشکل وقت آنے پر تن من دھن قربان کر کے حسینؑ ابن علیؑ اگر یہ دین نہ بچاتے تو آج اسلام کا دُنیا میں نام نہ ہوتا، مسلمانوں کا نشان نہ ہوتا۔ بلکہ میں کہنے کے لیے تیار ہوں اگر یزید کے کردار کا مطالعہ کیا جائے، تو وہ صرف اسلام کا دشمن نہیں تھا، وہ صرف ایمان کا دشمن نہیں تھا، وہ دشمن انسانیت تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ انسان اور حیوان کا فرق مٹ جائے، جو چیز کھانے کو مل جائے وہ پیٹ میں بھر نی جائے، جو پینے کو مل جائے اُس سے پیاس بُجھا لی جائے۔ کیا پرواہ کہ وہ سُور کا گوشت ہو یا مرغے کا، شربت ہو یا شراب اور جب جنسی خواہش کی تکمیل کرنی ہو تو کیا فرق پڑتا ہے کہ بیوی ہو یا بیٹی ہو۔ یہ تمام عالم اسلام نے یزید کا کردار نقل کیا ہے۔ اگر سید الشہداءؑ اُس کو اِس کردار پر روکتے نہ، ٹوکتے نہ اور ساری قربانی پیش نہ کرتے تو مجھے کہنے دو آج حلال و حرام میں فرق نہ ہوتا، بیوی اور بیٹی میں فرق نہ ہوتا، شربت اور شراب میں فرق نہ ہوتا، پانی و پیشاب میں فرق نہ ہوتا۔ اگر حسینؑ ابن علیؑ کی عظیم قربانی نہ ہوتی۔ (صلوات)

امام حسین علیہ السلام اور اسلام

تفصیل میں جانے کا وقت نہیں ہے ایک گھنٹے کی مجلس میں کیا کیا بیان کر

سکتے ہیں۔ بہر حال نو دن ہیں جتنی وقت کے دامن میں گنجائش ہو گی میں عرض کرتا رہوں گا، اتنا عرض ضرور کروں گا کہ حضرت امام حسین علیہ السّلام کے بارے میں جب سے وہ شہید ہوئے ہیں مسلمانوں میں دو نظریے قائم ہو گئے ہیں اور آج تک قائم ہیں کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ دو شہزادوں کے اقتدار کی جنگ تھی۔ لہٰذا یزید اپنی خلافت بچانا چاہتا تھا، امام حسین علیہ السّلام اُس سے اقتدار چھیننا چاہتے تھے۔ اس وجہ سے جنگ کربلا واقع ہوئی، امام شہید ہو گئے اور یزید کامیاب ہو گیا۔ یہ یزیدی لوگوں کا نظریہ ہے۔ لیکن اہل ایمان، اہل تسلیم، اہل عقل و خرد ہر دور میں کہتے رہے ہیں اور قیامت تک کہتے رہیں گے کہ یہ دو شہزادوں کی جنگ نہیں تھی، یہ اقتدار کی جنگ نہیں تھی، یہ دُنیا کے وقار کی جنگ نہیں تھی، دُنیا کی خلافت کی جنگ نہیں تھی۔ بلکہ کفر و اسلام کی جنگ تھی، حق و باطل کی جنگ تھی، اسلام اور کفر کی جنگ تھی۔ میں کیوں نہ کہوں اور کہنے میں کوئی مبالغہ نہیں سمجھتا کہ آدمؑ کے شیطان کے دور سے لیکر حضرت امام حسینؑ کے دور تک جتنے شیاطین گزرے ہیں، جتنے حُکامِ جور گزرے ہیں، جتنے کفار و مشرکین گزرے ہیں اُن سب کا نمائندہ یزید ابن معاویہ تھا اور حضرت آدمؑ سے لیکر حضرت خاتم الانبیاءؐ تک جتنے نبی گزرے ہیں، جتنے نبیوں کے وصی گزرے ہیں حیدر کرارؑ سے لے کر حضرت امام حسین علیہ السّلام تک تمام اللہ کے نیکوکار بندوں، نبیوں، رسولوں، وصیوں، ولیوں کے نمائندے کا نام حسینؑ ابن علیؑ تھا۔ یزید چاہتا تھا اپنے آباؤ اجداد کا دین کفر واپس لائے اسلام مٹائے۔ حسینؑ ابن علیؑ چاہتے تھے کہ میرا سب کچھ کٹ جائے، میرا سب کچھ لُٹ جائے، میرا سب کچھ مِٹ جائے پر اللہ کا بنایا ہوا، میرے نانے کا لایا ہوا، میرے بابا کا پھیلایا ہوا دین اسلام بچ جائے۔

معرکہ حق وباطل

اب دیکھنا یہ ہے کہ کربلا کی جنگ حق و باطل کے بعد جیتا کون اور ہارا کون؟ عام لوگ، سطحی نگاہ رکھنے والے یہ کہا کرتے ہیں جو جنگ میں مارا جائے وہ ہار جاتا ہے جو زندہ رہ جائے وہ جیتا ہوا کہلاتا ہے۔ لیکن میں عرض کروں گا اہل عقل اور اہل دانش نے، اہل تحقیق و تدقیق نے یہ معیار رد کر دیا ہے وہ کہتے ہیں کہ دو لڑنے والوں کے مقاصد کو دیکھنا چاہیے۔ یہ مرنے والا کیا چاہتا تھا اور زندہ بچ جانے والا کیا چاہتا تھا؟ جو اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائے وہ فاتح ہوتا ہے۔ جو مقصد میں ہار جائے وہ مفتوح ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب یہ لُٹا ہوا قافلہ سید الشہداء کی شہادت کے بعد کربلا سے کوفہ اور کوفہ سے روانہ ہو کر منازل طے کرتا ہوا جب بازار شام سے گزر کر دربار شام کی طرف بڑھ رہا تھا تو ایک شامی نے آل محمدؑ کی ظاہری تباہ حالی کو دیکھ کر یہ نعرہ لگایا تھا یَابْنِ الْحُسَیْنِ لِمَنِ الْفَلَجُ اے حسینؑ کے بیٹے امام علی زین العابدینؑ کو خطاب ہے، کربلا کی جنگ میں ہارا کون اور جیتا کون ہے؟ امام عالی مقام نے وہ جواب دیا جو رہتی دُنیا تک خوابِ غفلت میں سونے والوں کا جگاتا رہے گا۔ امام فرماتے ہیں اُو شامی اگر یہ معلوم کرنا چاہتا ہے کہ کربلا کی جنگ میں جیتا کون اور ہارا کون؟ تو میں تمہیں کہتا ہوں اِذَا دَخَلَ وَقْتُ الصَّلٰوۃ فَاَذِّن وَ اَقِمْ۔ جب نماز کا وقت داخل ہو جائے تو اذان و اقامت کہہ کر خود فیصلہ کر لینا۔ اگر نماز نہ پڑھی جائے، اگر اذان نہ دی جائے، اقامت نہ کہی جائے، کوئی مسجد میں نمازی نظر نہ آئے تو سمجھ لینا تمہارا یزید جیت گیا اور ہمارا بابا معاذ اللہ ہار گیا۔ لیکن اگر اذان بھی دی جائے، اگر اقامت بھی کہی جائے، نماز بھی پڑھی جائے تو پھر یاد رکھنا تمہارا یزید ہمیشہ کیلئے ہار گیا اور ہمارا بابا ہمیشہ کے لئے فتح یاب ہو گیا۔ (صلوات)

اور اقبال نے ایک بات بڑی پتے کی کہی ہے وہ کہتا ہے، اِس کو نہ دیکھو کہ قرآن کیا کہتا ہے، تاریخ اسلام کیا کہتی ہے، جو جنگیں لڑی جاتی ہیں جنگوں میں ہمیشہ جوانمرد لائے جاتے ہیں، بوڑھے نہیں لے جاتے، جوان لڑنے والے لے جاتے ہیں، کوئی بچوں کو نہیں لے جاتا، مردوں کو لے جاتے ہیں عورتوں کو کوئی نہیں لے جاتا۔ ایک طرف پہلوان ہیں جنگ جو ہیں، بڑے بڑے لڑاکے بھڑاکے ہیں ایک طرف حسینؑ ابن علیؑ ہیں۔ کہیں اُن کے نانا کے بوڑھے اصحابی اَسّی نوّے سال کے حبیب ابن مظاہر ہیں، کہیں اور مہاجر و انثار ہیں، کہیں مخدرات عصمت و طہارت ہیں کہیں چھ چھ مہینے کے لاڈلے بچے ہیں، کہیں نبی زادیاں ہیں، کہیں علیؑ زادیاں ہیں اگر اقبال کہتا ہے:۔

"مدعا سلطنت بود اگر" اگر امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام کوئی مادی جنگ لڑنا چاہتے، یزید کو ظاہر شکست دے کر اُس کے اقتدار کی کرسی پہ قبضہ کرنا چاہتے تو مردوں کو ساتھ لے جاتے، جنگ آزماؤں کو ساتھ لے جاتے، جوانوں کو ساتھ لے جاتے، مخدرات عصمت و طہارت کو نہ لے جاتے، چھ مہینے کے بچوں کو نہ لے جاتے اور اَسّی نوّے سال کے بوڑھوں کو نہ لے جاتے بلکہ میں نے تو اپنی سعادت الدارین میں یہاں تک لکھا ہے اور علامہ علی نقی اعلیٰ اللہ مقامہٗ نے شہید انسانیت میں لکھا ہے کہ امام اگر کوئی مادی جنگ لڑنا چاہتے تو فوجیں اکٹھی کرنے کی امام کو ضرورت نہیں تھی اگر کوئی مادی جنگ لڑنا چاہتے تو محمد ابن حنفیہ کو مدینے چھوڑ نہ آتے۔ جناب سرکار وفا کی جنگ پر پابندی نہ لگاتے، جناب علی اکبر کو تنہا میدان جنگ میں نہ بھیجتے اور پھر سب کی شہادت کے بعد زخموں سے چُور تین دن کا بھوکا پیاسا امام تن تنہا تشریف نہ لے جاتا۔ اگر یہ پنج تن اکٹھے ہو جاتے، امام حسینؑ قلب لشکر میں ہوتے، دائیں طرف جناب

ابوالفضل عباسؑ ہوتے، جناب علی اکبرؑ بائیں طرف ہوتے، جناب محمد ابن حنفیہ آگے ہوتے تو کربلا کی جنگ کا نقشہ کچھ اور ہوتا۔ (صلوات)

ہمارے فرائض

تو لہٰذا میرے دوستو، عزیزو! پتہ چل گیا کہ حضرت امامؑ عالی مقام کی جنگ کا مقصد جو عام طور پر ہم بھی بیان نہیں کرتے۔ ہماری مجالس ہوتی ہیں، محافل ہوتی ہیں، جلسے ہوتے ہیں، جلوس ہوتے ہیں، ہزاروں کے مجمع عام ہوتے ہیں، نعرے لگتے ہیں، دیگیں پکتی ہیں لیکن اکثر بندوں کو یہ تک معلوم نہیں ہے کہ امامؑ عالی مقام کی جنگ کا مقصد کیا تھا اور ہمارے فرائض کیا ہیں؟ یہ تو پڑھا جاتا ہے کہ امام حسینؑ کے غم میں جو روئے، جو رُلائے جو رونے کی شکل بنائے اُس پر جنت واجب ہو جاتی ہے۔ کبھی فلسفے پر بھی غور کیا ہے؟ کہ رونے دھونے سے جنت کیوں واجب ہوتی ہے؟۔ اس لیے کہ جب رونے والا روئے گا تو لوگ اُس سے پوچھیں گے تم مرد ہو کر عورتوں کی طرح کیوں رُو رہا ہے۔ وہ کہے گا میرا امامؑ شہید کر دیا گیا اِس لیے میں امامؑ کے غم میں اشک غم بہا رہا ہوں۔ پھر سائل سوال پوچھے گا تیرا امامؑ کون تھا؟ وہ حضرت امام حسینؑ کا تعارف کرائے گا، وہ پیغمبر اکرمؐ کا نواسہ تھا، جنت کے جوانوں کا سردار تھا، حیدر کرارؑ کے دل کا دلاسہ تھا اور اقلیم امامت کا تیسرا تاجدار تھا۔ اُس کے بعد وہ سوال کرے گا کہ تیرے ایسے پاکباز امامؑ کو کس نے شہید کیا؟ وہ کہے گا یزید ابن معاویہ نے۔ وہ پوچھے گا پھر چوتھا سوال ہوگا یزید کون تھا؟ وہ اُس کا تعارف کرائے گا۔ یہ خاندان بنی اُمیہ کا چشم و چراغ تھا، اُس حیوان کا پوتا تھا۔ اب وہ آخری سوال یہ کرے گا۔ کہ یزید کیا چاہتا تھا، امام کیا چاہتے تھے؟ اِن کا آپس میں جھگڑا کیا تھا؟ تو وہ کہے گا دین اور بے دینی کا جھگڑا تھا۔ امام حسینؑ

دین بچانا چاہتے تھے، یزید دین مٹانا چاہتا تھا۔ پھر وہ آخری سوال کرے گا کہ اسلام کیا ہے؟ جس کے بچانے اور مٹانے کا جھگڑا تھا۔ پھر وہ بتائے گا کہ اسلام ایک معجون مرکب ہے جس کے اجزائے ترکیبی کہیں عقائد ہیں، کہیں کچھ واجبات ہیں کہیں کچھ محرمات ہیں، کچھ معاملات ہیں، کچھ اخلاقیات ہیں، کچھ معاشیات ہیں، کچھ سیاسیات ہیں، اِن کے مجموعے کا نام ہے اسلام۔ جب سوال کرنے والے پر حقیقت کھل جائے گی کہ امامؑ عالی مقام اسلام کی بقاء کی جنگ لڑتے ہوئے شہید ہوئے ہیں تو وہ مسلمان بن جائے گا۔ امام حسینؑ کے غم کے رونے کی وجہ سے وہ مسلمان بن جائے گا۔ عقیدہ رکھے گا تو مسلمانوں والا، ادا کرے گا تو واجبات کو، بچے گا تو محرمات سے۔ اگر ایسا بندہ جنت میں نہیں جائے گا تو پھر کون جائے گا؟۔ لہٰذا امامؑ عالی مقام کے مقصد جنگ کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہیے اور اس کا طریقہ یہی ہے کہ جب محرم کا عشرہ شروع ہو اُس وقت بھی اپنے حالات کا، اپنے خیالات کا، اپنے رجحانات کا، اپنے میلانات جائزہ لینا چاہیے اور محرم کا عشرہ سننے کے بعد، پڑھنے کے بعد اور اس کے بعد حالات کا جائزہ لینا چاہیے کتنے آدمی ہیں جو پہلے نماز نہیں پڑھتے تھے اب نمازی بن گئے ہیں۔ کتنے آدمی ہیں جو پہلے سچ نہیں بولتے تھے لیکن سچوں کی مجلس میں آکر سچے بن گئے ہیں، کتنے لوگ ہیں جو وعدہ کر کے مکر جاتے تھے اب سچوں کی بزم میں بیٹھ کر وعدہ وفاؤں کی بزم میں بیٹھ کر وعدہ وفا کرنے والا بن گئے ہیں، کتنے لوگ تھے جو امانت کو ادا نہیں کرتے تھے اب امینوں کی مجالس سننے کے بعد امین بن گئے ہیں، کتنے وہ لوگ ہیں جو حج بیت اللہ نہیں کرتے لیکن اب حضرت امام حسینؑ کے حج کے تذکرے سن کر کہ امامؑ نے پا پیادہ چل کر پچیس حج ادا کیے تھے اب حاجی بن گئے ہیں، کتنے بندے ہیں جو

زکوٰۃ نہیں دیتے، خمس نہیں دیتے، امام نے زکوٰۃ میں اولاد بھی ذبح کرا دی، امام نے خمس میں اپنی بہنوں، بیٹیوں کے برقعے لٹوا دیئے، کتنے آدمی ہیں جو زکوٰۃ و خمس کے پابند ہو کر واپس گھروں کو جا رہے ہیں۔ (صلوات)

روح مجالس

اگر عشرے کے بعد کوئی تبدیلی نظر آئے تو خالق کائنات کا لاکھوں لاکھ شکریہ ادا کرنا چاہیے کہ جس نے ہمیں سید الشہداءؑ کی مجالس سے انسان بننے کی، سچا مسلمان بننے کی، حیدر کرارؑ کا سچا غلام بننے کی سعادت عطا فرمائی ہے۔ اور اگر دس دن کی مجالس سننے کے بعد، مجالس پڑھنے کے بعد، نعرے لگانے کے بعد اگر ہمارے اندر کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی، بے نماز اب بھی بے نماز ہے، روزہ خُور آج بھی روزہ خُور ہے، زکوٰۃ و خمس ادا نہ کرنے والا آج بھی غریبوں کے حق کا چور ہے تو پھر ماننا پڑے گا ہم نے ایک رسم ادا کی ہے جس کے اندر روح کوئی نہیں، ہم نے جسم کا جنازہ اُٹھایا ہے جس کے اندر روحِ بیداری نہیں ہے۔ لہٰذا روحِ مجالس کیا ہے؟ مقصد حسینؑ کو زندہ رکھنا۔ یہی وجہ ہے کہ شاعر نے کہا تھا کہ حضرت امام حسینؑ نے تیروں، تلواروں کو حکم دیا تھا کہ:۔

اِن کان دین محمد لم یستقم
اِلا بقتلی یا سیوف خذینی

اے تیرو، اے تلوارو اگر میرے نانے کا دین میری قربانی کے بغیر نہیں بچ سکتا تو آؤ تم اپنی پیاس بجھاؤ، زہراؑ کے لال کا نازک بدن حاضر ہے۔

معرکہ کربلا کے مقاصد

تو میرے دوستو! ایک بات عرض کرتا جاؤں تاکہ یہ بات مکمل ہو جائے کہ امامؑ عالی مقام کا مقصد کوئی دُنیا کا اقتدار حاصل کرنا نہیں تھا بلکہ اپنے جد

نامدار کا دین بچانا مقصود تھا۔ جب بھی کسی آدمی کے قول و فعل میں اختلاف ہو جائے کہ فلاں بندے نے یہ کام کیوں کیا؟ کس غرض سے کیا؟ کس ہدف کو سامنے رکھ کر کیا؟ اُس کی غرض کیا تھی؟ اُس کی غایت کیا تھی؟ تو سب سے پہلے اُس کے خاندانی روایات کو دیکھا جاتا ہے، پھر اُس کے اپنے اقوال اور ذاتی افعال کو دیکھا جاتا ہے۔ تو میں کہتا ہوں اگر حضرت امام حسین علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے اس غیر فانی اقدام کی مصلحت کو سمجھنا چاہو تو حسینؑ کے نانا کا کردار دیکھو، حسینؑ کے بابا کا کردار دیکھو، حسینؑ کے بڑے بھائی حضرت امام حسنؑ کا کردار دیکھو، اُن کی ماں مادر گرامی کا کردار دیکھو۔ میں اتنا تاریخ کا مطالعہ کرنے کے بعد مختصر لفظوں میں عرض کروں گا کہ تمام سُنی شیعہ مؤرخین نے یہ واقعہ لکھا ہے کہ جب پیغمبر اسلامؐ نے اسلام کا دعویٰ کیا اور شریعت محمدیہ لانے کا دعویٰ فرمایا تو کچھ کافروں نے پیغمبر اکرمؐ کی خدمت میں پیغام بھیجا۔ آپ جو ہمارے خداؤں کو بُرا بھلا کہتے ہیں، ایک خدا کی توحید کا کلمہ پڑھاتے ہیں ،آپ جو اسلام کا راگ الاپتے ہو آپکا مقصد کیا ہے؟ آیا بادشاہ بننا چاہتے ہیں، دُنیا کا روپے پیسے اکٹھے کرنا چاہتے ہیں، یا کسی حسینہ عرب سے شادی کرنا چاہتے ہو، اگر آپ کو بادشاہ بننے کی ضرورت ہے ہم آپ کو شاہ تسلیم کر لیتے ہیں، اگر دولت کی ضرورت ہے سارے عرب کے خزانے آپ کے قدموں میں لا کر ڈھیر کر دیتے ہیں، حسینہ عرب سے شادی رچانے کا شوق ہے تو جس کہیں آپ کی شادی کرا دیتے ہیں۔ لیکن اپنے خداؤں کا شکوہ سننا گوارہ نہیں کرتے۔ پیغمبر اکرمؐ نے جو جواب دیا وہ یہ تھا کہ دُنیا کی بادشاہی کی حقیقت کیا ہے؟ دُنیا کے مال و متاع کی اصلیت کیا ہے؟ دُنیا کی عورتوں کا مقام کیا ہے؟ اگر دُنیا والو تم سورج آسمان سے اُتار کر میرے دائیں ہاتھ پہ رکھ دو اور چاند

اُتار کر میرے بائیں ہاتھ پہ رکھ دو تب بھی وہی کہوں گا جو اَب کہہ رہا ہوں کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ پیغمبر اکرمؐ نے ہر پیش کش ٹھکرا دی لیکن دامن توحید نہیں چھوڑا۔

دُنیا حضرت علیؑ کی نظر میں

حیدر کرارؑ دنیا کو حلال کمانے کے سبق پڑھانے کے لیے اور حلال روزی کھانے کے لیے مولاؑ یہودیوں کے باغ کی مزدوری کر رہے ہیں۔ کہ دُنیا نے ایک حسینہ عورت کی شکل میں مولاؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر التجا کرتی ہے کہ مولاؑ مجھ سے دیکھا نہیں جا سکتا۔ آپ امیر المومنین ہوں، امام المتقین ہوں، سید الاوّلین والآخرین ہوں اور یہودیوں کے باغ میں مزدوری کریں۔ آپؑ مجھ سے شادی فرمالیں سارے دولت کے غم ختم ہو جائیں گے، مال و دولت کی ریل پیل ہو جائے گی۔ مولاؑ سوال کرتے ہیں آنے والی تیرا نام کیا ہے؟ دُنیا کہتی ہے اِس خادمہ کو دُنیا کہتے ہیں۔ مولاؑ نے دُوسرا سوال کیا، کہ تو نے پہلی بار مجھ سے شادی کرنی ہے یا پہلے بھی شادیاں کر چکی ہے؟ کہنے لگی ایک نہیں سینکڑوں، ہزاروں شادیاں کر چکی ہوں۔ مولاؑ نے تیسرا سوال کیا پھر شوہروں نے تجھے طلاق دی یا تو نے اُن کو چھوڑا؟ کہنے لگی میں ایک کی خادمہ بن کے نہیں رہتی، رات ایک کے پاس گزارتی ہوں صبح اُس کو ذبح کر دیتی ہوں، دوسرا دن دوسرے کے پہلو جب شام ہوتی ہے اُس کو ذبح کر دیتی ہوں اور دوسری رات دُوسرے کے پہلو میں۔ مولاؑ نے یہ سُن کر سرد آہ کھینچی اور فرمایا کتنے احمق تھے وہ لوگ جو ایک بھائی کے خون ناحق میں تیرے پنجے کو رنگین دیکھ کر تجھ پر اعتبار کر کے تجھ سے شادی رچا لیتے تھے:۔

یَا سَفْرَآءُ یَا بَیْضَآءُ اِلَیْكِ عَنِّیْ

اُو سنہری سُنہری دُنیا مجھ سے دُور ہو جا غُرِّیِ غَیۡرِیِ اگر دھوکا دینا ہے تو کسی غیر کو جا کر دے۔ میں علیؑ تجھے جان چکا ہوں، تجھے پہچان چکا ہوں اور جاننے پہچاننے کے بعد میں نے تمھیں تین طلاقیں دی ہیں کہ جن کے بعد علیؑ کبھی رجوع بھی نہیں کر سکتا۔

دُنیا حضرت امام حسن علیہ السلام کی نظر میں

امام حسنؑ کا کردار بھی سامنے ہے کہ مسلمانوں کو خون خرابے سے بچانے کے لئے صلح کر لی۔ جس طرح اُن کے نانا نے کفار مکہ سے صلح کر کے اسلام بچایا تھا۔ امام حسنؑ نے یزید کے بابا سے صلح کر کے اسلام بچا لیا اور اقتدار چھوڑ دیا۔ وہ حضرت امام حسینؑ جو مسئلہ عوام جانتے ہیں، جو جاہل بھی جانتے ہیں، جو دیہاتی بھی جانتے کہ بابا کی مطلقہ سے بیٹے کا نکاح نہیں ہو سکتا۔ جس کو حیدر کرارؑ نے تین طلاقیں دی تھیں حسینؑ اُس حسینہ عرب سے شادی کرنے کے لئے سارا کچھ قربان کر رہے تھے۔ جس میں انسانیت کی رمق بھی باقی ہے وہ ایک لمحہ کے لیے یہ بات گوارہ نہیں کر سکتا اور اگر ان حقائق کے باوجود اگر کسی آدمی کے دل و دماغ میں اب بھی میل ہو، کوئی خیال ہو، کوئی شبہ ہو کہ امام نے دُنیا کے اقتدار کے لئے سب کچھ کیا۔ تو آخر میں امام کا اپنا کلام بھی سُن لو۔

(صلوات)

دُنیا حضرت امام حسین علیہ السلام کی نظر میں

امامؑ عالی مقام نے تمام تاریخیں گواہ ہیں سُنیوں کی لکھی ہیں یا شیعوں کی، تاریخ طبری گواہ، کامل ابن اثیر گواہ ہے وغیرہ وغیرہ ساری تاریخیں چھلک رہی ہیں کہ نانا کے روضے کا سایہ چھوڑتے وقت حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے بھائی محمد ابن حنفیہ کے نام جو وصیت نامہ لکھ کر حوالے کیا تھا اُس میں

فرماتے ہیں کہ:۔

اِنِّیْ مَا خَرَجْتُ اَشِرًا وَّلَا بَطَرًا ، وَلَا مُفْسِدًا وَّلَا ظَالِمًا ، وَاِنَّمَا خَرَجْتُ لِطَلَبِ الْاِصْلَاحِ فِیْ اُمَّةِ جَدِّیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ، اٰمُرَ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَنْهٰی عَنِ الْمُنْكَرِ ، وَاَسِیْرَ بِسِیْرَةِ جَدِّیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَاَبِیْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْطَالِبٍ عَلَیْهِ السَّلَام۔

امامؑ کے فرمان کا مطلب یہ ہے خلاصہ یہ ہے فرماتے ہیں دُنیا والو! کانوں کی کھڑکیاں کھول کے سن لو کہ میں کسی تکبر کی خاطر مدینہ نہیں چھوڑ رہا، دُنیا میں فتنہ فساد پھیلانے کے لئے مدینۃ النبی کو خیر باد نہیں کہہ رہا بلکہ میں اِس لئے نانا کے روضہ کا سایہ چھوڑ رہا ہوں کہ میرے نانا کی اُمّت برباد ہو رہی ہے میں اُس کی اصلاح چاہتا ہوں۔ فرمایا پورے عالم اسلام میں کوئی نیکی کا حکم دینے والا نظر نہیں آتا، میں کھلے ہوئے میدان میں امر بالمعروف کرنا چاہتا ہوں۔ آج بُروں کو بُرائی پہ ٹوکنے والا کوئی نظر نہیں آتا۔ میں بُرے لوگوں کو بُرائی کرنے سے روکنا چاہتا ہوں۔ آج میرے نانا نبیؐ اور بابا علیؑ کی سیرت اور کردار کے نقشے بدلے جا رہے ہیں میں کھلے ہوئے میدان میں دوستوں، دشمنوں کے مجمع عام میں اپنے نانے اور بابا کی سیرت پر عمل کر کے دُنیا کو دکھانا چاہتا ہوں کہ میرا نانا کیا کرتا تھا، میرا بابا کیا کرتا تھا۔ (صلوات)

معرکہ کربلا کے علل واسباب

بحمد للہ اب یہ حقیقت بالکل بے غُبار ہو چکی کہ امامؑ عالی مقام کا مقصد کوئی دُنیا کا اقتدار حاصل کرنا نہیں تھا بلکہ اللہ کے بنائے ہوئے، پیغمبروں کے لائے ہوئے، پیغمبر خاتمؐ کے ہاتھوں پر تکمیل فرمائے ہوئے، حیدر کرارؑ کے پھیلائے ہوئے، امام حسینؑ اس دین کو بچانا چاہتے تھے۔ اور یہ بھی عرض کرتا جاؤں کہ

میں نے تفصیل کے ساتھ اپنی کتاب سعادت الدارین میں ثابت کیا ہے کہ امامؑ کی شہادت کوئی یک بارگی نہیں ہوئی، اتفاقاً نہیں ہوئی بلکہ مسلسل علل و اسباب کے اور کڑیوں کا نتیجہ ہے سب سے پہلی کڑی جو پیغمبر اکرمؐ کی وفات کے بعد دُنیا نے دیکھی وہ حسنینؑ کی اماں کی مصیبت ہے۔

مصائب حضرت فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا

میرے دوستو، میرے عزیزو اور بزرگو! پیغمبر اکرمؐ کی زندگی میں جناب بتولؑ کا یہ مقام تھا کہ اگر جبرائیل آتے تو اجازت لے کر، پیغمبر اکرمؐ تشریف لاتے تو اجازت لے کر، حیدر کرارؑ آتے تو اجازت لے کر بلکہ میں کہوں گا ملک الموت بھی آتا تو اجازت لے کر۔ پیغمبر اکرمؐ کے آخری لمحات حیات ہیں مخدومہ کائنات اپنے بابا کی تیمارداری کر رہی ہیں کہ دروازے سے آواز آتی ہے، میں دور سے آیا ہوں پیغمبر اکرمؐ کے ساتھ ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔ بی بی فرماتی ہیں بابا تکلیف میں ہیں اِس وقت ملاقات نہیں ہوسکتی پھر کبھی آنا۔ تھوڑی دیر خاموشی رہی اُس کے بعد وہی آواز بلند ہوئی کہ میں ضروری کام کے سلسلہ میں پیغمبرؐ سے ملنا چاہتا ہوں۔ بی بی نے پھر وہی جواب دیا، پھر خاموشی چھا گئی۔ تیسری بار جب وہی آواز بلند ہوئی تو خاتون قیامت کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ پیغمبر اکرمؐ کے چہرۂ اقدس پہ گرے، پیغمبرؐ نے اپنی آنکھیں کھولیں دیکھا کہ مخدومہ کائنات بیٹی رُو رہی ہیں پیغمبر بھی آبدیدہ ہو گئے۔ فرمایا بیٹی خدا تمہیں نہ رُلائے، رونے کا سبب کیا ہے؟ عرض کیا بابا جان کوئی دروازے پہ بندہ کھڑا ہے اُس نے تین بار مجھ سے اجازت مانگی ہے وہ آپ سے ملنا چاہتا ہے لیکن میں نے ہر بار کہا کہ بابا نہیں مل سکتے۔ یہ سُن کر پیغمبر اکرمؐ بھی رونے لگے۔ فرمایا بیٹی کچھ معلوم ہے یہ اجازت مانگنے والا کون ہے؟ نہیں بابا! فرمایا یہ

وہ ملک الموت ہے جو نبیوں سے بھی اجازت نہیں مانگتا۔ یہ تیرے پردے کا احترام ہے کہ ملک الموت بھی اجازت کے بغیر اندر قدم نہیں رکھتا۔ بیٹی اِس کو اجازت دے دو تا کہ آئے اور اپنا فرض ادا کر کے جائے۔

میں کہتا ہوں پیغمبر اکرمؐ کی وفات کے بعد، میں تفصیل میں نہیں جاؤں گا اتنا عرض کروں گا اِسی دروازے پر کچھ لوگ پُرسہ دینے کی بجائے، تعزیت کرنے کی بجائے آگ، لکڑیاں لے کر آ جاتے ہیں اور آ کر دھمکیاں دیتے ہیں، باہر نکلو یا گھر کو آگ لگا دی جائے گی۔ یہ منحوس آواز جب بی بی کے کانوں میں پڑی، کسی شہزادے کو نہیں بھیجا، کسی نوکرانی کو نہیں بھیجا، بی بی آپ دروازے پہ آ گئیں دروازے کے پیچھے ہی کھڑے ہو کے فرمایا۔ اُو دھمکیاں دینے والو! اُس گھر کو آگ لگاؤ گے جس میں فاطمہ الزہراؑ رہتی ہے، اُس گھر کو نذر آتش کرو گے جس میں حسنؑ و حسینؑ رہتے ہیں۔ آنے والے بے ادبوں نے کہا جو ہو، سو ہو، یا باہر نکلو یا پھر آگ لگا دی جائے گی۔ میں کیا عرض کروں اُس کے بعد کیا ہوا، تاریخ بتاتی ہے کہ جناب خاتون قیامت نے در و دیوار کے درمیان آنے کے بعد آواز بلند کی یَا فِضَّہ اِلَیَّ فَخُذِیْنِیْ اے فضہ جلدی آؤ، مجھے سینے سے لگاؤ کہ ظالموں نے میرا محسن شہید کر دیا، میرا محسن شہید ہو گیا۔

اَلَا لَعْنَتُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظَّالِمِیْنَ وَ سَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ۔ وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا عَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ

دوسری مجلس

دین اسلام

سرکار صدر المحققین سلطان المتکلمین حجۃ الاسلام والمسلمین

حضرت علامہ الشیخ محمد حسین النجفی

مدظلہ العالی علیٰ رؤس المومنین

دین اسلام

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی اَشْرَفِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَ اَھْلِ بَیْتِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنَ الْمَعْصُوْمِیْنَ۔

اَمَّا بَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی فِیْ کِتَابِ الْمُبِیْنِ وَھُوَ اَصْدَقُ الصَّادِقِیْنَ:۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ (آل عمران آیت ۱۹) و قال فی المقام الآخر وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ وَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۸۵﴾ (آل عمران) (صلوات)

خالق کائنات اور مالک موجودات وممکنات کے اس فرمان واجب الاحترام کا ترجمہ اور حاصل مطلب یہ ہے ارشاد فرماتا ہے کہ تمام ادیان عالم میں سے اور تمام کائنات کے ملل و مذاہب میں سے جو دین میرا بنایا ہوا ہے میرے نزدیک پسندیدہ ہے اور قابل قبول ہے اُس کا نام صرف دین اسلام ہے لہٰذا جو شخص، جو قوم و قبیلہ، جو گروہ اسلام جیسے مقبول و منظور دین کو چھوڑ کر کوئی بھی اور دین اختیار کرے گا اُس کو معلوم ہونا چاہیے کہ قیامت والے دن جزاء وسزا والے دن اُس کا دین ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور بجائے نفع کے اُسے نقصان اٹھانا پڑے گا اپنے کیے پر پچھتانا پڑے گا۔ پر اُس دن کا پچھتاوا

کوئی فائدہ نہیں دے گا آج مہلت ہے کہ سوچ سمجھ کے وہ دین اختیار کرو جس کو اللہ قبول کرلے اور تمہیں جاگیر جنت کا پٹہ آلاٹ کردے۔ (صلوات)

اسلام کی حقیقت

کل کی تقریر میں بڑے اختصار کے ساتھ یہ بتانے کی اور واضح کرنے کی کوشش کی گئی تھی کہ حضرت آدمؑ سے لے کر خاتمؐ تک ہر نبیؑ کا دین اسلام رہا ہے شریعتیں بدلتی رہی ہیں، کبھی نماز کے اوقات پچاس تھے، کبھی پانچ ہو گئے، کبھی روزے چھ مہینے کے رکھے جاتے تھے وہ ایک مہینے کے ہو گئے۔ اسی طرح زکوٰۃ و خمس کی مقداریں بدلتی رہیں۔ احکام میں ادل بدل ہوتا رہا ہے لیکن اصول ہمیشہ ایک رہے ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ دین جو اللہ نے بنایا تھا جو نبیوں نے پہنچایا، جو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں مکمل ہو گیا، مدلل ہو گیا، مفصل ہو گیا اور پہنچا دیا گیا اور حیدر کرارؑ نے اُسے پھیلا بھی دیا اور مشکل وقت آنے پر اپنا سب کچھ قربان کر کے حضرت امام عالی مقام حسینؑ ابن علیؑ نے اُسے زندہ و جاوید بنا دیا اور قیام قیامت تک اُس کو ہمیشہ کے لیے درخشندہ بنا دیا۔ اُس اللہ کے بنائے ہوئے، پیغمبروں کے لائے ہوئے، پیغمبرؐ اکرم کے ہاتھوں پر مکمل ہوتے ہوئے اور حیدر کرارؑ کے پھیلائے ہوئے اور جناب سید الشہداءؑ کے بچائے ہوئے دین کا نام اسلام ہے۔

مذہب شیعہ

حقیقت کو دیکھا جائے تو مذہب شیعہ دین اسلام کی اصلی تصویر کا نام ہے لہٰذا جو لوگ کہتے ہیں کہ شیعہ اسلام سے خارج ہیں، یا شیعہ مشرک ہیں اُن کو ذرا سوچنا چاہیے کہ اسلام کی حقیقت کیا ہے؟ اور مذہب شیعہ کیا ہے؟۔ تعصب کی جب تک عینک نہ اُتاری جائے بے لاگ نگاہوں سے جب تک پیغمبر اکرمؐ

کے فرمان اور اللہ کے قرآن کا مطالعہ نہ کیا جائے تو اندھیرے میں تامہٗ گوئیاں مارنے سے حقیقت واضح نہیں ہوسکتی اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ اسلام جو خالق کائنات نے بنایا جسے پیغمبر خاتمؐ کے ہاتھوں پر مکمل فرمایا اور جسے حیدر کرارؑ اور ان کے مخلص اصحاب اخیار نے کائنات کے کونے کونے تک پھیلایا اور جسے امامؑ عالی مقام نے سب کچھ قربان کر کے زندہ جاوید بنایا اس اسلام کی اصل حقیقت کیا ہے؟ اور مسلمان بن کر جینے، مرنے کا طریقہ کیا ہے؟ (صلوات)

اصلی اسلام

آپ جانتے ہیں کہ کوئی ڈاکٹر بننا چاہے تو سترہ سال محنت کر کے ڈاکٹری پہلے پڑھنی پڑتی ہے، کوئی اگر وکیل بننا چاہے تو سترہ سال کی مدت طویل میں جدوجہد کر کے وکالت کو سمجھنا پڑتا ہے، اگر کوئی پٹواری بھی بننا چاہے تو کم از کم بارہ سال لگتے ہیں کہ پٹواری بننا پڑتا ہے، تو اسلام کی حقیقت کو سمجھنا چاہیں نہ تو سترہ سال نہ سترہ مہینے، نہ سترہ ہفتے، نہ سترہ دن، نہ سترہ گھنٹے ہر آدمی کہتا ہے جیسا میں اسلام کو جانتا ہوں ایسا کوئی نہیں جانتا۔ اور پھر ستم یہ ہے کہ ایک اسلام کے تہتر فرقے بن چکے ہیں اور ہر بندہ اپنے نظریے کو اصلی اسلام کہتا ہے اور دوسروں کو صرف غلط نہیں بلکہ کافر بھی قرار دیتا ہے حالانکہ اسلام کے ادنیٰ تعلیمات پر نگاہ رکھنے والے، اس پر معمولی مطالعہ کرنے والے وہ بھی جانتے ہیں کہ اسلام کافروں کو مسلمان بنانے کا دین ہے، بے ایمانوں کو مومن بنانے کا دین ہے، بدعملوں کو نیکوکار اور پرہیزگار بنانے کا دین ہے، لڑنے والوں کے درمیان صلح کرانے کا دین ہے گالیاں کھا کر دعا دینے کا دین ہے۔ اس میں نفرتوں کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ ایک دوسرے کو کافر کہنے سے نہ کوئی کافر بنتا ہے نہ بے ایمان کہنے سے کوئی بے ایمان بنتا ہے نہ لڑانے سے کوئی دین اسلام

سے منہ موڑتا ہے نہ کوئی باطل کی طرف رخ موڑتا ہے۔ لہٰذا آدمی کو چاہیے اپنی اصلاح کرے جب اپنی اصلاح کرلے پھر بیوی بچوں کی اصلاح کرے جب بیوی بچے سلجھ جائیں سدھر جائیں پھر اپنے محلے والوں کی خبر گیری کرے پھر پورے شہر والوں کی نگاہ داشت کرے پھر اپنے پورے ملک وملت کی فلاح کا انتظام کرے۔

افضل واعلیٰ انسان

اسلام لوگوں کے ساتھ اچھائی کرنے کا حکم دیتا ہے برائی کرنے سے روکتا ہے یہی وجہ ہے کہ جب پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ یا رحمت العالمین آپ عالمین کے نبی ہیں، پوری کائنات کا کوئی خطہ، کوئی گوشہ، کوئی ملک آپؐ کی نبوت ورسالت سے خالی نہیں آسمان والوں کے بھی نبی ہیں زمین والوں کے بھی نبی ہیں ما کان کے بھی نبی ہیں اور یکون کے بھی۔ آپؐ پورے عالمین پر نظر ڈالنے کے بعد یہ فرمائیں کہ پوری آپؐ کی اُمت میں سب سے افضل اور اعلیٰ بندہ کون ہے؟ تہتّر فرقوں کی کتابوں کے اندر یہ روایت موجود ہے۔ جناب نے یہ نہیں فرمایا جو نمازیں زیادہ پڑھے، یا روزے زیادہ رکھے یا داڑھی زیادہ بڑھائے یا تحت الحنک زیادہ پھیرے۔ فرمایا ساری کائنات میں سے افضل آدمی وہ ہے جو سب دنیا سے برتر لوگوں کو فائدہ پہنچائے:۔

خَيْرُ النَّاسِ مَنْ يَّنْفَعُ النَّاسِ

سب سے بہتر بندہ وہ ہے سب سے بڑھ کر وہ ہے جو سب سے بڑھ کر اللہ کے بندوں کو فائدہ پہنچائے۔ جناب امیرؑ سلونی کا دعویٰ کرتے ہیں ایک بندہ کھڑا ہو کر سوال کرتا ہے یا امیر المومنین آپؑ نے سلونی کا دعویٰ کیا ہے تو میرا مختصر سا سوال ہے اُس کا جواب دیں کہ کائنات میں لوگ اچھے بھی رہتے ہیں بُرے بھی

رہتے ہیں۔کوئی زیادہ اچھے ہیں کوئی زیادہ بُرے ہیں۔آپؑ یہ فرمائیں کہ تمام کائنات کے بُروں سے بڑھ کر بُرا بندہ کون ہے؟۔سنو گے علیؑ والوں کے مولا علیؑ نے کیا جواب دیا۔فرمایا تمام کائنات کے بُرے آدمیوں سے بڑھ کر بُرا وہ ہے جو سب سے زیادہ اللہ کے بندوں کو اذیت پہنچائے۔(صلوات)

اِس کو تھپڑ مارے، اُس پر ڈنڈا برسائے، اُس کو گالی دے، اُس کی توہین کرے، اُس کا گلہ کرے، اُس پر تہمت لگائے، کسی کے خلاف مقدمہ لڑے اُس کو ناجائز مقدمے میں گھسیٹے، اُس کے بچوں کو یتیم بنائے، اُس کی عورتوں کو بیوہ بنائے، لوگوں کا مال لوٹے، اُن کو کنگال بنائے، اپنی دولت کو بڑھائے۔جو سب سے بڑھ کر اللہ کے بندوں کو اذیت پہنچائے اُس کو بدترین خلائق بندہ کہتے ہیں۔(صلوات)

علوم دین کا حصول

آؤ میرے دوستوں کیونکہ دو طریقے ہیں ایک یہ کہ اسلام کو سمجھنا ہو تو پہلے قرآن پڑھا جائے جو عربی میں ہے پھر چہاردہ معصومینؑ کا فرمان پڑھا جائے جو تفسیروں، حدیثوں کی شکل میں وہ بھی عربی میں ہے۔پھر عربی سمجھنے کے لیے کم از کم چودہ علوم پڑھنے پڑتے ہیں اور چودہ علوم میں مہارت حاصل کرنے کے لیے پندرہ، سولہ سال ہیں جو خرچ کرنے پڑتے ہیں لیکن دوسرا آسان طریقہ یہ ہے کہ:۔

فَسْئَلُوْٓا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۳﴾ (سورہ النحل)

جس چیز کا علم نہیں ہے اہل علم سے سوال کرو اور جواب لو اور اپنے دامن مُراد کو پُر کرو۔

تو لہٰذا ان مجالس سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے جو کچھ میں نے اللہ کے

قرآن میں پڑھا، جو کچھ تاریخ اسلام میں پڑھا، جو کچھ بزرگان دین کے کلام میں پڑھا، اور جو کچھ خاص طور پر چہاردہ معصومینؑ کے فرمان میں پڑھا اُس کا خلاصہ عرض کرنے کی کوشش کروں گا۔ انشاء اللہ اِن مجالس میں توجہ فرمائیں گے تو کچھ علمی ذخیرہ لے کر جائیں گے۔ (صلوات)

تعلیمات اسلام

توسب سے پہلے ضرورت اس بات کی ہے کہ پہلے اسلام کا اجمالی خاکہ پیش کیا جائے۔ کہ اسلام کن چیزوں کے مجموعے کا نام ہے تو میرے دوستو، عزیزو اور بزرگو! اسلام ایک ایسی معجون مرکب ہے کہ جس کے چند اجزاء ترکیبی ہیں کہیں عقائد ہیں، کہیں اعمال ہیں، اعمال میں کہیں واجبات ہیں، کہیں محرمات ہیں، کہیں مستحبات ہیں، کہیں مکروہات ہیں، کہیں مباہات ہیں، کہیں انسانی تعلقات ہیں، کہیں معاملات ہیں، کہیں انسانی اخلاقیات ہیں کہیں پیٹ پوجا کرنے کے لیے معاشیات ہیں، کہیں حکومت چلانے کے لیے سیاسیات ہیں۔

جب ان سب چیزوں کو اکٹھا کیا جائے تو مجموعے کا نام ہے دین اسلام:۔

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۔ (سورہ آل عمران آیت ۱۹)

تو لہٰذا جس قدر وقت کے دامن میں گنجائش ہوگی۔

عالم انسانیت کے محسن اعظم

خالق کائنات آل محمدؐ کے صدقے میں ساری دُنیا کو خواب غفلت سے جگائے تاکہ امن و امان کے ساتھ عشرہ محرم گزر جائے بلکہ دنیا پر واضح کیا جائے کہ حسینؑ رب کا ہے حسینؑ سب کا ہے۔ لہٰذا جس طرح خدا کی خدائی پر کسی قوم و ملت کی اجارہ داری نہیں ہے ہم فخریہ انداز میں کہتے ہیں وہ رب العالمین ہے جس طرح پیغمبر اکرمؐ کی نبوت و رسالت پر کسی کی اجارہ داری نہیں وہ رحمت

العالمین ہے جس طرح حیدر کرارؑ کی ولایت و امامت پر کسی قوم و قبیلہ کی اجارہ داری نہیں وہ ھدی اللعالمین ہے مجھے کہنے دو حضرت امام حسین علیہ السّلام پر کسی قوم و ملت کی کوئی اجارہ داری نہیں حسینؑ پورے عالمین کے محسن اعظم ہیں لہٰذا اگر کوئی سمجھتا ہے کہ حسینؑ شیعوں کے ہیں، حسینؑ اہلسنت کے ہیں، یا بریلویوں کے ہیں یا دیوبندیوں کے ہیں یا اہل حدیثوں کے ہیں اُس نے امامؑ عالی مقام کے مقصد کو سمجھا ہی نہیں ہے کل عرض کیا تھا کہ امامؑ عالی مقام صرف مسلمانوں کے محسن نہیں وہ مسلمانوں کے یقیناً محسن ہیں، وہ اہل ایمان کے بھی محسن ہیں بلکہ پورے عالم انسانیت کے محسن اعظم ہیں اُن کی شہادت کا فلسفہ پڑھا جائے تو پھر ماننا پڑتا ہے:۔

انسانیت کے نام پہ کیا کر گئے حسینؑ
ہر دور کے بلند خیالوں سے پوچھ لو

جو اللہ کو اللہ نہیں مانتے وہ بھی حسینؑ کی عظمت کو مانتے ہیں جو حسینؑ ابن علیؑ کے نانے کی نبوت کا کلمہ نہیں پڑھتے وہ بھی حسینؑ کے گن گاتے ہیں میں یہاں تک کہنے کو کوئی مبالغہ نہیں سمجھتا جو حسینؑ کے بابا علیؑ ولی کو ولی اللہ نہیں مانتے وہ بھی حسینؑ کے سامنے آنکھیں جھکاتے ہوئے اور گردن خم کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ لہٰذا حسینؑ سب کا ہے حسینؑ رب کا ہے اللہ ہمیں خواب غفلت سے جگائے دنیاوی مفادات سے بالا ہو کر حقائق کو سمجھنے کی سعادت عطا فرمائے یہ دُنیا تعصّبات کا دامن چھوڑے گی، حقائق کا مطالعہ کرے گی۔ تو انشاء اللہ وہ وقت دور نہیں جب ہر قوم پکارے گی ہمارے ہیں حسینؑ۔

اسلام کا لب لباب

میں عرض کر رہا تھا کہ اس اسلام کا لب لباب کیا ہے؟ عقائد کا تعلق دل و

دماغ سے ہے، ہمارے باطن سے ہے نہ یہ پتہ چلتا ہے کہ کس کے اندر ایمان ہے، نہ یہ پتہ چلتا ہے کہ کس کے اندر بے ایمانی ہے یا آدمی خود جانتا ہے یا پھر خالق کائنات جانتا ہے کہ کس کے اندر ایمان ہے اور کس کے اندر بے ایمانی ہے لیکن اعمال کا جہاں تک تعلق ہے جو واجبات کو ادا کرتا ہے وہ بھی نظر آ جاتا ہے جو حرام سے بچتا ہے وہ بھی معلوم ہو جاتا ہے جو محرمات کا کھلے بندوں ارتکاب کرتا ہے وہ بھی سب پر واضح ہو جاتا ہے جو مستحبات کو بجا لاتا ہے وہ پرہیزگار بھی دنیا پر واضح ہو جاتا ہے جو مکروہات سے دامن بچاتا ہے وہ بھی ظاہر اور روشن ہو جاتا ہے کیونکہ اعمال کا تعلق ہمارے بدن سے ہے ہمارے جسم سے ہے

عقائد اسلام

لہٰذا اب آؤ ذرا عقائد کی بات ہو جائے تو عقائد پانچ قسم کے ہیں۔

(صلوات)

تین عقیدے ایسے ہیں کہ جن کا اقرار کرنے سے کافر مسلمان بن جاتا ہے اور اُن تینوں کا انکار کر دے یا اُن میں سے ایک کا کرے انکار پھر پلٹ کر مرتد بن جاتا ہے پھر کافر بن جاتا ہے اور دو ایسے عقیدے ہیں کہ مسلمان اُن کا عقیدہ رکھے تو وہ صاحب ایمان بن جاتا ہے اور اگر ان کا کرے انکار وہ ایمان کے دائرے سے خارج ہو جاتا ہے مختصر لفظوں میں عرض کروں گا جہاں تک اصول اسلام کا تعلق ہے وہ تین ہیں۔

1۔ اللہ کی توحید۔ 2۔ پیغمبر اکرم کی ختمِ رسالت 3۔ اور عقیدہ قیامت۔

یعنی جو کہے:۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

اس میں تینوں عقیدے آ جاتے ہیں وہ کفر سے نکل کر عالم اسلام کے اندر داخل ہو جاتا ہے۔ اور اگر توحید کا، نبوت کا، یا قیامت کا کرے انکار پھر پلٹ کے مرتد بن جاتا ہے کافر بن جاتا ہے اور ان تین عقیدوں کے ساتھ:۔

☆ اللہ کو عادل بھی مانے۔

☆ علیؑ سے لیکر مہدیؑ دوراں تک بارہ کو امام بھی مانے، پیغمبر اکرمؐ کا قائم مقام بھی مانے۔

وہ صاحب ایمان بن جاتا ہے اور اگر کوئی اس کا کرے انکار تو وہ ایمان کے دائرے سے خارج ہو جاتا ہے۔ تو لہٰذا نتیجہ کیا نکلا؟۔ جو پڑھے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وہ مسلمان کہلاتا ہے اس کے ساتھ کرے اقرار عَلِیٌّ وَّلِیُّ اللّٰهِ وہ صاحب ایمان کہلاتا ہے۔ (نعرہ)

عقیدہ توحید

میرے دوستو، عزیزو! اب ان کی تشریح کی جائے تو میرے خیال میں پورا عشرہ ختم ہو جائے گا اور توحید کے عقائد ختم نہیں ہوں گے میں نے اپنی زندگی میں کئی عشرے بحمد للہ توحید پر پڑھے ہیں، کئی رسالت پر پڑھے ہیں، کئی عشرے امامت پر پڑھے ہیں مختلف ممالک میں پڑھے ہیں لیکن اب کوشش کی جائے گی کہ ایک ایک دن میں ایک ایک مسئلہ ختم ہو جائے۔ ایک دن میں عقیدہ توحید ختم ہو جائے، ایک دن میں عقیدہ نبوت و رسالت ختم کر دیا جائے، اور چودہ سو سال سے الجھا ہوا مسئلہ ایک دن ایک مجلس میں مسئلہ امامت و لایت و خلافت بھی حل کر دیا جائے۔

قطرے میں دجلہ دکھائی نہ دے اور کل میں جزو
کھیل لڑکوں کا ہوا، دیدۂ بینا نہ ہوا

انشاء اللہ مجھے اپنے ناظرین سے، سامعین سے توقع ہے کہ میرے اجمال کو تفصیلات کا قائم مقام سمجھیں گے میرے اشارات کو تشریحات کا قائم مقام سمجھیں گے اور تھوڑے بیان کو کافی ووافی سمجھیں گے۔ تو آؤ اب توحید کی بات ہو جائے کائنات کا خالق اللہ، کائنات کا مالک اللہ، کائنات کا پالک اللہ، کائنات کا منتظم اعلیٰ، اللہ۔ جس طرح کہا گیا ہے:۔

کوئی تو ہے جو نظام ہستی چلا رہا ہے
وہی خدا ہے وہی خدا ہے

تو میرے دوستو، میرے عزیزو! توحید کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ کوئی ہستی ایسی ہے جس نے آسمان کا شامیانہ لگایا، کوئی ایسی کائنات میں ہستی ہے جس نے لاکھوں، میلوں تک زمین کا فرش زمروی بچھایا، کوئی ایسی ہستی ہے جس نے ستاروں کی کمکمے لاکھوں کی تعداد میں روشن فرمائیں، کوئی ایسی ہستی ہے جس نے سورج اور چاند کی قندیلیں روشن فرمائیں، جس نے اشجار وانہار پیدا فرمائے جس نے لیل ونہار پیدا فرمائے جو کائنات کے موسم بدلتا ہے، جو کائنات کے حال بدلتا ہے، بچوں کو جوان کرتا ہے، جوانوں کو بوڑھا کر کے موت کے گھاٹ اُتارتا ہے کسی کو بیٹے دیتا ہے، کسی کو بیٹیاں دیتا ہے، کسی کو جوڑا جوڑا دیتا ہے اور کسی کو محروم کرتا ہے۔ اُسی ہستی کو ہم رب العالمین کہتے ہیں۔
(صلوات)

مولا علی علیہ السلام اور توحید

یہاں دو چیزیں قابل غور ہیں ایک یہ کہ کائنات کا کوئی صانع ہے، کائنات کا کوئی فاعل ہے، کائنات کا کوئی بنانے والا ہے یہ ایسا بدہی مسئلہ ہے کہ جس کے لیے دلیل و برہان پیش کرنے کی کوئی ضرورت نہیں جناب امیر المومنین، لنگر

آسمان وزمین، امام المتقین، قائد الغر المحجلین جناب سے پوچھا گیا مولا:۔

مَا الدَّلِيْلُ عَلٰى صَنْعِهٖ

ہمیں بھی سمجھائیں کہ خدا ہے تو کس طرح ہے؟۔ مولاؑ نے ہماری سوئی ہوئی فطرت کو جگانے کی کوشش کی فرمائی۔ فرمایا تم لق ودق صحرا سے گزر رہے ہو اور تمہیں اونٹ کی مینگنی مل جائے تمہیں پتہ چل جاتا ہے کہ یہاں سے کوئی اونٹ گزرا ہے۔ اگر کوئی گدھے کی لید نظر آجائے تمہیں یقین ہو جاتا ہے کہ یہاں سے کوئی گدھا گزرا ہے:۔

آثَارُ وَالْقَدَمُ يَدُلُّ عَلٰى مَسِيْرِ

اگر آدمی کا نشان پاء مل جائے تو آپ کو پتہ چل جاتا ہے کہ یہاں سے کوئی آدمی گزرا ہے۔ اگر گدھے کی لید گدھے کے وجود کی خبر دے سکتی ہے، اونٹ کی مینگنی اونٹ کا پتہ بتا سکتی ہیں، انسان کا نقش پاء انسان کے وجود کی خبر دے سکتا ہے، یہ آسمان کا تنا ہوا شامیانہ، یہ زمین کا فرش، یہ سارے مل کر نہیں بتاتے کہ ان کا کوئی لگانے والا اور بچھانے والا بھی ہے۔ (نعرہ)

تو اُس نے کہا مولاؑ مجھے کلمہ پڑھا دو۔ وہ ملحد تھا خدا کا قائل نہیں تھا مولاؑ کی مختصر بات سن کر وہ مسلمان بن گیا۔ خالق کائنات کے وجود کا اقرار کرنے والا بن گیا مولاؑ کے عین الفاظ یہ ہیں:۔

البعرۃ التدل علی البعیر، وان اثر الاقدام لتدل علی السیر، فسماء ذات ابراج، و ارض ذات فجاج، و بحار ذات امواج، الا یدل ذللث علی وجود اللطیف الخبیر)

بوڑھی عورت والا دین

پیغمبرؐ کا دور ہے ایک پڑھا لکھا آدمی ایک بوڑھی عورت سے سوال کرتا ہے جو چرخہ کات رہی تھی اے بوڑھی عورت تو جو کہتی ہے خدا ہے وہ آنکھوں سے تو نظر نہیں آتا، نہ تو نے دیکھا، نہ میں نے دیکھا، مجھے بتا خدا ہے تو اس کے ثبوت کا کیا ہے؟ وہ کہنے لگی زبان حال سے کہ میں فلسفہ پڑھی ہوئی نہیں ہوں، کوئی مدرسہ فکر میں داخلہ میں نے لیا نہیں، کوئی پرائمری پڑھی ہوئی بھی نہیں۔ لیکن میرا چرخہ بتاتا ہے کہ خدا ہے اس نے تعجب کے لہجے میں کہا چرخہ! چرخہ کیسے بتاتا ہے کہ خدا ہے۔ کہنے لگی یہ چھوٹی مشینری ہے۔ جب میں ہاتھ گھماتی ہوں تو یہ گھومنے لگ جاتا ہے جب ہاتھ روک لیتی ہوں تو چرخہ رک جاتا ہے تو مجھے یقین ہو گیا اگر چھوٹی سی مشینری بغیر چلانے والے کے نہیں چل سکتی تو یہ نظام قدرت بغیر چلانے والے کے کیسے چل رہا ہے۔ (نعرہ)

جب پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس آدمی اور بوڑھیا عورت کا واقعہ گوش گزار ہوا تو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خوش ہو کر فرمایا عَلَيْكُمْ بِدِيْنِ عَجَائِزْ میرا کلمہ پڑھنے والو! اس بوڑھی عورت والا دین حاصل کرو کہ جو عقیدہ رکھا جائے وہ دلیل و برہان کے ساتھ رکھا جائے تاکہ یقین کی منزل پر آدمی فائز ہو جائے اور دوسروں کو بھی یقین دلا سکے اگرچہ وہ دلیل چرخے کی ہی کیوں نہ ہو۔ ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ خدا ہے بندہ پوچھے ثبوت کیا ہے تو کہے استاد جی نے کہا تھا کہ اللہ ہے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی ہیں بندہ پوچھے دلیل کیا ہے؟۔ اُن کی نبوت کی، تو بچہ کہے کہ میرے بابا نے کہا تھا کہ نبی ہیں۔ ایک آدمی علیؑ ولی اللہ پڑھے۔ کوئی پوچھے اس سے کہ علیؑ ولی کی ولایت کا ثبوت کیا ہے؟ تو کہہ دے کہ میرے دوست نے مجھے بتایا تھا کہ مولا علیؑ ولی ہیں یہ تقلید نہیں چلتی تحقیق چلتی ہے اللہ کو

اللہ مانا جائے تو دلیل و برہان کے ساتھ، نبی کو نبی مانا جائے تو دلیل و برہان کے ساتھ، مولا علیؑ کا اللہ کو ولی مانا جائے پیغمبر اکرمؐ کا بلافصل وصی مانا جائے تو قرآن اور پیغمبرؐ کے فرمان کے ساتھ (صلوات)۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ملحد سے مناظرہ

حضرت امام جعفر صادقؑ کے دور میں ملحدوں کا بڑا زور تھا امامؑ کے پاس وہ آتے تھے، مناظرے کرتے تھے، ہار کے جاتے تھے۔ کچھ کلمہ پڑھ کے جاتے تھے، کوئی انکار کر کے جاتے تھے۔ ایک آدمی نے امامؑ عالی مقام سے سوال کیا وہ اللہ جو آنکھوں سے نظر نہیں آتا، جس کی آواز ہم کانوں سے سن نہیں سکتے، جس کو ہاتھوں سے چھو نہیں سکتے، جس کا زبان سے ذائقہ چکھ نہیں سکتے، جس کی ناک سے خوشبو سونگھ نہیں سکتے، جو ہمارے حواس خمسہ میں نہیں آتا، اُس خدا کو کیسے مانیں کہ خدا ہے۔ امامؑ نے فرمایا تو اگر ایک لق و دق صحرا سے گزر رہا ہو جہاں نہ کوئی آدمی ہو نہ کوئی آدم ذات ہو، نہ کوئی آدمی رہتے ہوں نہ کوئی آدم ذات۔ تو وہاں دیکھے کہ وہاں مکان بڑا مضبوط بنا ہوا ہے تو مکان کو دیکھ کر تجھے یقین نہیں ہو جاتا کہ کسی بنانے والے نے کبھی بنایا ہے کہنے لگا ہاں مولاؑ۔ فرمایا تو نے بانی کو بناتے ہوئے دیکھا ہے کہنے لگا مولاؑ نہیں۔ امامؑ نے فرمایا تو نے اپنے حواس خمسہ سے اس کو اینٹ پر اینٹ رکھتے ہوئے دیکھا ہے، مشاہدہ کیا ہے اس نے کہا نہیں۔ فرمایا جب تو چھوٹا سا مکان دیکھ کر اس کے بنانے والے کا یقین کر لیتا ہے اتنی بڑی زمین کا فرش اتنے بڑے آسمان کا شامیانہ، یہ اتنے بڑے ستاروں کی ٹمٹمیں اتنے بڑے سورج اور چاند کی قندیلیں، اتنا بڑا نظام کائنات دیکھ کر تجھے پتہ نہیں چلتا یہ کائنات کا فرش بھی کائنات کے خالق نے بچھایا ہے۔ وہ کلمہ پڑھ کے مسلمان ہو گیا۔ تو فرمایا اللہ کا وجود ہماری دلیلوں کا

محتاج نہیں ہے۔ ہر چیز اللہ کی محتاج ہے اللہ کسی دلیل کا بھی محتاج نہیں ہے۔

امام حسین علیہ السلام اور توحید

حضرت امام حسین علیہ السّلام دعائے عرفہ میں فرماتے ہیں:۔

اِلٰهِیْ مَتٰی غِبْتَ حَتّٰی تَحْتَاجَ اِلٰی دَلِیْلٍ

اے پروردگار تو غائب کب تھا کہ تاکہ تجھے دلیلوں سے تلاش کیا جائے:۔

عَمِيَتْ عَيْنٌ لَا تَرَاكَ

وہ آنکھ اندھی ہو جائے۔ امام حسینؑ بددعا دے رہے ہیں وہ آنکھ اندھی ہو جائے جو کائنات کی ہر شے میں تیری قدرت کا جلوہ نہیں دیکھ سکتی۔ کائنات کی کون سی شے ہے جو تیری قدرت کی نشانی نہیں ہے، تیری قدرت کا اثر نہیں ہے، تیری قدرت کا شاہکار نہیں ہے۔

اثبات وجود خدا

کائنات کی ہر شے بتاتی ہے کہ کائنات کا کوئی خالق ہے۔ آدمؑ سے لیکر عیسیٰؑ ابن مریمؑ تک ایک کم ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی آئے۔ ہر دور کے منکروں نے جب ان سے ثبوت مانگا کہ خدا کی حقیقت کا کوئی ثبوت دو۔ تو انہوں نے جواب دیا جو قرآن میں نقل کیا ہے:۔

اَفِی اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط (ابراہیم آیت ۱۰)

کیا اُس اللہ کے وجود میں بھی کوئی شک ہوسکتا ہے جس نے کہیں آسمان کا شامیانہ لگا دیا کہیں لاکھوں میلوں تک پھیلا ہوا زمین کا فرش بچھا دیا۔ (صلوات)

تو پتہ چلا کہ یہ کہنا کہ خدا کوئی نہیں ہے اِس بنا پر کہ اللہ نظر نہیں آتا۔ بعض کتابوں میں ایک لطیفہ لکھا ہے علمی لطیفہ ایک کالج کا پروفیسر خدا کا منکر تھا وہ

لڑکوں کو لیکچر دے رہا تھا اور کہنے لگا کہ خدا کا کوئی وجود نہیں ہے۔ کیوں کہ اللہ نظر نہیں آتا، ہوتا تو نظر بھی آتا، آپ نے دیکھا ہے تو بتاؤ لہٰذا نظر نہیں آتا۔ لہٰذا خدا موجود نہیں ہے تو ایک لڑکا جو ذرا تیز تراز تھا اس نے گستاخی کرتے ہوئے کہا۔ او پاگل یہاں کالج سے نکل جاؤ۔ استاد نے جب ایک مرتبہ شاگرد کی زبان سے سنا اے او پاگل یہاں سے نکل جاؤ، کہنے لگا تو مجھے پاگل کہتا ہے میں تو اتنا بڑا عقل مند ہوں، اتنا بڑا خردمند ہوں، اتنی میرے پاس ڈگریاں ہیں۔ لڑکے نے بلا دھڑک کہا اگر تو عقل مند ہے تو اپنی عقل دکھا کہ وہ کہاں ہے؟۔ استاد نے بغلیں جھانکیں، کہنے لگے کہ عقل وہ شے ہے جو آثار سے پتہ چلتا ہے کہ عقل موجود ہے، پر عقل آنکھوں سے نظر نہیں آتی، اس لڑکے نے کہا ابھی تو کہہ رہے ہو کہ جو چیز نظر نہ آئے اُس کا وجود نہیں ہوتا تم نے اقرار کرلیا کہ اللہ کی مخلوقات میں کوئی ایسی چیزیں موجود ہیں جو ہیں تو موجود پر نظر نہیں آتیں اگر خالق نظر نہ آئے تو تم کیسے کہتے ہو کہ خدا نہیں ہے۔ (صلوات)

ایک خدا ہے یا چند خدا ہیں؟

اب دوسرا مسئلہ جو زیادہ اہم ہے وہ یہ ہے کہ کائنات کا مالک، خالق، پالک ایک خدا ہے یا چند خدا ہیں؟۔ جنہوں نے مِل جُل کے یہ کائنات بنائی ہے۔ جس طرح ہماری انجمنیں مِل جُل کر کوئی کام کرتی ہیں تو آیا دیکھنا یہ ہے کہ خدا ایک ہے یا خدا کے کوئی شریک بھی ہیں۔ (صلوات)

اسلام کا طرّہ امتیاز یہ ہے کہ اللہ کا کوئی شریک نہیں ہے اللہ ایک تھا، ایک ہے اور ازل تا ابد تک ایک ہی رہے گا۔

☆ نہ اُس کی ذات میں کوئی شریک۔

☆ نہ اُس کے صفات میں کوئی شریک۔

☆ نہ اُس کے کاموں میں کوئی شریک، نہ کوئی افعال میں شریک۔

☆ نہ اُس کی عبادت میں کوئی اُس کا شریک۔

یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان۔ تو میرے دوستو! اِس کے ثبوت کیا ہیں؟ تو میں عرض کروں گا جناب پہلے تو قرآن پڑھو، وہ سورہ جس کو سورہ توحید بھی کہا جاتا ہے سورۃ اخلاص بھی کہا جاتا ہے سورہ قل ھو اللہ بھی کہا جاتا ہے اس کے بارے میں تہتّر فرقے متفق ہیں کہ کفار نے، مشرکین نے، یہود و نصاریٰ نے پیغمبر اکرمؐ کے پاس وفد بھیجے کہ آپ ہم سب کو مشرک کہتے ہو اور اپنے اللہ کی توحید کا پرچار کرتے ہو، ہمارے خداؤں کا نصب نامہ تو معلوم ہے آپ اپنے رب کا کوئی نصب نامہ بیان کریں کہ آپ جس خدا کے داعی ہیں وہ خدا کیسا ہے؟ تہتّر فرقے متفق ہیں کہ خالق اکبر نے ان لوگوں کے تقاضوں کی وجہ سے یہ سورہ نازل فرمائی جس میں خالق کائنات نے اپنا تعارف اپنے لفظوں میں کرایا اور پہلا جملہ یہ ہے قل ھو اللہ احد میرا حبیبؐ ان سے کہہ دے کہ میرا پروردگار ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ جناب امیر المومنینؑ لنگر آسمان و زمین نہج البلاغہ کے ایک وصیت نامے میں جو امامؑ نے اپنی ظاہری حیات کے اندر امام حسن مجتبیٰؑ کو وصیت فرمائی تھی ظاہری مخاطب اُن کے امام حسن علیہ السّلام ہیں لیکن باطن تمام شیعان حیدر کرار کو خطاب ہے فرمایا یَا بُنَیَّ لوگ کہتے ہیں کہ خدا کے شریک ہیں:۔

لَوْ كَانَ لِرَبِّكَ لَا شَرِيكٌ

میرا بیٹا، میری آنکھوں کا نور، میری آنکھوں کی ٹھنڈک بیٹا، اگر تیرے رب کا کوئی شریک ہوتا تو ایک خدا نے تو ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی بھیجے تو اس کا شریک بھی تو کوئی ایک نبی بھیجتا تیرے رب نے ہر نبی کو اتنے وصی عطا فرمائے

تیرے رب کا کوئی شریک ہوتا تو وہ بھی کسی کو نبی بناتا، کسی کو وصی بناتا، اس کا بھی کائنات میں کوئی نام ونشان ہوتا۔ ایک خدا نے یہ سارا آسمان بنایا، زمین بنائی اُس کی قدرت کے آثار سے دنیا چھلک رہی ہے اگر اُس کا کوئی شریک ہوتا تو وہ بھی کوئی شے بناتا وہ بھی نظر آتی۔ لیکن تیرے رب کے شریک کا نہ کوئی نبی بھیجنا، نہ کوئی وصی بنانا، نہ کوئی شے پیدا کرنا یہ دلیل ہے کہ تیرے پروردگار کا کوئی شریک نہیں ہے پھر خالق کائنات قرآن میں فرماتا ہے:۔

وَمَآ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِكَ مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا نُوۡحِیۡۤ اِلَيۡهِ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعۡبُدُوۡنِ۝۲۵ (الانبیاء)

اے میرا حبیبؐ میں نے آپ سے پہلے جتنے نبی بھیجے جتنے رسول بھیجے ہر نبی کے دور میں، میں نے اُس کو وحی کی کہ میرے سوا کوئی اور خدا نہیں ہے۔ اگر عبادت کرنا چاہتے ہو تو صرف میری ذات ذوالجلال کی کرو کہ میرا کوئی شریک نہیں ہے۔ (نعرہ)

معرفت پروردگار

پیغمبر اسلامؐ فرماتے ہیں جیسا کہ شیخ صدوق نے کتاب "التوحید" میں، علامہ مجلسی نے "بحارالانوار" میں اور باقی علماء کرام نے اپنی اپنی کتابوں میں یہ حدیث درج کی ہے فرماتے ہیں:۔

اَوَّلُ الدِّيْنِ مَعْرِفَةُ الْجَبَّارِ

دین اسلام کے سنگ بنیاد کا نام ہے معرفت پروردگار۔ اگر خدا کی معرفت ہے تو پھر نبیؐ کی ہے، علیؑ ولی کی بھی ہے، نماز روزہ کی بھی ہے، پورے دین کی معرفت ہے لیکن اگر خدا کی معرفت نہیں تو پھر نہ نبیؐ کی معرفت ہوسکتی نہ ان کے وصی کی معرفت ہوسکتی ہے، نہ کسی خدا کی نماز پڑھی جاسکتی ہے، نہ کسی کی

عبادت کی جاسکتی ہے:۔

اَوَّلُ الدِّیْنِ مَعْرِفَۃُ الْجَبَّارِ

نہج البلاغہ جس کو پڑھ کے دنیا نے توحید کی باریکیاں سمجھی علامہ مفتی جعفر حسین نے جو نہج البلاغہ کا ترجمہ کیا ہے اس کا مقدمہ علامہ سید علی نقی شاہ قبلہ مرحوم نے لکھا ہے اللہ ان دونوں کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس عطا فرمائے اُس میں لکھتے ہیں کہ جب نہج البلاغہ مولا امیرؑ کے خطبوں کا مجموعہ علماء الازھر کے پاس پہنچا ازھر شریف عالم اسلام کا بہت بڑا مرکز ہے۔ جس طرح ہمارا نجف اشرف، اس کے بعد قم المقدس ہمارا مرکز ہے باقی مسلمانوں کا مرکز جو ہے (ازھر شریف مصر میں ہے) تو مصر کے علماء نے جب مولا علیؑ کے خطبے پڑھے تو وہ بیک زبان ہو کر کہنے لگے:۔

لَوْ لَا خُطَبُ عَلِیِ ابْنَ اَبِیْ طَالِبْ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہٗ لَمَا عَرَفَ الْمُسْلِمُوْنَ التَّوْحِیْدَ۔

اگر حیدر کرارؑ کے یہ مثالی خطبے نہ ہوتے تو عالم اسلام کو کون بتاتا کہ شان کبریا کیا ہے؟ (نعرہ)

مولا علیؑ کے خطبوں نے لوگوں کو بتایا کہ مقام کبریا کیا ہے؟ اور پھر وہی علامہ لکھتے ہیں کہ جب صحیفہ کاملہ، صحیفہ سجادیہ اقلیم امامت کے چوتھے تاجدار حضرت زین العابدینؑ، سید الساجدینؑ قمر لیلۃ المتجدین کی دعاؤں کا مجموعہ علماء ازھر کی نظروں سے گزرا، تو اُس کا مطالعہ کرنے کے بعد علماء ازھر یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ اگر اقلیم امامت کے چوتھے تاجدار حضرت امام زین العابدینؑ کی دعاؤں کا مجموعہ نہ ہوتا تو مسلمانوں کو کون بتاتا کہ خالق اکبر کی بارگاہ میں عرض و نیاز کرنے کا طریقہ کیا ہے توحید کی باریکیاں سکھائیں تو نہج البلاغہ کے

خطبوں نے اللہ سے سوال کرنے کا طریقہ بتایا سلیقہ بتایا تو زین العابدینؑ کی مقدس دعاؤں نے۔

شیعان علی اور اسلام

تو لہٰذا انقلاب زمانے کا، آج اُن کے نام لیواؤں کو کہیں مشرک کہا جائے، کہیں کافر کہا جائے۔ میں صرف اتنا عرض کروں گا کسی کے بارے میں کوئی شدید لفظ کہنے کا مجاز نہیں۔ اگر حیدر کرارؑ کو امام اولین ماننے والے، پیغمبر اکرمؐ کو خاتم الانبیاء جاننے والے، اللہ کو بے مثل و بے مثال، صفات و ذات میں واحد و یکتا ماننے والے، اللہ کو عادل ماننے والے، قیامت کو برحق جاننے والے، واجبات کو ادا کرنے والے، محرمات سے دامن کو بچانے والے، شریعت اسلامیہ پر چلنے والے اگر شیعان حیدر کرارؑ مسلمان نہیں ہیں تو اتنا عرض کروں پھر اِس آسمان کے نیچے اس زمین کے فرش کے اوپر کوئی بھی مسلمان نہیں ہے۔ (نعرہ)

توحید کی قسمیں

بہر حال میرے دوستو، عزیزو! یہ توحید جو ہے توحید ذاتی بھی ہے، توحید صفاتی بھی ہے، توحید افعالی بھی ہے، توحید عبادتی بھی ہے۔ اب وقت کے دامن میں گنجائش نہیں اتنا عرض کروں گا یہ چار قسموں کا نام تو میں نے بتا دیا لیکن تھوڑی سی تفصیل کل موضوع جو ہے نبوت ہو گا۔ اس سے پہلے ان چار قسموں کی تھوڑی سی وضاحت کر لی جائے گی کہ توحید ذاتی کا مطلب کیا ہے؟ توحید صفاتی کا مطلب کیا ہے؟ اور اگر چاہوں تو آج یہ مسئلہ ختم ہو جائے۔ مختصر لفظوں میں خلاصے کا خلاصہ بلکہ خلاصے کا خلاصہ عرض کروں گا۔

توحید ذاتی

اللہ کی ذات ہے واجب الوجود، وہ ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گا، اُس

کے لیے موت تو بجائے خود، نیند بھی نہیں ہے۔ نیند تو کیا اُس کے لیے اونگھنا بھی نہیں ہے:۔

لَا تَأْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ؕ (سورہ البقرہ آیت ۲۵۵)

لہٰذا ہم ہیں ممکن الوجود ہمارا وجود اپنا نہیں اللہ کا عطا کردہ ہے۔ جب وجود عطا کرتا ہے زندہ ہوتے ہیں جب وجود واپس لے لے گا تو ہم مردہ بن جائیں گے۔ لیکن اللہ کے لئے فنا نہیں ہے:۔

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿۲۶﴾ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿۲۷﴾ (سورہ الرحمٰن)

توحید صفاتی

ہمارے اتنے صفات ہیں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللہ ہمارے اندر اتنی طاقت ہے، ہمارے اندر کھانے پینے کی قوت ہے، چلنے پھرنے کی طاقت ہے، ہمارے پاس عقل ہے، علم ہے، دانش ہے، ہنر ہے، جو کچھ ہے اللہ کا عطا کردہ ہے لیکن اللہ کے صفات، اس کا علم، اس کی قدرت، اس کی حیات اپنی ذاتی ہے کسی اور اللہ نے اس کو عطا نہیں کی۔ وہ ذات میں بھی واحد ہے، وہ واجب الوجود، اور اپنے صفات میں بھی واحد ہے، اس کے صفات اُس کے عین ذات ہیں کسی اور نے عطا نہیں کیے۔

توحید افعالی

البتہ مشکل معاملہ یہ ہے کہ اللہ کے کاموں میں کوئی شریک نہیں اب دیکھنا یہ ہے کہ اللہ کے کام کیا ہیں؟ جن میں کوئی بھی شریک نہیں ہے اُس کے لیے میں دعوت فکر دوں گا، پڑھے لکھے لوگوں کو کہ پارہ نمبر اکیس کھول کے سامنے رکھیں سورۃ روم کا ساتواں رکوع سامنے رکھیں اور باقی قرآن کو چھوڑ کر ایک آیت بھی

پڑھ لیں اس کے ترجمہ کے ساتھ پتہ چل جائے گا کہ اللہ کے کام کون سے ہیں جن میں ان کا کوئی شریک نہیں ہے:۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ یُمِیْتُكُمْ ثُمَّ یُحْیِیْكُمْ ؕ هَلْ مِنْ شُرَكَآىٕكُمْ مَّنْ یَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَیْءٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ﴿۴۰﴾ (سورہ الرُّوم)

اللہ وہی تو ہے جس نے پہلے تمہیں خلق کیا، وجود عطا کیا، تمہیں پیدا کیا، پیدا کرنے کے بعد تمہاری روزی کا انتظام کیا۔ اور پھر دوسرا کام اُس کا یہ ہے کہ تمہیں زندگی عطا فرمائی، پھر تمہیں موت دے گا، جب تمہاری زندگی کے دن ختم ہو جائیں گے۔ پھر میدان حشر میں زندہ کر کے لاکھوں سالوں کے مردوں کو دوبارہ حیات نوع عطا کر کے زندہ کرے گا پھر حساب و کتاب لے گا پھر فرماتا ہے اُو! میرے شریک بنانے والو کوئی ہے میرا ایسا شریک جو میرے والے یہ کام کر سکے۔ للکار کے فرماتا ہے سُبْحٰنَهٗ اللہ پاک ہے شریکوں سے وَ تَعٰلٰى عَمَّا یُشْرِكُوْنَ اور وہ اس سے بلند و بالا ہے جو مشرک اِس کے بارے میں کہا کرتے ہیں۔ یعنی اللہ کے کام یہ ہیں وہ پیدا کرتا ہے، وہ رزق دیتا ہے، وہ موت دیتا ہے، وہ حیات دیتا ہے، قیامت کے لاکھوں سالوں کے مردوں کو زندہ کر کے میدان حشر میں لائے گا پھر محاسبہ فرمائے گا، پاس ہونے والوں کو جنت الفردوس کا پٹہ عطا فرمائے گا اور فیل ہونے والوں کو جہنم میں جھونکے گا۔ یہ اللہ کے کام ہیں جن میں اُس کا کوئی شریک نہیں ہے ہم محمدؐ و آلِ محمدؑ کو ان کاموں میں اللہ کا وسیلہ مانتے ہیں اللہ کا شریک نہیں مانتے۔ لہٰذا اللہ سے مانگتے ہیں واسطہ ان کا دیتے ہیں یا ان سے کہتے ہیں کہ اللہ سے ہمارا کام کروا دو۔ اولاد لے دو، جائیداد لے دو، ہمارے بیمار کی صحت اللہ سے لے دو۔ آل

محمدؐ سے کہتے ہیں آؤ ہمارے اللہ سے کام کراؤ۔ یا اللہ سے کہتے ہیں ہم جیسے بھی گناہ گار ہیں بدکار ہیں لیکن نام لیوا تو تیرے مصطفیؐ کے ہیں، یا اللہ جیسے بھی خطا کار ہیں گناہگار ہیں نام لیوا تو حیدر کرارؑ کے ہیں، اُن کا صدقہ ہم پر رحم فرما دے اُن کا محابہ ہمیں اولاد بھی دے دے، جائیداد بھی دے، بیماروں کو صحت بھی دے دے، قیدیوں کو رہائی بھی دے دے۔ واسطہ ان کا دیتے ہیں سوال خدا سے کرتے ہیں یہ ہے توحید افعالی۔

توحید عبادتی

آخری بات ہے کہ توحید عبادتی کہ ہر قسم کی عبادت اللہ کے ساتھ مخصوص ہے کیونکہ لَا مَعْبُوْدَ اِلَّا ھُوَ پوری کائنات میں لائق عبادت صرف اللہ ہے جس کی عبادت نبی بھی کرتے تھے ولی بھی کرتے تھے، امام بھی کرتے تھے۔ ہم تو سترہ رکعت نہیں پڑھ سکتے حیدر کرارؑ علاوہ نماز واجبی کے نوافل الگ پڑھتے تھے، نماز تہجد الگ پڑھتے تھے اور ایک ہزار رکعت نوافل یومیہ الگ پڑھتے تھے اور پھر بھی کہتے ہیں:۔

مَا عَبَدْنَا حَقًّا عِبَادَتِكَ

اے علیؑ کے محبوب! جو تیری عبادت کا حق تھا میں ابھی ادا نہیں کر سکا۔

(صلوات)

صفات ثبوتیہ بھی ہیں۔ اللہ ہر کمال کی صفت سے متصف ہے، اللہ ہر صفت رزیلہ سے منزہ ومبرّہ ہے۔ اتنا توحید کے بارے ایک مجلس میں اس سے زیادہ آدمی بیان نہیں کر سکتا اسی کو پھیلایا جاتا انہیں مطالب تو عشرہ بن سکتا تھا لیکن میں نے ایک گھنٹے کے اندر اندر بحمد للہ توحید کا خلاصہ مختصر بیان کر دیا ہے۔

لہٰذا میں یہ عرض کروں کہ کربلا کے واقعہ سے پہلے جیسا کہ جناب سیدہؑ کا مصائب میں نے کل اجمالاً پڑھا تھا حیدر کرارؑ کی شہادت کو بھی امام حسینؑ کی شہادت میں بڑا دخل ہے۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اگر آل محمدؑ کی نظر عوام میں کوئی وقعت ہوتی، کوئی احترام ہوتا تو پیغمبر اکرمؐ کے بعد ان کے وصی حیدر کرارؑ کو حالت روزہ میں، حالت نماز میں شہید نہ کیا جاتا۔ اسلام کا سب سے بڑا جرنیل اسلام کا فاتح اعظم پیغمبر اکرمؐ کا بھائی پیغمبر اکرمؐ کا داماد، حسنؑ و حسینؑ کا والد بزرگوار، ابوالائمہ اطہار، خاتون قیامت کا شوہر نامدار اُن کو اللہ کے گھر میں حالت نماز وروزہ میں پناہ نہ مل سکی۔ مولاؑ جب نماز صبح کی پہلی رکعت کے سجدہ میں جاتے ہیں تو شقی ازلی عبدالرحمٰن ابن ملجم مُرادی ملعون ایک ایسی تلوار کا وار کرتا ہے جو اُس نے ایک ہزار درہم میں خریدی تھی پھر ایک ہزار درہم کی زہر خریدی تھی اُس زہر میں اس تلوار کو بجھایا تھا مولاؑ کے سر اقدس پر لگی، سر اقدس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ پہلا جملہ جو حیدر کرارؑ کی زبان سے نکلا وہ یہ تھا کہ:۔

بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ

دوسرا جملہ جو حسنینؑ کے بابے کی زبان سے نکلا اور فضائے بسیت میں گونجا وہ یہ تھا کہ:۔

فُزْتُ بِرَبِّ الْكَعْبَةِ

مجھے کعبہ کے رب کی قسم علیؑ آج اپنے دیرینہ مقصد میں کامیاب ہو گیا ہے میں شہادت کو ڈھونڈتا تھا میدانوں میں، ویرانوں میں لیکن آج اللہ کے گھر میں ملاقات ہو گئی۔ شہزادوں کو جب پتہ چلا، مومنین کو پتہ چلا تو دوڑتے ہوئے

آئے چادر بچھائی ایک طرف سے امام حسنؑ نے پکڑی اور دوسری طرف سے امام حسینؑ نے اور جناب عباسؑ بھی ساتھ شامل ہو گئے جب اس حالت میں مولا کائنات کو زخمی حالت میں لایا بیت الشرف میں لایا گیا تو علامہ مجلسیؒ کہتے ہیں کہ چادر کے نیچے سے خون جاری تھا دعا کرو کسی عظیم باپ کی عظیم بیٹیاں اپنے باپ کو اس حالت میں نہ دیکھیں۔ جب شہزادیوں کی نظریں اپنے زخمی بابے پر پڑیں تو علامہ مجلسیؒ نے جلاالعیون میں لکھا ہے کہ بیبیاں جتنا بلند آواز میں رونے لگیں کہ آسمان کے فرشتے بھی رونے لگ گئے جناب امیرؑ نے آنکھیں کھولیں فرمایا حسنؑ بیٹا دروازے پہ چلے جاؤ دروازے پہ میرے اصحاب کھڑے ہیں اُن سے کہو علیؑ کہتے ہیں کہ آپ اپنے گھروں کو چلے جاؤ۔ علماء نے حیران ہو کر لکھا ہے کہ مولاؑ نے حکم کیوں دیا ہے۔ مولا ایسے غیور تھے کہ وہ دیکھ رہے تھے میری بیٹیاں بلند آواز میں رو رہی ہیں میرے اصحاب دروازے پر کھڑے ہو کر سن رہے ہیں تو مولاؑ کی غیرت برداشت نہ کر سکی کہ میری شہزادیوں کے رونے کی آواز میرے اصحابیوں کے کانوں میں پڑے۔

میں کہتا ہوں مولا شہید راہ خدا زندہ ہوتے ہیں اس وقت جنت میں آپؑ کی کیا حالت ہوئی ہوگی جب کوفہ کا یہی دربار ہوگا اُس میں ابن زیاد بیٹھا ہوگا تیری شہزادیوں کے سر پر کوئی چادر نہیں ہوگی اور اوباش سے دربار بھرا ہوا ہوگا اور ظالم پوچھے گا: مَنْ هٰذِهٖ یہ بی بی کون اور وہ بی بی کون؟ اور درباری بتا رہے ہوں گے:۔

هٰذِهٖ زَيْنَبُ وَتِلْكَ اُمُّ الْكُلْثُوْمِ

یہ علیؑ کی بڑی شہزادی زینب عالیہؑ ہیں اور وہ اُن کی چھوٹی صاحبزادی جناب اُم کلثوم ہے۔ اے کاش کوفہ برباد ہو جاتا لوگ اندھے ہو جاتے قیامت

کا زلزلہ آ جاتا کوفہ ویران ہو جاتا لیکن علیؑ ولی کی بیٹیوں کا یہ منظر دنیا والے نہ دیکھتے۔

اَلَا لَعْنَتُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰالِمِیْنَ وَ سَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ۔ وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا عَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ

تیسری مجلس

دین اسلام

سرکار صدر المحققین سلطان المتکلمین حجۃ الاسلام والمسلمین
حضرت علامہ الشیخ محمد حسین النجفی
مدظلہ العالی علیٰ رؤس المومنین

دین اسلام

أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى الْاَشْرَفِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَ اَهْلِ بَيْتِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ الْمَعْصُوْمِيْنَ۔

اَمَّا بَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى فِيْ كِتَابِ الْمُبِيْنِ وَهُوَ اَصْدَقُ الصَّادِقِيْنَ:۔

أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللهِ الْاِسْلَامُ (آل عمران آیت ۱۹) و قال فی المقام الآخر وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝۸۵ (آل عمران) (صلوات)

خالق کائنات، مالک موجودات وممکنات کے اِس فرمان واجب الاحترام کا ترجمہ اور حاصل مطلب یہ ہے کہ دین بنانے والا کائنات کا خالق مالک اعلان فرما رہا ہے۔ کہ دنیا میں جس قدر ملل و مذاہب موجود ہیں، جس قدر ادیان اور مذاہب موجود ہیں، تمام ملل و مذاہب اور ادیان و مسالک میں سے جو دین میرا پسندیدہ دین ہے میرا بنایا ہوا دین ہے میرے نزدیک قابل قبول دین ہے نجات دین و دنیا کا ضامن اور کفیل دین ہے اُس کا نام صرف اسلام ہے۔ لہٰذا تمہیں مطلع کیا جاتا ہے کہ جو آدمی، جو قوم و قبیلہ میرے پسندیدہ دین اسلام کو چھوڑ کر کوئی بھی اور دین اختیار کرے گا تو قیامت والے دن، جزا و سزا والے

دن اُس کا دین ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور اُس کو نقصان اُٹھانا پڑے گا، اپنے کیے پر پچھتانا پڑے گا۔ اور یاد رکھو اُس دن کا پچھتاوا کوئی فائدہ نہیں دے گا۔ آج موقع ہے آج محل ہے، آج وقت ہے کہ سوچ سمجھ کے کوئی دین اختیار کرو (صلوات)

اسلام اور مسلمان

الحمدللہ ہمارا دین، دین اسلام ہے اور خالق نے ہر کلمہ گو کا نام مسلمان رکھا ہے۔ یہ جو مسلمانوں کا نام ہے

هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ

اللہ نے ہمارا سب کا چاہے کوئی عرب ہے، کوئی عجم ہے، کوئی شاہ ہے، کوئی گدا ہے، کوئی امیر ہے، کوئی فقیر ہے۔ جیسا بھی ہے جو کلمہ اسلام پڑھ لے خالق اکبر نے اُس کا نام مسلمان رکھا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ ہم اپنے ماں باپ کے رکھے ہوئے نام کی لاج رکھتے ہیں۔ اگر کوئی نام کو بگاڑ دے غلام علی کو غلامہ کہہ دے، غلام حسین کو گامہ کہہ دے وہ ناراض ہو جاتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ میرا نام غلام علی، میرا نام غلام حسین ہے گامہ ماما میرا نام نہیں۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے اگر ہمیں فکر نہیں ہے تو خالق کائنات کے رکھے ہوئے نام کی کوئی فکر نہیں ہے۔ اس لیے ہماری حالت یہ ہے کہ نام کے مسلمان نظر آتے ہیں کام کے کبھی عیسائی نظر آتے ہیں کبھی رام چندر جی کی اُمت نظر آتے ہیں اور کردار ایسا واضح کرتے ہیں کہ یہودیوں کو بھی شرم آجاتی ہے اسی بنا پر اقبال نے شکوہ کیا تھا:۔

یوں تو مرزا بھی ہو سید بھی ہو افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ کہ مسلمان بھی ہو

کیوں ڈاکٹر صاحب آپ کو کیا شک ہے ہمارے اسلام میں۔ کہتے ہیں نام کو تو دیکھا جائے تو تم مسلمان نظر آتے ہو، خاندان کو دیکھا جائے تو مسلمان ماں باپ کے گھر پیدا ہونے کی وجہ سے خاندانی مسلمان نظر آتے ہو لیکن تمہارے کردار کو دیکھا جائے، تمہاری روش و رفتار کو دیکھا جائے تمہاری وضع قطع کو دیکھا جائے تو پھر کچھ اور نظر آتے ہو کیوں؟۔

وضع میں تم ہو نصاریٰ، تو تمدّن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

صحیح معنوں میں مسلمان

ہم مسلمان کہلانے والے اگر صحیح معنوں میں مسلمان بن جائیں اس کا ادنیٰ نتیجہ یہ نکلے گا کہ تمام دنیا کے مذاہب اور ملل ختم ہو جائیں گے اور تمام روئے زمین پر اسلام کے سوا کوئی دین نظر نہیں آئے گا۔ اور مسلمانون کے سوا کوئی قوم نظر نہیں آئے گی۔ یہی وجہ ہے کہ جب امام زمانہ عجہ اللہ فرجہ الشریف کا ظہور ہو گا تو وہ تلوار کے ذریعے لوگوں کو جبراً مسلمان نہیں بنائیں گے، وہ ڈنڈے سے مسلمان نہیں بنائیں گے لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ دین میں کوئی جبر و تشدد نہیں ہے۔ اگر وہ کریں گے تو دفاع کریں گے، اپنے جد نامدار کی طرح ظالموں کے ظلم کا مقابلہ کریں گے، دفاع کریں گے اور کردار ایسا پیش کریں گے کہ ساری دنیا کے مذاہب والے لوگ مسلمان بننے پر آمادہ کار ہو جائیں گے۔ لہٰذا ساری کائنات پر دین اسلام چھا جائے گا اور عدل و انصاف اسلامی کا دور دورہ ہو گا اور پوری روئے زمین پر مسلمانوں کے سوا کائنات میں کوئی قوم نظر نہیں آئے گی۔ خداوند عالم اُن کے ظہور میں تعجیل فرمائے اور ہمیں اُس دن کے لیے آمادہ رہنے کی سعادت عطا فرمائے۔ جب امام عالی مقام تشریف

لائیں ان کی فوج میں بھرتی ہو سکیں یا ایک دن ان کی مہمانی کا شرف حاصل کر سکیں۔ (صلوات)

دین اسلام

تو میرے دوستو، عزیزو! جو پرسوں سے مجلس میں شرکت فرما رہیں ہیں اُن پر واضح ہو چکا ہوگا کہ میں نے اسلام کے بارے میں پرسوں کی پہلی تقریر میں عرض کیا تھا کہ ہر دور میں، ہر نبی کا دین، دین اسلام رہا ہے۔ اصول ایک رہے ہیں فروع دین بدلتے رہے ہیں حالات کے مطابق جس طرح ڈاکٹر نسخہ بدلتا رہتا ہے پہلے دن نسخہ اور ہوتا ہے بیماری میں افاقہ ہو جائے تو پھر نسخہ اور ہوتا ہے۔ آخر میں جب صحت مند ہو جائے تو دوا ترک کر دی جاتی ہے۔ اب دین مکمل ہو چکا، اللہ نے دین بنایا، نبیوں نے پہنچایا، خاتم الانبیاءؐ نے آخری نبیؐ نے جو اس کا حق ادا کرنے کا حق تھا وہ ادا فرمایا اور حیدر کرارؑ اور مخلص اصحاب اخیار نے مل جل کر کائنات کے کونے کونے تک پھیلایا اور جب مشکل وقت آیا، دنیا اسلام مٹانا چاہتی تھی، کفر کو واپس لانا چاہتی تھی، حق کا نام ونشان مٹا کر باطل کو عام رواج دینا چاہتی تھی تو سید الشہداءؑ نے وہ عظیم قربانی پیش کی کہ چودہ سو سال ہو چکے ہیں، میں کہتا ہوں قیام قیامت میں چودہ صدیاں اور بھی گزر جائیں نہ کوئی حسینؑ کا نام مٹا سکے گا نہ حسینؑ کا کام مٹا سکے گا نہ ان کے نانا کا اسلام مٹا سکے گا:۔

نہ مٹا مٹ نہ سکا تیرا نام اے مولا
آپ ہی مٹ گئے تجھے مٹانے والے

پہلے تو یزید پیدا ہی نہیں ہوگا اور اگر سو یزید پیدا ہو جائیں نہ حسینؑ کی کوئی عظمت گھٹا سکے گا، نہ حسینؑ کی محنت پر کوئی پانی پھیر سکے گا، نہ اللہ کے بنائے

ہوئے، پیغمبرؐ خاتم کے لائے ہوئے، حیدر کرارؑ کے پھیلائے ہوئے، حسینؑ ابن علیؑ کے بچائے ہوئے دین کو مٹا نہ سکے گا۔ انشاء اللہ یہ دین قیام قیامت تک قائم رہے گا۔

دین اسلام کی حقیقت

کل سے سلسلہ کلام شروع تھا کہ دین اسلام کی حقیقت کیا ہے؟ تو کل عرض کیا تھا پھر عرض کر دیتا ہوں کہ اسلام ایک معجون مرکب ہے جس کے اجزائے ترکیبی کچھ عقائد ہیں، کچھ اعمال و عبادات ہیں، کچھ انسانی معاملات و تعلقات ہیں، کچھ اخلاقیات ہیں، کچھ معاشیات اور سیاسیات ہیں جب سارے اجزاء اکٹھے ہو جائیں تو مجموعے کا نام ہے اسلام۔ لہٰذا مسلمان وہ خود کفیل ہیں کہ اسلام کے ہوتے ہوئے نہ ہمیں معیشت میں کسی اور طرف دیکھنے کی ضرورت ہے، نہ ہمیں سیاست میں کسی اور سے سبق پڑھنے کی ضرورت ہے، نہ ہمیں جینے مرنے کے رنگ ڈھنگ میں کسی اور کے دروازے پر جانے کی ضرورت ہے ہمارا قرآن ہے تو وہ جس میں ہر خوش و تر کا ذکر ہے آل محمدؐ کا فرمان ہے قیامت تک جو نسلیں پیدا ہوں گی اُن کی ضروریات اور اُن کا حل موجود ہے۔ زندگی گزارنے کے لیے محد سے لے کر لحد تک پورے طور طریقے موجود ہیں۔ لہٰذا مسلمان اگر اسلام کو سمجھ کے مسلمان بن کے جینا چاہے تو ساری دنیا اُس کی محتاج ہے مسلمان کسی کا محتاج نہیں ہے۔ (صلوات)

عقائد

عقائد میں کل عرض کیا تھا کہ:۔

☆ پہلا عقیدہ جس پر سنگ اسلام قائم ہے جو محل اسلام کا سنگ بنیاد ہے حجر

اساسی ہے وہ پہلا پتھر جو محل اسلام پر رکھا گیا اُس کا نام ہے مسئلہ توحید اور اِس کی وضاحت کل بقدر ضرورت کر دی گئی ہے کہ اللہ موجود بھی ہے اور اللہ ایک بھی ہے اور ایسا ایک ہے جو ذات میں ایک ہے، جو صفات میں ایک ہے، اپنے کاموں میں ایک ہے، اپنی عبادت میں ایک ہے:۔

یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان

عقیدہ توحید

معصومؑ سے پوچھا گیا کہ مولاؑ توحید کے بارے میں بڑے لمبے لمبے مسائل ہیں بڑے مباحث ہیں لیکن مختصر ترین لفظوں میں یہ فرما دو کہ اللہ کو کیسے ماننا چاہیے؟ امام جعفر صادق علیہ السّلام نے دریا کو کوزے میں بند کرتے ہوئے دو جملے فرمائے حالانکہ تفصیلات کو دیکھا جائے، تشریحات کو دیکھا جائے تو قرآن چھلک رہا ہے، نہج البلاغہ کے خطبے چھلک رہیں، صحیفہ کاملہ کی دعائیں چھلک رہی ہیں یہ بحر بے کنار ہے۔ پر معصومؑ نے جب سمندر کو کوزے میں بند کرنا چاہا تو فرمایا:۔

تُخْرِجُ مِنَ الْحَدَّتَیْنِ

اللہ کو مختصر ماننے کا طریقہ یہ ہے کہ نہ تشریح کے قائل ہو نہ تعطیل کے یعنی اگر یوں کہو گے کہ اللہ کوئی نہیں ہے تو کافر اور ملحد بن جاؤ گے اور اگر یہ کہو گے کہ اللہ فلانی شے جیسا ہے تو مشرک بن جاؤ گے۔ لہٰذا کیا عقیدہ یہ رکھو کہ اللہ ہے اور ایسا ہے کہ جس جیسا کائنات میں کوئی اور نہیں ہے تو پھر سچے مسلمان بن جاؤ گے۔ اس سے زیادہ اختصار کے ساتھ مسئلہ توحید کس طرح سمجھا جا سکتا تھا یا کس طرح سمجھایا جا سکتا ہے۔ (صلوات)

عقیدہ عدل

ہمارے مذہب کی جو خصوصیت ہے وہ یہ ہے ہم اللہ کو عادل مانتے ہیں، عدالت کا مختصر لفظوں میں مطلب یہ ہے کہ کائنات کی کوئی اچھی بات خالق کائنات ترک نہیں کرتا اور کسی بُرے کام کا ارتکاب نہیں کرتا۔ جن کاموں سے خالق نے اپنے بندوں کو روکا ہے اُن کا ارتکاب نہیں کرتا اور جن باتوں کا حکم دیا ہے کبھی اُن کو ترک نہیں کرتا۔ وہ عادل ہے جب اپنے بندوں کو حکم دیتا ہے کہ دشمنوں کے ساتھ بھی عدل و انصاف کرو تو عقل کا تقاضا یہ ہے کہ وہ خالق کائنات اپنے بندوں پر کیسے ظلم روا رکھے گا؟۔ اس لیے فرماتا ہے:۔

وَمَا رَبُّكَ يُرِيدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ (سورہ الضحیٰ)

بندوں پر ظلم کرنا تو دُور خود میں کبھی ظلم کرنے کا ارادہ بھی نہیں کرتا۔ اس لیے خالق کائنات عادل ہے اور اُس نے ظالموں پر بار بار قرآن میں لعنت بھیجی ہے:۔

وَلَعْنَةُ اللهِ عَلَى الظَّالِمِيْنَ

ظالموں پر اللہ لعنت بھیجتا ہے۔ جو خالق کائنات ظالموں پر لعنت بھیجے وہ کبھی ظلم کا ارتکاب نہیں کر سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ جب بندہ نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو ایک نیکی لکھ لی جاتی ہے جب کر گزرتا ہے تو ایک کی جگہ دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ لیکن اگر بُرائی کا ارادہ کرے تو بُرائی لکھی نہیں جاتی بلکہ بُرائی کرنے کے بعد بھی سات گھنٹے تک اُس کو مہلت دی جاتی ہے اور اگر توبہ کر لے تو بُرائی نہیں لکھی جاتی اگر توبہ نہ کرے تو ایک بُرائی کی جگہ ایک بُرائی لکھی جاتی ہے۔ اس سے بڑھ کر عدالت باری کا کیا ثبوت ہوگا۔ (صلوات)

صفات ثبوتیہ اور سلبیہ

اللہ کے صفات ثبوتیہ اور سلبیہ کی بھی لمبی بحث ہے مختصر لفظوں میں دو جملے عرض کر کے آگے بڑھوں، کہ ہر وہ صفت کمال جس کو صفت کمال کہا جاتا ہے جس طرح علم ہے، قدرت ہے، حیات ہے وغیرہ وغیرہ۔اللہ ہر صفت کمال سے متصف ہے اور ہر صفت ربیعہ جو ہر ربیع صفت ہے جیسے کہ عاجز ہونا، جاہل ہونا، یا کسی چیز پر قدرت نہ رکھنا۔اللہ ان صفات سلبیہ سے منزہ ومبرّا ہے۔علماء نے عام طور پر آٹھ آٹھ صفتیں بیان کی ہیں آٹھ صفات ثبوتیہ، آٹھ صفات سلبیہ۔ میں نے احسن الفوائد میں چودہ چودہ گنوائی ہیں لیکن آٹھ بھی گنی جائیں تو بطور نمونہ ہیں چودہ گنی جائیں تو بھی بطور نمونہ ہیں ورنہ اللہ کی ذات کی نہ کوئی حد ہے، نہ اُس کے صفات کی کوئی حد ہے، نہ اُس کے کمالات کی کوئی حد۔ہمارے سمجھنے سمجھانے کے لیے ہے۔کہ ہم اتنا کہہ دیں کہ اللہ ہر صفت کمال سے موصوف ہے اور ہر صفت ربیعہ سے خالق کائنات کی ذات مبرّا ومنزہ ہے۔(صلوات)

عقیدہ نبوت

اب دوسرا عقیدہ شروع کرتے ہیں وہ عقیدہ نبوت ہے۔تو میرے دوستو، عزیزو اور بزرگو! صفات سلبیہ میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اللہ نظر نہیں آتا، خدا کسی مکان میں نہیں رہتا، خدا کسی جہت خاص میں نہیں رہتا، خالق کائنات ظاہری آنکھوں سے نظر نہیں آتا نہ دنیا میں نہ آخرت میں۔اس لیے اقبال نے کہا تھا:۔

جنہیں میں ڈھونڈتا تھا آسمانوں میں زمینوں میں
وہ نکلے میرے ظلمت خانۂ دل کے مکینوں میں

خالق اکبر نے کہا نہ میری گنجائش آسمانوں میں، نہ میری گنجائش زمینوں

میں ہے اگر میری گنجائش ہے تو بندہ مومن کے قلب میں ہے:۔

جنہیں میں ڈھونڈتا تھا آسمانوں میں زمینوں میں
وہ نکلے میرے ظلمت خانۂ دل کے مکینوں میں

اللہ کو ڈھونڈنا ہے تو:۔

اپنے من میں ڈوب کے پا جا سراغِ زندگی
تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن، اپنا تو بن

تو بہر حال خالق کائنات نظر نہیں آتا ہم جیسے لوگوں سے کلام نہیں کرتا ہمیں اپنی بارگاہ میں نہیں بلاتا پھر ہم سے کلام بھی نہیں کرتا تو عقل یہ بات سوچنے پر مجبور ہے کہ اللہ نے ہمیں پیدا کیوں کیا، اللہ ہم سے چاہتا کیا ہے، اللہ کی رضا کیا ہے، اللہ کی ناراضگی کن کاموں میں ہے وہ کون سے کام ہیں جو کریں گے تو خالق کائنات ہم سے خوش ہو جائے گا وہ کون سے بُرے کام ہیں جو کریں گے تو خالق ناراض ہو جائے گا پھر اللہ کی جنت میں جانے کا طریقہ کیا ہے، جہنم سے بچنے کا سلیقہ کیا ہے۔ لہٰذا آدمی مجبور ہے اللہ نظر نہیں آتا ہم سے کلام نہیں کرتا، ہمارے سامنے نہیں آتا، ہمیں اپنی بارگاہ میں نہیں بلاتا تو اس کا انتظام خالق نے نبیوں اور رسولوں کو بھیج کر کیا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اللہ جن کو نبی بناتا ہے یا جن کو رسول بناتا ہے یا جن کو نبیوں کا قائم مقام اور کائنات کا ہادی و امام بناتا آیا کسی بھیڑ بکریاں چرانے والے کو منتخب کر لیتا؟ کسی زمیندار کو ہل چلانے والے کو ہل کو روک کر نبوت کا تاج اُس کے سر پر رکھ دیتا؟ کسی تاجر کو تجارت سے اٹھا کر دکانداری سے اٹھا کر اُس کو رسول بنا دیتا ہے یا جن کو نبی بنانا چاہتا ہے، جن کو امام بنانا چاہتا ہے عقل کا تقاضا ہے اُن کو پیدا ہی نبی کرتا ہے، نبیوں کو نبی بنا کر پیدا کرتا ہے، اماموں کو امامت کا تاج پہنا کر دنیا میں بھیجتا ہے۔

معیار نبوت و امامت

اب دیکھنا یہ ہے کہ معیار نبوت کیا ہے، میزان رسالت کیا ہے؟ اور ترازو امامت کیا ہے؟۔ اللہ جو نبی کو نبی بناتا ہے ان کے اندر کون سی صفات رکھنا لازم ہیں؟ اللہ جن کو رسول بناتا ہے اُن کے لئے کیا اوصاف لازم ہیں؟ اور جن کو خالق کائنات نبیوں کا وصی بناتا ہے اور اپنا ولی بناتا ہے اُس ولایت کے درجے پر فائز ہونے کے لیے کیا کمالات ضروری ہیں؟۔ تو تفصیلات کو چھوڑتے ہوئے میں عرض کروں گا کہ آدمؑ سے لیکر خاتمؐ تک بنا بر مشہور خالق اکبر نے ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی بھیجے اور جتنے نبی بھیجے ان میں پانچ صفتیں پیدا کی۔

پہلی صفت

پہلی صفت یہ ہے کہ جن کو اللہ نبی بناتا ہے، جن کو اللہ رسول بناتا ہے، جن کو کائنات کی ہدایت کے لیے مبعوث فرماتا ہے اُن کو مہد سے لیکر لحد تک ہر صغیرہ کبیرہ گناہ سے پاک فرماتا ہے اِسی کو عصمت کہتے ہیں۔ ساری دنیا کے مخالف اکٹھے ہو جائیں، ساری دنیا کے دشمن اکٹھے ہو جائیں اور ایڑی چوٹی کا روز لگائیں نبی وہ ہوگا، رسول وہ ہوگا، امام وہ ہوگا کہ ساری دنیا عاجز آجائے اور اُس کے کردار کی چادر پر کسی صغیرہ گناہ کا بھی دھبہ ثابت نہ کر سکے۔ کیوں کہ نبی ہو یا رسول یا اُن کا وصی اور اللہ کا ولی اُس کا کام لوگوں کو اللہ کی نافرمانی سے بچانا، اللہ کی اطاعت کا حکم دینا، دُنیا کو بقعۂ نُور بنانا۔ لہٰذا اللہ کا ہادی اللہ کا مقرر کردہ رہنما خود گناہوں کی آلودگیوں میں ملوث نظر آئے تو پھر کہنا پڑے گا:۔

خویشتن گم است کرا رہبری کند

جو خود گمراہ ہوگا دوسروں کو کیا ہدایت کرے گا، جو خود بدراہ ہوگا وہ

دوسروں کو راہ راست پر کیا لگائے گا۔ لہٰذا ضروری ہے جس کو اللہ نبوت کا تاج پہنائے جس کو مسند رسالت پر بٹھائے یا جس کو نبیوں اور رسولوں کا وصی بنائے اُس کو عصمت کبریٰ کا تاج پہنائے تاکہ محد سے لیکر لحد تک اُس کے کردار میں، اُس کی روش میں، اُس کے اخلاق و اطوار میں، اُس کے لیل و نہار میں کوئی صغیرہ یا کبیرہ گناہ کا داغ نظر نہ آئے اُس کو نبی کہتے ہیں اُس کو رسول کہتے ہیں اُس کو امام برحق کہتے ہیں۔

دوسری صفت

دوسری صفت جو ہر نبی کے لیے ضروری ہے، ہر وصی کے لیے لازم ہے وہ یہ ہے کہ اللہ اُس کو مدرسہ علم لدنی سے فارغ التحصیل بنا کر بھیجے وہ دُنیا کے سکولوں میں، دُنیا کے کالجوں میں، دُنیا کی یونیورسٹیوں میں کسی استاد کے سامنے، کسی معلم کے سامنے، کسی پروفیسر کے سامنے زانو ادب نہ طے کرے۔ ورنہ اگر کل کلاں شاگرد کو خدا نبی بنا دے تو استاد کو گلہ کرنے کا موقع ملے گا یا اللہ میرے شاگرد کو تو نبی بنا دیا، میرے شاگرد کو تو رسول بنا دیا، میرے شاگرد کو میرے سامنے زانو ادب طے کرنے والے کو امام بنا دیا، میرا کیا قصور تھا کہ استاد کو چھوڑ دیا۔ لہٰذا نبی وہ ہوتا ہے، رسول وہ ہوتا ہے اور رسولوں کا اور نبیوں کا قائم مقام اور دُنیا کا امام وہ ہوتا ہے جو محد سے لیکر لحد تک کسی معلم کے سامنے زانو ادب نہ جھکائے اور باوجود اِس کے وہ ایسا عالم ہو کہ دُنیا کا کوئی بندہ انسانوں میں سے کوئی انسان، جنوں میں سے کوئی جن، آسمان کے کُرسیوں میں سے کوئی کرسی جب چاہے سوال کرے اُس کا نقد جواب حاضر پائے۔ جو کسی سائل کے جواب میں یہ کہہ دے کہ مجھے تیرے سوال کا جواب نہیں آتا وہ سب کچھ ہوسکتا ہے لیکن نہ نبی ہوسکتا ہے، نہ رسول ہوسکتا ہے، نہ امام ہوسکتا ہے۔

لہٰذا عالم علم لدنی ہونا نبی کے لئے ضروری ہے اور نبی کے وصی کے لیے اس لیے اللہ فرماتا ہے:۔

وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ﴿٦٥﴾ (سورہ الکہف)

ہم اُن کو اپنی طرف سے اپنی بارگاہ سے عالم بنا کر بھیجتے ہیں وہ دُنیا کے سکولوں، کالجوں میں پڑھنے کا محتاج نہیں ہوتا۔

تیسری صفت

تیسری صفت جو علماء نے لکھی اور عقل سلیم نے اُس کی تائید کی وہ یہ ہے کہ نبی وہ ہوگا، رسول وہ ہوگا، کائنات کا امام وہ ہوگا جو ایسے عالی شان خاندان کا فرد ہو جس کے خاندان کے مردوں اور عورتوں کی طرف دُنیا کا کوئی دشمن ترین آدمی انگلی نہ اٹھا سکے۔ لہٰذا کلمہ پڑھنا یا نہ پڑھنا اُن کا ذاتی فعل ہے لیکن اُس کے خاندان کی مستورات ایسی پاک و پاکیزہ کردار کی مالک ہوں، اُس کے خاندان کے مرد ایسے پاک و پاکیزہ کردار کے حامل ہوں کہ اگر دشمن ترین ایڑی چوٹی کا زور لگائے لیکن اُن کے کردار کی طرف انگلی بھی نہ اٹھا سکیں یہ نہ کہہ سکے اِس کی فلاں رشتہ دار ایسی تھی، فلاں رشتہ دار کا کردار ایسا تھا۔ لہٰذا اُس کو بلند کردار خاندان کا فرد فرید اور جوہر نوید ہونا چاہیے۔

چوتھی صفت

چوتھی صفت یہ ہے کہ ہر نبی کے لیے، ہر رسول کے لیے، ہر نبی اور رسول کے قائم مقام کے لیے کائنات کے ہادی و امام کے لئے ضروری ہے کہ ایسا دلیر ہو، ایسا اللہ کا شیر ہو کہ ساری دُنیا کے مخالف اکٹھے ہو کے آجائیں اُس کا ہر قدم آگے بڑھتا ہوا نظر آئے۔ دشمن کو پیٹھ دکھا کر میدان جنگ سے بھاگتا ہوا نظر نہ آئے۔ (نعرہ)

کیونکہ نبی جنگ کرنے کے لیے نہیں آتے، رسول جنگ لڑنے کے لیے نہیں آتے، امام لڑنے بھڑنے کے لیے نہیں آتے۔ وہ آتے ہیں اللہ کا دین پھلانے کے لیے، اللہ کا دین پہنچانے کے لیے، لوگوں سے کلمہ پڑھانے کے لیے، جنت کا راستہ دکھانے کے لیے، جہنم کے گرم شعلوں سے بچانے کے لیے۔ لیکن لوگوں کی مختلف قسمیں ہیں کچھ ایسے ہیں کہ کلمہ نہیں پڑھتے لیکن مخالفت بھی نہیں کرتے، اور کچھ وہ ہیں جو کہتے ہیں نہ پڑھیں گے نہ کسی اور کو کلمہ پڑھنے دیں گے، نہ خود تبلیغ نبی سے متاثر ہوں گے اور نہ کسی اور کو متاثر ہونے دیں گے۔ وہ نبیوں کے خلاف، اماموں کے خلاف میدان وغا میں کھڑے ہو جاتے ہیں اور اُن کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیتے ہیں۔ تو لہٰذا نبی کو بھی ناچار اور رسول کو بھی مجبوراً اور امام برحق کو بھی میدان کارزار میں قدم رکھنا پڑ جاتا ہے۔ لیکن اگر نبی و امام ہوں ڈرپوک، کہ دشمنوں کی کثرت کو دیکھیں تو میدان چھوڑ کے بھاگ جائیں تو پھر لوگوں کو کہنے کا موقع ملے گا جس کو اپنے دین و ایمان سے اپنی جان زیادہ پیاری ہے یہ اللہ کا بنایا ہوا رہبر و رہنما نہیں ہے۔ لہٰذا اللہ کا نبی وہ ہوگا، نبی کا وصی وہ ہوگا کہ ساری دنیا کے مخالف اکٹھے ہو کے میدان وغا میں آ جائیں اُس کا قدم آگے بڑھتا ہوا نظر آئے میدانِ وغا میں پیٹھ دکھا کر دشمن سے بھاگتا ہوا نظر نہ آئے۔ یہ چوتھی علامت ہے ہر نبی کی صداقت کی اور ہر بنی کے وصی کی حقانیت کی۔

پانچویں صفت

پانچویں علامت یہ ہے پانچویں چیز جو ہر نبی و رسول اور اُن کے وصی کے لیے ضروری ہے وہ یہ ہے کہ اُس کے پاس اللہ کی طرف سے کوئی معجزہ بھی

ہونا چاہیے کوئی ایسی خارج عادت چیز ہونی چاہیے جو دکھا کر اللہ اُس کے ہاتھوں پر ایسا معجزہ ظاہر کرے کہ دُنیا کو پتہ چل جائے یہ اللہ کا مقرر کردہ ہے، لوگوں کا بنایا ہوا نہیں ہے (صلوات)

مراتب انبیاء

اللہ نے کتنے نبی بھیجے، کتنے رسول بھیجے اور کتنے امام مقرر فرمائے۔ ہر چیز کی طرح اس میں بھی اختلاف ہے۔ لیکن جو بات سنی شیعہ مسلمانوں میں شہرت عظیم رکھتی ہے وہ یہ ہے کہ خالق کائنات نے نبی و رسول مجموعی طور پر ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی و رسول بھیجے جن میں سے تین سو تیرہ رسول تھے باقی عام نبی تھے۔ پھر رسولوں میں سے تین سَو تیرہ میں سے جو پانچ اولوالعزم رسول ہیں اور باقی غیر اولوالعزم ہیں ان کی تفصیلات میں جانے کا نہ وقت ہے نہ ضرورت۔ تو بہرحال اتنا عرض کروں گا کہ اللہ نے سارے نبی بھیجے مختلف ممالک میں بھیجے یہ جو مشہور ہے کہ سارے عربستان میں بھیجے یہ بات غلط ہے اللہ فرماتا ہے کوئی ایسی جگہ نہیں ہے جہاں میرا کوئی ہادی نہ آیا ہو۔ لہٰذا ہر ملک میں نبی آئے ہیں ہر ملت میں آئے ہیں یہ الگ بات ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار اللہ نے نبی مقرر فرمائے لیکن قرآن میں چھبیس نبیوں کا ذکر نام لے کر کیا گیا ہے اور خود فرماتا ہے:۔

مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ط

(سورہ غافر آیت ۷۸)

میرے حبیب میں نے بعض رسول ونبیوں کا قصہ بیان کیا ہے اور اکثر کا نہیں کیا تو لہٰذا جن کا قصہ نہیں بیان کیا گیا کیا پتہ کہ ہندوستان میں کتنے آئے ،انگلستان میں کتنے آئے ،باقی ممالک میں کتنے آئے۔ اتنا ماننا پڑتا ہے کہ ہر

جگہ حجت خدا آئے اور لوگوں پر حجت تمام کی۔ تو بہرحال جتنے بھی ہوں اب دیکھنا یہ ہے کہ آیا سب کے درجے ایک جیسے ہیں یا درجے الگ الگ ہیں تیسرا پارہ کی پہلی آیت گواہ ہے کہ:۔

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ (سورہ البقرہ)

کہ نبیوں کے درجے ایک جیسے نہیں ہیں۔ لہٰذا ہر دو نبیوں میں درجے کا فرق ہے ہر جو کائنات کی دو چیزوں میں فرق مراتب ہے دو مومن ہیں تو ایمان میں فرق، دو بے ایمان ہیں تو بے ایمانی میں فرق، دو عالم ہیں تو علم میں فرق، دو جاہل ہیں تو جہالت میں فرق، دو نیکوکار ہیں تو نیکی میں فرق، دو بدکار ہیں تو بدکاری میں فرق یہ کائنات کی ہر چیز ایسی ہے حتٰی کہ ہاتھ کی انگلیاں بھی خالق نے برابر پیدا نہیں کیں تو لہٰذا نبیوں کے درجے بھی الگ الگ ہیں تفصیل میں جانے کا نہ وقت ہے نہ ضرورت۔ کوئی نبی اپنی ذات کے لیے بن کر آیا، کوئی ایک محلے کا نبی بن کے آیا، کوئی ایک علاقے کا نبی بن کے آیا، کوئی ایک عالم کا نبی بن کر آیا یہ الگ بات ہے کہ جب ہمارے مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وقت آیا تو خالق اکبر نے زمان و مکان کی ساری حدیں توڑ کے رکھ دیں۔ (نعرہ)

میں کیوں نہ کہوں کہ خدا ہے رب العالمین، پیغمبر اسلامؐ ہیں رحمت العالمین:۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾ (سورہ الانبیاء)

تَبٰرَكَ الَّذِىْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ۙ ﴿۱﴾ (سورہ الفرقان)

پیغمبرؐ عالمین کے لیے بشیر و نذیر ہیں اب عالم کتنے ہیں کوئی دور تھا کہ

لوگ کہتے کہ سات عالم ہیں پھر کہا چودہ عالم ہیں، پھر علم نے ترقی کی تو کہنے لگے کہ چودہ سو عالم ہیں پھر اور سائنس نے ترقی کی تو لوگوں نے کہا کہ چودہ ہزار عالم ہیں۔ آج دنیا اِس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ خالق کائنات نے اتنے عالم پیدا کیے ہیں کہ ہمارا نظام شمسی وقمری ان کے مقابلے میں رکھا جائے تو اس کی وہی حیثیت ہوگی جو لق و دق صحرا میں ریت کے ایک ذرے کی ہوتی ہے تو میرے دوستوں چاہے چودہ سَو ہیں چودہ ہزار ہیں چالیس ہزار، چالیس لاکھ ہیں۔ اتنا عرض کروں گا کہ جہاں تک خالق اکبر کی خدائی کا تعلق ہے وہاں وہاں تک حسنینؑ کے نانے کی مصطفائی کا تعلق ہے۔ جہاں جہاں تک خالق کائنات کی ربوبیت کا تعلق ہے وہاں وہاں تک عبداللہؑ اور آمنہؑ کے لال کی نبوت و رسالت کا تعلق ہے۔ جس طرح کائنات کا کوئی ذرہ جس طرح کائنات کا کوئی گوشہ، کائنات ارضی وسماوی کا کوئی ٹکڑا اللہ کی ربوبیت سے خالی نہیں ہے مجھے کہنے دو کائنات کا کوئی گوشہ، کائنات کا کوئی خطہ، کائنات کا کوئی ٹکڑا، زمین وآسمان کا کوئی حصہ حسنینؑ کے نانا کی نبوت ورسالت سے بھی خالی نہیں ہے۔ (نعرہ)

شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جہاں تک اُن پانچ صفات کا تعلق ہے جو ہر نبی اور رسول کے لیے اور ہر نبی کے وصی کے لیے ضروری تھیں جن کا ذکر میں نے اجمالاً کر دیا۔ وہ عصمت ہے، علم ہے اور نبوت ہے، خاندان کی بلندی ہے یا معجزہ ہے یا طاقت جسمانی ہے، شجاعت ہے، شہامت ہے ان تمام صفات میں پیغمبر اکرمؐ اس قدر بلند و بالا مراتب پہ فائز ہیں اس قدر معراج کمال پہ فائز ہیں کہ آدمؑ صفی اللہ سے لے کر حضرت عیسیٰؑ روح اللہ تک ایک کم ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی اکٹھے ہو

کے بھی آ جائیں اپنی عصمتوں کے ساتھ، اپنی طہارتوں کے ساتھ، اپنی بلندیوں کے ساتھ، اپنی پاکیزگیوں کے ساتھ، اپنی عصمتوں و طہارتوں کے ساتھ عبداللہؑ اور آمنہؑ کے لال کی محبت اور ان کی شان کی برابری نہیں کر سکتے لہٰذا ہم اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتے ہیں جو اُس نے ہمیں اُس نبی کا اُمتی بنایا، اُس نبی کا کلمہ پڑھنے کی سعادت عطا فرمائی جس کے اُمتی ہونے کی دعائیں نبی مانگتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اللہ نے بغیر مانگے تانگے، بغیر کوئی درخواست دیے، بغیر کوئی سفارش کرائے، بغیر کوئی التجا کیے اللہ نے ہمیں خاتم الانبیاء والمرسلین کا اُمتی بنا دیا:۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ (سورہ الجمعہ آیت ۴)

اِن کا علم ہے تو سارے نبیوں سے زیادہ، اِن کی عصمت ہے تو سارے نبیوں سے بلند، اِن کا خاندان ہے تو سارے نبیوں کے خاندان سے عظیم تر، اِن کے معجزے ہیں تو سارے نبیوں سے زیادہ، اُن کی شجاعت وشہامت ہے تو ہر نبی کی شجاعت وشہامت سے زیادہ جس کو شک ہے وہ پیغمبر اکرمؐ کے بھائی ان کے مشیر و وزیر، حیدر کرارؑ کی شجاعت کے کارنامے دیکھ لے تو پیغمبر اکرمؐ کی شجاعت کا خود پتہ چل جائے گا۔ (صلوات)

تکمیل دین اسلام

ماشاء اللہ پونا گھنٹہ ہو گیا میں چاہتا تھا کہ آج کی مجلس میں ختم رسالت پر بھی کچھ تبصرہ کر دیا جائے ورنہ چودہ سو سال کا الجھا ہوا مسئلہ ایک تقاضا کرتا ہے کہ ایک مجلس اُس پر مستقل پڑھی جائے۔ لیکن میں انشاء اللہ چند منٹ سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے عرض کروں گا کہ دین اسلام جس کی پہلی اینٹ حضرت آدمؑ نے اپنے مقدس ہاتھوں سے رکھی اور ہر نبی آتا گیا اور

دین میں چند اینٹوں کا اضافہ کرتا گیا حتیٰ کہ ایک کم ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی آئے لیکن اسلام کی عمارت مکمل نہ ہوسکی خالق اکبر نے یہ سعادت حسنینؑ کے نانے کے لیے مقرر کی تھی پیغمبر اکرمؐ آئے تو اخلاق کی عمارت بھی مکمل ہو گئی فرمایا:۔

اِنَّمَا بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ

اللہ نے مجھے اس لیے بھیجا ہے کہ اچھے اخلاق کی عمارت کو مکمل کر دوں اور:۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (سورہ المائدہ آیت ۳)

اللہ نے دین مکمل کر دیا نعمتوں کو تمام کر دیا۔

مصائب تیاری امام حسین علیہ السلام

میرے عزیزو، میرے دوستو! میں ختم کرنا چاہتا ہوں۔ جنہوں نے حج کی ہے خالق قبول فرمائے۔ امامؑ عالی مقام نے بھی حج کا احرام باندھا ہوا تھا لیکن عجیب یہ شاہکار فطرت ہے کہ ساری کائنات حج کرنے کے لیے آرہی ہے اور حسینؑ بن علیؑ احرامِ حج عمرہ مفردہ میں بدل کے مکے کو چھوڑ رہے ہیں۔ کسی نے پوچھا: مولا! ایک دو دن باقی رہ گئے ہیں حج کرنے کے۔ امامؑ نے فرمایا: یزید نے حاجیوں کے لباس میں ایسے لوگ مقرر کیے ہیں کہ اگر حسینؑ غلافِ کعبہ کے ساتھ بھی کھڑے ہوں تو اُن کو شہید کر دینا۔ اگر میں یہاں شہید کیا گیا تو لوگوں کو پتا نہیں چلے گا کہ قاتل کون تھا؟ کس نے قتل کیا؟ مظلوم کون تھا؟ قتل ہونے والا کون تھا؟ میرا قتل چھپ جائے گا۔ میں چاہتا ہوں کہ میدانِ کربلا میں شہید کیا جاؤں تاکہ پتا چل جائے کہ ظالم کون تھا اور مظلوم کون تھا۔ لختِ جگر رسولؐ، پیغمبر اسلامؐ کا نواسہ، شریعت کا وارث حسینؑ نو ذی الحجہ کو عید الاضحیٰ

سے ایک دن پہلے مکہ چھوڑ کے کربلا روانہ ہو رہے ہیں۔ محمد بن حنفیہ نے بھی کہا، عبداللہ ابن عباسؓ نے بھی کہا: حسینؑ اگر آپ لڑنے کے لیے جا رہے ہیں تو نبی زادیوں کو ساتھ نہ لے جائیں تو امامؑ نے فرمایا: اُس وقت تک میرا مقصدِ شہادت پورا نہیں ہوتا جب تک یہ بیبیاں قید نہ ہوں۔ یہ قید ہوں گی تو میرا مقصدِ شہادت حاصل ہو گا۔ لوگوں کو پتا چلے گا کہ ظالم کون تھا؟ مظلوم کون تھا؟ اور انکا جھگڑا کیا تھا؟۔ واضح ہو جائے گا کہ دین کی فنا اور بقا کا جھگڑا تھا۔ الغرض امامؑ نے سوا منزلیں طے فرمائیں۔ دو محرم کو کربلا کے میدان میں پہنچے تو امامؑ نے پوچھا کہ اس زمین کا نام کیا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ مولا اِسے کربلا کہتے ہیں۔ امامؑ نے فرمایا:۔

اللّٰھم انی اعوذبك من الكرب والبلاء۔

امامؑ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، فرمایا:۔

ھاھنا محط رجالنا

ہماری سواریاں بٹھانے کی جگہ یہی ہے:۔

ھذا محل قبورنا

ہمارے دفن کفن کی جگہ یہی ہے، ہماری قتل گاہ یہی ہے مجھے نانا نے یہی بتایا تھا۔ اس کے بعد رحل اقامت ڈال دیے گئے، خیمے نصب کر دیے گئے۔ جب خیمے لگ گئے، ایک جملہ عرض کروں چھوٹا سا واقعہ: کہتے ہیں کہ پہلی مجلس امام حسینؑ کب پڑھی گئی؟ کہاں پڑھی گئی؟ اس پر بڑی بڑی بحثیں ہوتی ہیں۔ میں نے "سعادۃ الدارین" میں ثابت کیا ہے کہ پہلی مجلس حسینؑ خود امام حسینؑ نے پڑھی ہے، کربلا کے میدان میں پڑھی، اپنی بہنوں، بیٹیوں، بھائیوں، بھتیجوں، بھانجوں کے سامنے پڑھی تھی۔ امامؑ نے جب خیمے لگ گئے تو پہلا کام

یہ کیا کہ اپنی بیبیوں، اپنے بھائیوں، اپنے بچوں، اپنے بیٹوں، اپنے بھانجوں سب کو اکٹھا کر کے

نظر الیھم ساعۃ

ایک گھنٹے تک کبھی اکبرؑ کی جوانی کو دیکھتے، کبھی عباسؑ کے بازو کو دیکھتے، کبھی علی اصغرؑ کے گلے کو دیکھتے، کبھی اپنی بہنوں کے سروں پر نگا کرتے۔ اس کے بعد امامؑ کے حوصلہ وصبر کے بند ٹوٹ گئے فرمایا:۔

اللّٰھم انا عترت نبیك

یا اللہ! تو جانتا ہے کہ ہم تیرے رسولؐ کی عترت ہیں۔ تو دیکھ رہا ہے کہ میری بیٹیوں کے سروں پر چادر ہے۔ لیکن وہ وقت آنے والا ہے کہ سر کی چادریں اتار لی جائیں گی۔ اس وقت علی اکبرؑ کی جوانی موجود ہے لیکن چند دن کے بعد خاک وخون میں مل جائے گی۔ اِس وقت عباسؑ کے بازو سلامت ہیں یہ روزِ عاشورہ کٹ جائیں گے۔ اب تو علی اصغرؑ زندہ موجود ہے اُن کے گلے پر تیر چل جائے گا اور گردن چھن جائے گی۔ لہٰذا امامؑ نے رونا شروع کر دیا۔ امامؑ ایک گھنٹے تک مسلسل گریہ کرتے رہے اور پھر عرض کیا "اللّٰھم انا عترت نبیك محمدؐ" ہم تیرے نبی کی عترت ہیں۔ ہمیں مجبور کر دیا گیا، نانا کا روضہ چھڑا کر، جنگل کربلا میں لایا گیا، میرا سارا کنبہ کٹ جائے گا اور تیرا دین بچ جائے گا۔ اے اللہ! بنی اُمیہ سے بدلہ لینا، ان ظالموں کا نام ونشان مٹا دینا۔ لہٰذا یہی وجہ ہے کہ امام حسینؑ نے سب کچھ قربان کر کے اسلام کو زندہ وجاوید بنا دیا جو قیامت تک زندہ رہے گا۔ بنی اُمیہ مردہ باد ہے، مردہ باد تھے اور قیامت تک مردہ باد رہیں گے۔ یزید ہمارے مردہ کہنے کا بھی محتاج نہیں ہے۔ وہ مر چکا ہے، حسینؑ ہمارے زندہ

یاد کہنے کا محتاج نہیں، قیامت آ کے گزر جائے گی پھر بھی حسینؑ زندہ باد رہے گا۔ انشاءاللہ

أَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ۔ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا عَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ

چوتھی مجلس

دین اسلام

سرکار صدر المحققین سلطان المتکلمین حجۃ الاسلام والمسلمین

حضرت علامہ الشیخ محمد حسین النجفی

مدظلہ العالی علیٰ روس المومنین

دین اسلام

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ○
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى اَشْرَفِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَ اَهْلِ بَيْتِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ الْمَعْصُوْمِيْنَ۔

اَمَّا بَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى فِيْ كِتَابِ الْمُبِيْنِ وَهُوَ اَصْدَقُ الصَّادِقِيْنَ:۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ (آل عمران آیت ۱۹) و قال فی المقام الآخر وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۸۵﴾ (آل عمران) (صلوات)

خالق کائنات اور مالک موجودات وممکنات کے فرمان واجب الاحترام کا ترجمہ اور حاصل مطلب یہ ہے کہ کائنات کا خالق، کائنات ارضی وسماوی کا مالک، بادشاہوں کا بادشاہ، رب العالمین جو دین بنانے والا ہے وہ ارشاد فرما رہا ہے کہ دنیا کے تمام ملل و مذاہب میں سے جو دین و مذہب میرا بنایا ہوا ہے، میری بارگاہ میں قابل قبول ہے اور دین و دُنیا کا سعادتوں اور کامیابیوں کا ضامن و کفیل دین ہے اُس کا نام صرف اسلام ہے۔ لہٰذا مزید وضاحت کرتے ہوئے دوسرے مقام پر فرمایا۔ کہ جو قوم وقبیلہ، جو فرد و گروہ دین اسلام کو چھوڑ کر کوئی بھی اور دین اختیار کرے گا اُس کو متوجہ رہنا چاہیے کہ قیامت والے

دن، جزاء وسزا والے دن اُس کا دین ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور اُس کو نقصان اٹھانا پڑے گا اور اپنے کیے پر پچھتانا پڑے گا، پر اُس دن کا پچھتاوا کوئی فائدہ نہیں دے گا۔ لہٰذا آج موقع ہے کہ سوچ سمجھ کے وہ دین اور مذہب اختیار کرو کہ قیامت کے دن فلاح حاصل ہو جائے، ناکامی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ (صلوات)

دین اسلام کا سنگ بنیاد

وہ دین اسلام جس کا سنگ بنیاد حضرت آدمؑ نے اپنے مقدس ہاتھوں سے رکھا تھا، میں مسلسل بیان کر رہا ہوں کہ ہر نبی آتا گیا اُس قصر اسلام میں چند اینٹیں لگاتا گیا اور اپنا فرض ادا کر کے رخصت ہوتا گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ کائنات قضا و قدر نے اُس دین کی تکمیل کی سعادت حسنینؑ کے نانا کے حصے میں لکھی تھی۔ پیغمبر اسلامؐ آئے تیرہ سال مکے میں دین پھیلایا پھر ہجرت کرنے کے بعد دس سال مدینۃ النبیؐ کو انوار تجلیات ربانیہ کا مرکز بنایا اور دین مختلف اوقات میں کبھی اصول، کبھی فروع، کبھی اخلاقیات، کبھی معاشیات، کبھی تمدنیات، کبھی سیاسیات کے ذریعے جب سارے پہنچا چکے تو خالق اکبر نے فرما دیا:۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ (المائدہ آیت 3)

کہ آج کے دن میں نے دین مکمل کر دیا، اپنی نعمتوں کو تام و تمام کر دیا اور دین اسلام کو تمہارے لیے قیام قیامت تک ایک دین منتخب کر دیا۔

دین اسلام کی حقیقت کیا ہے؟

اب دیکھنا یہ ہے اُس دین کی حقیقت کیا ہے؟ میں مسلسل عرض کر رہا ہوں کہ چند عقائد ہیں، چند اعمال و عبادات ہیں، چند معاملات ہیں، چند اخلاقیات

ہیں، چند معاشیات ہیں، چند معاشرتیات، تمدنیات ہیں اور چند سیاسیات ہیں۔ جب ساری چیزیں اکٹھی ہو جائیں تو اِس معجون مرکب کا نام ہے دین اسلام۔ محد سے لے کر لحد تک، پنگھوڑے سے لیکر قبر کے کنارے تک، دفن تک، کفن تک بلکہ قیامت تک۔ آدمی کو جن چیزوں کی ضرورت ہے وہ سب دین اسلام میں، اللہ کے قرآن میں، چودہ کے فرمان میں مکمل طور پر بیان کر دی گئی ہیں۔ اگر نہیں سمجھتے تو ہماری سمجھ کا قصور ہے، نہیں پڑھتے تو ہمارے علم کا نقص ہے، اگر سوال نہیں کرتے ہماری جہالت وضلالت ہے ورنہ دین کی کوئی ایسی بات نہیں جو اللہ کے دین میں، اللہ کے اسلام میں، اللہ کے قرآن میں اور چودہ کے فرمان میں موجود نہیں ہے۔

لہٰذا ہر چیز موجود ہے لیکن سمجھنے کی ضرورت ہے، پڑھنے کی ضرورت ہے، پڑھے لکھے لوگوں سے سوال کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ حدیث میں وارد ہے کہ علم ایک کمرے میں بند ہے جس پر تالا لگا ہوا ہے اُس تالے کی کنجی کا نام ہے سوال۔ اگر آپ سوال کریں گے تالا کھل جائے گا، جب تالا کھل جائے گا تو دروازہ کھل جائے گا جو کچھ مکان کے اندر ہے وہ آپ پر واضح ہو جائے گا۔ لیکن اگر سوال نہیں کریں گے تو دروازہ بند رہے گا، نہ دروازہ کھلے گا، نہ تالا کھلے گا، نہ مکان کے اندر جو کچھ ہے اُس کا پتہ چلے گا۔ (صلوات)

پیشواؤں کا حکم

عجیب بات ہے میں کسی پر تنقید نہیں کرنا چاہتا نہ ضرورت ہے نہ وقت اجازت دیتا ہے۔ میں کوشش کرتا ہوں کہ جس بھی مذہب و مسلک کا آدمی ہماری محفل میں آئے، وہ نفرت لے کر نہ جائے بلکہ محبت و پیار لے کر جائے۔ کیونکہ ہمارے پیشواؤں کا حکم ہے کہ:۔

رَغِبُوهُمْ وَلَا تُنَفِّرُوهُمْ

جو لوگ آلِ محمدؑ کی کشتی نجات پر سوار نہیں ہیں ایسا انداز گفتگو اختیار کرو کہ اُن کو آلِ محمدؑ کے مذہب کی طرف رغبت پیدا ہو، نفرت کے جذبات نہ بھڑکنے پائیں:

خیال خاطر احباب چاہیے ہر دم
انیس ٹھیس نہ لگ جائے آبگینوں کو

پر اتنا عرض کرنے میں، میں اپنے آپ کو مجبور سمجھتا ہوں کہ سارے مسلمان مانتے ہیں کہ اسلام مکمل دین ہے، مکمل ضابطہ حیات ہے۔

جانشین رسولؐ

پیغمبر اسلامؐ کی عینِ حیات میں خالق اکبر نے دین کی تکمیل کی سند عطا کر دی تھی لیکن اِس عقیدے کے رکھنے کے باوجود پھر یہ بھی کہا جاتا ہے کہ پیغمبر اکرمؐ دنیا سے تشریف لے گئے وَلَمْ يُوْسِعَ اِلٰى اَحَدٍ اور اپنی اُمت کو کچھ نہیں بتایا کہ میرے بعد میری مسند پر کون بیٹھے گا؟ میرے بعد میرا قائم مقام کون ہو گا؟ اور تمہارا امام کون ہو گا؟۔ میں اتنا پوچھنا چاہتا ہوں کہ مسئلہ خلافت و امامت کو دین کا مسئلہ سمجھتے ہو کہ نہیں۔ اگر دین کا مسئلہ ہی نہیں سمجھتے تو پھر انکار کرنے والوں پر کفر کے فتوے کیوں لگاتے ہو، اور اگر دین کا مسئلہ ہے تو اگر پیغمبرؐ نے یہ مسئلہ حل نہیں کیا تو پھر اُس کے بغیر دین مکمل کیسے ہو گیا۔ حضرت آدم صفی اللہ سے لے کر حضرت عیسیٰؑ ابن مریمؑ تک، چلو ہمارے پیغمبر اکرمؐ کے بعد تو اختلاف شروع ہو گیا کہ لوگوں نے پیغمبرؐ کا قائم مقام منتخب کرنا ہے یا خدا نے کرنا ہے اور نبی سے اعلان کرانا ہے میں کہتا ہوں پہلے نبیوں کے بارے میں تو کوئی اختلاف نہیں۔ اُن کا تذکرہ قرآن مجید میں بھی ہے، احادیث میں

بھی ہے، تاریخ اسلام کے اندر بھی ہے۔ میں دُنیا کے پڑھے لکھوں کو یہ دعوت دیتا ہوں کہ کتابوں کا مطالعہ کر کے، تاریخ عالم ادیان کا مطالعہ کر کے، تاریخ اسلام کا مطالعہ کر کے، دِقت نظر سے مطالعہ کر کے مجھے آدمؑ سے لے کر حضرت عیسیٰؑ ابن مریمؑ تک ایک نبی کا دُنیا مجھے نام بتا دے، جو دنیا سے گیا ہو اور اپنے بعد اپنی اُمت کو اپنی مسند کے وارث کا نام ونشان بتا کے نہ گیا ہو۔ (نعرہ)

اعلان جانشین رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بمقام خم غدیر

تاریخ عالم گواہ ہے کہ حضرت آدمؑ صفی اللہ سے لے کر حضرت عیسیٰؑ ابن مریمؑ روح اللہ تک جتنے نبی دُنیا میں آئے اور دُنیا سے تشریف لے گئے، تشریف لے جانے سے پہلے دو کام ضرور کیے۔ جو بعد میں نبی آنے والا تھا اُس کا نام و نشان بھی بتایا اور اُن کے بعد جو اُن کی مسند کا قائم مقام تھا اُن کے بعد میں اُن کا وصی اور جانشین تھا اُس کا تعارف بھی اپنی اُمت کو کرایا۔ تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ پیغمبر اسلامؐ کے دور میں آ کر اللہ کا قانون کیوں بدل گیا:۔

وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيلًا (سورہ الاحزاب آیت ۶۲)

اللہ فرماتا ہے کہ میرے قانون قدرت کبھی بدلا نہیں کرتے۔ اگر آدمؑ سے لیکر عیسیٰؑ ابن مریمؑ تک ہر نبی اپنے بعد آنے والے وصی کا اعلان کر کے گیا ہے، اپنی اُمت کو بتا کے گیا ہے، تعارف کرا کے گیا ہے تو پھر پیغمبر خاتمؐ کے دور میں بھی اللہ کا قانون نہیں بدل سکتا۔ ماننا پڑے گا کہ حسنینؑ کا نانا، عبداللہؑ اور آمنہؑ کا لال، اقلیم ختم رسالت کا تاجدار اُس وقت تک دُنیا سے تشریف نہیں لے گیا جب تک حِجَّةُ الْوِدَاع میں فراغت کے بعد مدینے واپس آتے ہوئے، جہاں سے مکے والے لوگ بھی مشیعت کے لیے ساتھ آ رہے تھے، مدینے والے لوگ ویسے بھی ساتھ تھے، مصر کا راستہ یہاں سے پھوٹتا تھا، یمن کا راستہ

جہاں سے جُدا ہوتا تھا پورا عالمِ اسلام ایک لاکھ سے زائد مجمع عام کی موجودگی میں جب آیت مبارکہ نازل ہوتی ہے:

يَآيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ط وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ط وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ط (المائدہ آیت ٦٧)

اے میرا رسول، اے میرا پیغامبرؐ۔ آج نہ یا ایھا المزمل ہے، نہ آج یا ایھا المدثر ہے، نہ آج یٰسٓ ہے، نہ طٰہٰ ہے القاب کوئی نہیں بلکہ اُن کے عہدے کا نام لے کر (اُو میرا پیغام پہنچانے والا نبی)، پہنچا دے لوگوں تک وہ بات جو میں نے آپ پر نازل کی ہے اور یاد رکھ تیئیس برس کی تبلیغ ایک طرف اور آج کا پیغام رسالت دوسری طرف۔ اگر آپ نے اِس کو عملی جامہ نہ پہنایا، عمل کر کے نہ دکھایا، تو یہ سمجھا جائے گا کہ آج تک آپ نے تیئیس برس کی مدت میں میری رسالت کا کوئی کام کیا ہی نہیں ہے۔ پیغمبر اکرمؐ (جب یہ آیت اُترتی ہے فرماتے ہیں رحل اقامت ڈال دیا جائے)، جو آگے نکل گئے تھے اُن کو واپس بلایا گیا، جو پیچھے رہ گئے تھے اُن کا انتظار فرمایا گیا۔ جب میدان خمِ غدیر ایک لاکھ سے زائد مسلمانوں سے، صحابہ کرام سے، پیغمبر اکرمؐ کا کلمہ پڑھنے والوں سے چھلک رہا تھا تو پیغمبرؐ نے حکم دیا کہ میرے لیے ممبر کا انتظام کیا جائے۔ اب جنگل میں ممبر کہاں سے لایا جائے۔

لہٰذا یہ کیا گیا کچھ اونٹوں کے پالان لگائے گئے جمع کیے گئے، کچھ پتھر اکٹھے کیے گئے۔ ایک انوکھا ممبر بنایا گیا پیغمبر اکرمؐ اُس پر تشریف لے جاتے ہیں اور پورے تیئیس برس تک پہنچا ہوا اسلام اُس کا خلاصہ، اُس کا نچوڑ، اُس کا لبِ لباب لوگوں تک پہنچاتے ہیں اور پھر فرماتے ہیں ہَلْ بَلَّغْتُ کیا میں نے فریضہ تبلیغ ادا کر دیا ہے۔ ہر طرف سے بَلیٰ بَلیٰ کی آوازیں بلند ہوتی ہیں ہاں

ہاں یارسول اللہ آپ نے حق تبلیغ ادا کر دیا۔ فرمایا دوسرا جملہ:۔

اَلَسْتُ مِنْ اَوْلَی النَّاسِ بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ

کیا تم اقرار کرتے ہو تمہارے مال میں، تمہاری جانوں میں، تم سے زیادہ میں حق تصرف رکھتا ہوں۔ ہر طرف سے اقرار کی آوازیں بلند ہوئیں یارسول اللہ اپنے مال میں، اپنی جان میں، اپنی عزت و ناموس میں ہم اتنا حق تصرف نہیں رکھتے جتنا اللہ نے آپ کو حق دیا ہے اُس کے بعد فرماتے ہیں یَا عَلِی اُدْنُ مِنِّی یا علیؑ میرے قریب آؤ۔ حیدر کرارؑ اپنے مقام سے اُٹھتے ہیں اور جناب پیغمبر اکرمؐ کے پاس ادب سے چند قدم کے فاصلے پر رک جاتے ہیں فرماتے ہیں اور قریب آؤ، جناب امیرؑ اور بڑھے۔ پیغمبرؐ کے پہلو میں آ کر کھڑے ہو جاتے ہیں پیغمبر اکرمؐ نیچے ہاتھ بڑھا کے نیچے ہاتھ کر کے حیدر کرارؑ کے بازوں سے پکڑ کے بلند کرتے ہیں اتنا بلند کیا کہ پیچھے نبی تھے اور آگے علیؑ اور لوگوں کو دکھا کر کہا فرمایا:۔

مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَهٰذَا عَلِيٌّ مَوْلَاهُ

اگر مجھے مولا مانتے ہو، مجھے اپنی آقا مانتے ہو، مجھے مختار مانتے ہو کہ تمہارے مال و جان میں تم سے بھی میں زیادہ حق تصرف رکھتا ہوں تو جس جس کا میں مولا ہوں آج کے بعد علیؑ کو بھی مولا ماننا پڑے گا۔ (نعرہ)

دستار بندی

علماء اسلام نے تفصیلات ساتھ اپنی کتابوں میں، تفسیروں میں درج کیا ہے۔ میں نے بھی اُن سب کے حوالوں سے اپنی کتاب "اثبات الامامت" میں یہ سارے واقعات من و عن عین عبارتوں کے ساتھ جس کی عربی کتاب ہے عربی عبارت کے ساتھ، جس کی فارسی کتاب ہے، فارسی کے ساتھ، جس کی اردو ہے

اردو کے ساتھ۔ سب کو نقل کر کے ثابت کیا ہے کہ پیغمبر اکرمؐ نے پھر حیدر کرارؑ کے سر اقدس پر ولی عہدی والی دستار بندی فرمائی۔ (نعرہ)

دستار بندی کے بعد پھر حکم دیا کہ علیؑ ولی کے لیے ایک خیمہ نسب کیا جائے چنانچہ جنگل میں منگل لگاتے ہوئے مولا امیرؑ کے لیے الگ خیمہ نسب کیا گیا اُس کے بعد صحابہ کرامؓ کو حکم دیا گیا کہ:۔

سَلِّمُوْا عَلٰی عَلِیٍ بِاَمْرَةِ الْمُؤْمِنِیْنَ

آگے آؤ اور جا کر علیؑ کو کرو سلام۔ لیکن اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا عَلِیُّ نہ کہنا بلکہ امیر المومنین کہہ کے سلام کرنا۔ (نعرہ)

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ

اے مومنوں کے سردار ہمارا اسلام قبول ہو۔ چنانچہ جناب امیرؑ کو سلام کرایا گیا، امیر المومنین ہونے کا اقرار کرایا گیا۔

تکمیل دین

اُدھر خالق اکبر نے تکمیل دین کی سند بھیجی:۔

اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ

آج کے دن میں نے دین مکمل کر دیا۔ کیونکہ دین کی عمارت تو پہلے کھڑی ہو چکی تھی بقاء کا انتظام باقی تھا۔ اور آپ کو پتہ ہے مکان بنانا اِتنا مشکل نہیں ہوتا جتنا مشکل اُس کو باقی رکھنا ہوتا ہے، باغ لگانا اِتنا مشکل نہیں ہوتا جتنا مالی کا انتظام کر کے باغ کی بقاء کا انتظام کرنا مشکل ہوتا ہے، بھیڑ بکریوں کا ریوڑ بنانا اُتنا مشکل نہیں ہوتا، جتنا چرواہا رکھ کے اُس کی حفاظت کرنا، اُس کی بقاء کا انتظام کرنا مشکل ہوتا ہے۔ تو جب خالق کے حکم کے مطابق اسلام کی بقاء کا انتظام ہو گیا تو خالق اکبر نے تکمیل دین کی سند نازل کر دی اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ

لَكُمْ دِينَكُمْ اِس آیت کا اُترنا تھا کہ مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ کے مصداق مصطفیٰؐ نے لب کشائی فرمائی اور یہ لفظ ادا فرمائے کتب تاریخ میں آج بھی زینت نظر آتے ہیں:۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى اِكْمَالِ الدِّيْنِ ، وَاِتْمَامِ النِّعْمَةِ، وَ رِضَا الرَّبِّ بِرِسَالَتِيْ، وَالْوِلَايَةِ لِعَلِيِّ ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ

میں اللہ کی حمد وثناء کرتا ہو جس نے دین اسلام کو مکمل کر دیا، اپنی نعمتوں کو تام وتمام کر دیا اور میری ختم رسالت اور علیؑ ولی کی ولایت پر اپنی مہر لگا دی۔ (نعرہ)

مشکل سے مشکل مسئلہ حل ہوسکتا ہے

مولانا عبدالکلام آزاد مشہور شخصیت کے مالک گزرے ہیں اُن کی کتاب ہے "غبارِ خاطر" اُس میں، میں نے یہ اپنی آنکھوں سے واقعہ پڑھا ہے وہ فرماتے ہیں اگر دُنیا کا مشکل ترین مسئلہ ہو، لیکن نیک نیتی کے ساتھ، خلوص نیت کے ساتھ اُس کو حل کرنے کی کوشش کی جائے تو چند منٹ میں وہ مسئلہ حل ہوسکتا ہے اور اگر چھوٹا سا مسئلہ تعصّبات کا شکار ہو جائے، تعذوبات کا شکار ہو جائے، اُس کو وقار کا مسئلہ بنا لیا جائے تو صبح قیامت کے طلوع ہونے تک وہ چھوٹا سا مسئلہ حل نہیں ہوسکتا۔ تو میں کہتا ہوں وہ جس مسئلہ خلافت وامامت کی وجہ سے اسلام کے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے، ایک اسلام کے تہتّر اسلام بن گئے ایک قرآن کے تہتّر ترجمے کیے گئے، ایک قرآن کی تہتّر تفسیریں لکھی گئیں، حلال وحرام میں اختلاف، احکام حج میں اختلاف، نماز پڑھنے میں اختلاف، وضو کرنے میں اختلاف، خمس کے وجوب میں اختلاف، اختلاف ہی اختلاف۔ یہ سارے اختلافات کیوں پیدا ہوئے؟ مسئلہ خلافت وامامت کی وجہ سے، اور اگر نیک نیتی

کے ساتھ اِسی ایک واقعہ کو پڑھ لیا جائے، سمجھ لیا جائے تو صبح قیامت کے اُبھرنے تک یہ مسئلہ بے غبار ہو جاتا ہے، روز روشن سے بھی زیادہ واضح واشکار ہو جاتا ہے۔ (صلوات)

نبی کے اوصاف

علاوہ بریں اِس موضوع پر سینکڑوں نہیں ہزاروں کتابیں لکھیں گئیں۔ ائمہ کے دور سے لیکر آج پندرہویں صدی تک اگر شمار کیا جائے تو سینکڑوں نہیں ہزاروں کتابیں لکھیں گئیں، ہزاروں مناظرے ہوئے، ہزاروں مباحثے ہوئے لیکن مسئلہ جوں کا توں نظر آتا ہے۔ تو میں بڑے اختصار کے ساتھ عرض کرلوں گا۔ کل آپ کو یاد ہوگا کہ میں نے عرض کیا تھا کہ اللہ جس کو منتخب کرتا ہے اُس کو نبی اور رسول بناتا ہے۔ لیکن یہ بھی کہا جاتا کہ بھیڑ بکریاں چرانے والے کو پکڑ کر اللہ نبی نہیں بنا دیتا، اللہ جس کو نبی بنانا چاہتا ہے اللہ اُس کو پیدا ہی نبی کرتا ہے، جس کو وصی نبی بنانا چاہے دُنیا میں آکر وصی، وصی نہیں بنتا، امام امام ہوتا ہے چاہے ماں کے شکم میں بھی کیوں نہ ہو۔ تو لہٰذا کل عرض کیا تھا کہ کوئی نبی، کوئی رسول، کوئی اُس وقت تک نبی نہیں بن سکتا، کوئی رسول اُس وقت تک عہدہ رسالت پہ فائز نہیں ہوسکتا جب تک اُس کے اندر پانچ صفتیں نہ پائی جائیں۔ آج صرف گنوانا مقصود ہے کل وضاحت ہو چکی۔

☆ ایک تو اُس کے لئے معصوم ہونا ضروری ہے کہ محد سے لے کر لحد تک جو نبی اور رسول ہے اُس کا دامن عصمت گناہوں کی آلودگی سے پاک ہو، کہ ساری کائنات کے دشمن مل کر، متحدہ کوشش کریں تو اُس کی چادر عصمت پر گناہ صغیرہ کا بھی دھبہ ثابت نہ کر سکیں۔

☆ دوسری شرط یہ تھی کہ نبی وہ ہوتا ہے، رسول وہ ہوتا ہے جو دُنیا میں آنے

کے بعد کسی معلم کے سامنے زانو ادب طے نہ کرے، کسی سکول و کالج میں کسی استاد کے سامنے نہ پڑھے بلکہ اُس کو اللہ پڑھا کر بھیجے۔

☆ تیسری صفت یہ تھی کہ کوئی نبی اُس وقت تک نبوت کے درجے پر فائز نہیں ہو سکتا جب تک اعلیٰ خاندان کا فرد فریق نہ ہو۔

☆ چوتھی صفت یہ تھی کوئی نبی اور رسول اُس وقت تک نبوت کے عُہدے پر فائز نہیں ہو سکتا جب تک دلیر نہ ہو، شجاع نہ ہو، بہادُر نہ ہو۔

☆ پانچویں صفت یہ تھی کہ اُس وقت کوئی نبی نبوت کے عہدے پر فائز نہیں ہو سکتا جب تک اُس کے پاس اللہ کی طرف سے کوئی معجزہ نہ ہو۔

نبی کی صفات کا مالک کون ہوگا

یہ کل تفصیل کے ساتھ میں عرض کر چکا ہوں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ جب نبی کے لیے کوئی چھوٹا ہو یا بڑا ہو، وہ رحمت اللعالمین ہو یا ایک علاقے کا نبی ہو اُس کے لیے یہ پانچوں صفات لازمی ہیں اُن کی مسند کا جو قائم مقام ہوگا اُس کے اندر بھی یہ صفات دیکھی جائیں گی کہ نہیں؟ آیا ڈاکٹر کی جگہ کوئی عالم بٹھا دیا جائے وہ ڈاکٹری والا فریضہ ادا کر سکے گا؟ عالم کی جگہ کوئی وکیل بٹھا دیا جائے وہ دین کے مسائل بتا سکے گا؟، اگر جج کی جگہ ڈاکٹر بٹھا دیا جائے وہ جج والے فیصلے کر سکے گا؟ آپ سارے کہہ رہے ہیں نہیں، نہیں، تو پھر ماننا پڑے گا پیغمبر اسلامؐ کی مسند پر وہ بیٹھے گا جو عالم علم لدنی ہوگا، پیغمبرؐ کی مسند پہ وہ قدم رکھے گا جو پیغمبر کی طرح محد سے لے کر لحد تک معصوم عَنِ الخِطا ہوگا، پیغمبر کی مسند پر وہ بیٹھے گا جو پیغمبر کی طرح اعلیٰ خاندان کا فرد کامل ہوگا، پیغمبر کی مسند پر وہ قدم رکھے گا جو اللہ کا شیر ہوگا، سب سے بڑا دلیر ہوگا، شجاع غضنفر ہوگا اور اللہ کے رسول کی مسند پر وہ بیٹھے گا جو نبی کی طرح صاحب معجزات ہوگا (نعرہ)

میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا اپنے بھائیوں سے کہتا ہوں، بڑے ادب و احترام سے کہتا ہوں" کہ ہمی گو یا و ہمی میدان" آج سے شروع کرو اور صبح قیامت کے طلوع ہونے تک کتابوں کی ورق گردانی کرو، اللہ کا قرآن بھی پڑھو، نبی کا فرمان بھی پڑھو، تاریخ اسلام بھی پڑھو، بزرگان دین کا کلام بھی پڑھو اور تاریخ عالم و اسلامیات بھی پڑھو، سب کچھ پڑھنے کے بعد جتنے دعویداران خلافت نظر آئیں، جتنے دعویداران امامت نظر آئیں، جتنے دعویداران وراثت نظر آئیں وہ بنواُمیہ سے تعلق رکھتے ہوں یا بنی عباس سے یا بنی ہاشم سے یا کسی اور خانوادے سے، میں آپ کو اجازت دیتا ہوں کہ اپنے رب کو سامنے رکھیں اور اپنے ضمیر و ایمان کو سامنے رکھیں اِن سارے دعویداروں میں سے، سارے اُمیدواروں میں سے، آپ اپنی جگہ بیٹھ کر فیصلہ کریں کہ پیغمبر اکرمؐ کے پانچ صفات کے مالک کون ہیں؟ (نعرہ)

نبی کی صفات کا مالک علی ولی علیہ السلام

میں دعوے سے کہتا ہوں کہ ساری دُنیا کے علماء فضلاء کو اکٹھا کرلو اور اُن کی جھولی میں قرآن مجید لا کے رکھ دو اور قرآن کا واسطہ دے کر اُن سے کہو کہ اپنی اولاد کی فکر نہ کریں ہم ذمہ داری لیتے ہیں کہ آپ کے نان و نفقے کا بھی انتظام کریں گے، آپ کے خاندان کی پرورش کا انتظام بھی ہم کریں گے۔ اللہ کا قرآن پڑھو، نبی کا فرمان پڑھو، تاریخ اسلام پڑھو، قرآن کی تفاسیر پڑھو، پیغمبرؐ کی حدیثیں پڑھو، تاریخ اسلام پڑھو اور پھر بتاؤ کہ پیغمبر اکرمؐ کے بعد پیغمبرؐ کی اُن پانچ صفات کا مالک کون نظر آتا ہے؟ حامل کون نظر آتا ہے؟۔ میں دعوے سے کہتا ہوں اور صادقین کے ممبر پر بیٹھ کر کہتا ہوں، بِلا خوف وڈر کہتا ہوں، صادقین کا دامن پکڑ کے کہتا ہوں کہ آفتاب قیامت کے طلوع

ہونے تک اگر دُنیا آج مطالعہ شروع کرے گی اور تحقیق کرتے کرتے آسمان کا شامیانہ ٹوٹ کے فرش زمین پر گر جائے گا، فرشِ زمین پانی میں دھنس جائے گا، آسمان کی بلندیاں نہیں رہیں گی، زمین کی پستی نہیں رہے گی تدبیریں ٹل جائیں گی، تقدیریں بدل جائیں گی، لیل ونہار کے نقشے بدل جائیں گے، پر اللہ کے قرآن سے، پیغمبر اکرمؐ کے فرمان سے، تاریخ اسلام سے اور بزرگوں کے کلام سے پیغمبر اسلام کے ان پانچ صفات کا اگر کوئی مالک نظر آئے گا، کوئی حامل نظر آئے گا، کوئی آئینہ بردار نظر آئے گا، کوئی عکس بردار نظر آئے گا، کوئی نفس نبی نظر آئے گا، تو یا علیؑ نظر آئیں گے یا اولادِ علیؑ نظر آئے گی۔ (نعرہ)

لہٰذا میں تقابل کرنا ضروری نہیں سمجھتا، میں تو آل محمدؑ کے مقابلے میں کسی اور کا نام لینا بھی گستاخی سمجھتا ہوں، آل محمدؑ کی توہین سمجھتا ہوں، جن کو خالق نفس نبی کہے اگر اُمت کا تقابل پیغمبرؐ سے کرنا جائز ہے تو پھر نفس نبی سے بھی کسی اُمتی کا تقابل کرنا جائز ہوگا۔ لیکن اگر سب سے بڑی گستاخی یہ ہے کسی کلمہ گو کا تقابل پیغمبر اسلامؐ سے کیا جائے تو پھر نفس نبی کے ساتھ کسی کا تقابل کرنا یہ بھی بے ادبی ہے یہ شان نہیں ہے۔ (صلوات)

حق وحقیقت کی تلاش

لہٰذا کھلا ہوا میدان ہے ہر بندے کو تحقیق کرنے کا حق ہے اللہ کا وعدہ ہے:۔

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٦٩﴾ (العنکبوت آیت ۶۹)

جو حق وحقیقت کو ڈھونڈنا چاہتے ہیں اللہ وعدہ فرماتا ہے ہم اُن کو اپنا راستہ دکھا دیتے ہیں۔ اگر طلب ہو اور طلب بھی صادق ہو، تو کوئی یمن میں

اویس قرنیؓ نظر آئے وہ ہدایت پا سکتا ہے، کوئی صہیبؓ رومی روم میں نظر آئے وہ بھی ہدایت حاصل کر سکتا ہے، سلمانؓ محمدی فارس میں رہ کر وہ بھی آفتاب ہدایت سے ہدایت پا سکتے ہیں اور ربزے میں رہ کر ابوذرؓ بھی ابوذر بن سکتا ہے۔ لیکن اگر طلب نہیں ہے، تڑپ نہیں ہے حق کی جستجو نہیں ہے تو پھر پیغمبرؐ کی بارگاہ میں رہ کر، صبح وشام حاضری دے کر ابوجہل، پھر بھی ابوجہل رہتے ہیں، ابولہب، ابولہب رہتے ہیں۔ (نعرہ)

اِس بنا پر اقبال نے کہا تھا:۔

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دین ہمہ اوست
اگر بہ او نرسیدی تمام بولہبی است

اے انسان، اے مسلمان، اے اہل ایمان اگر خدا تک پہنچنے کا ارادہ ہے تو پہلے اپنے آپ کو مصطفیٰ تک پہنچاؤ، اگر نبی مل گئے تو خالق جلیل بھی مل جائے گا اور اگر نبی تک نہ پہنچ سکے تو پھر ابوجہل بن کے رہ جاؤ گے یا ابولہب بن کے رہ جاؤ گے۔ میں اقبال کی جہاں تصدیق کرتا ہوں وہاں ایک کمی کا احساس بھی رکھتا ہوں۔ اقبال نے کہا کہ اللہ تک پہنچنا ہے تو پہلے اپنے آپ کو نبی تک پہنچاؤ میں کہتا ہوں یقیناً یہ بات صحیح ہے کہ اللہ تک بغیر نبی کے توسل کے نہیں پہنچا جا سکتا۔ پر اقبال یہ بتانا بھول گیا کہ اگر نبی تک پہنچنا ہے تو پہلے کس دروازے سے جانا چاہیے۔ (نعرہ)

علی ولیؑ مل گئے تو رسولؐ و خدا مل گئے

یہ پیغمبرؐ نے وضاحت کر دی:۔

اَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ، وَعَلِيٌّ بَابُهَا، فَمَنْ اَرَادَ الْمَدِيْنَةَ فَلْيَاتِ مِنَ الْبَابِ۔

میں ہوں علم کا اُس شہر کے دروازے کا نام علیؑ ولی ہے۔ جو میرے شہر علم میں داخل ہونے کا ارادہ رکھتا ہے اُس پر واجب ہے کہ پہلے علیؑ والے دروازے پہ آئے۔ علیؑ مل گئے تو نبی مل جائیں گے، نبی مل گئے تو خالق جلیل مل جائے گا۔ لیکن اگر علیؑ کا دروازہ نہ ملا تو نبی تک نہیں پہنچ سکو گے اور اگر نبی تک نہ پہنچ سکے تو خالق جلیل تک نہیں پہنچ سکو گے۔ نتیجہ یہ نکلا علیؑ مل گئے تو سب کچھ مل جائے گا، اور علیؑ کا دامن چھوٹ گیا تو نہ گھر کے رہو گے نہ گھاٹ کے رہو گے۔ (صلوات)

عقائد مذہب شیعہ

تو بہر حال میرے دوستو، عزیزو، بزرگو! اب لوگ کہتے ہیں ہم پر فتوے لگتے ہیں کوئی کہتا ہے شیعہ مشرک ہیں، کوئی کہتا ہے شیعہ کافر ہیں مجھے بتایا جائے جُرم کیا ہے؟ ہمارا قصور کیا ہے؟ کہتے ہیں شیعہ مولا علیؑ کو رب مانتے ہیں، کوئی کہتا ہے یہ اِس لیے کافر ہیں کہ اپنے بارہ اماموں کو نبی مانتے ہیں، کوئی کہتا ہے اِس لیے مشرک ہیں کہ یہ اپنے اماموں کو خدا مانتے ہیں۔ میں کہتا ہوں حاشا وکلّا ہمارے بچوں سے لے کر بوڑھوں تک، مردوں سے لے کر عورتوں تک جس کو مذہب کی ابجد کا بھی علم ہے، الف، ب کا علم ہے نہ اپنے ائمہ اطہارؑ کو نبی کہتا ہے کیونکہ یہ ختم رسالت کے منافی ہے اور نہ کوئی اُن کو خدا کہتا ہے یہ توحید کے خلاف ہے اور میں توحید بیان کر چکا دوسری مجلس میں۔ اور کل شان رسالت بھی بیان کر چکا۔ لہٰذا ہم جتنے سمجھدار لوگ ہیں شیعہ کہلانے والے، نہ مولا علیؑ سے لے کر امام مہدیؑ دوراں تک اِن کو کوئی اللہ کہتا ہے، نہ اِن کو کوئی نبی کہتا ہے۔ آخر کہتے کیا ہیں؟ ہمارا کلمہ موجود ہے، ہماری ہاں اذان موجود ہے، ہماری وہ تلقین موجود ہے جو مردے کو قبر میں لٹانے کے بعد کندھا ہلا کے

پڑھاتے ہیں اگر آپ کو کلمہ ہمارے والا پڑھنے کی توفیق نہیں تو پڑھتے ہم ہیں تم سن لو، اذان ہم دیتے ہیں بلند آواز سے تم سننے کی زحمت کرلو، تلقین جو ہم پڑھاتے ہیں وہ تلقین سن لو۔ سب میں یہی ملے گا کہ:۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

اللہ ایک ہے جس کی ذات وصفات میں، افعال وعبادت میں کوئی شریک نہیں:۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

وہ محمد عربی جو سید اوّلین ولآخرین بھی ہیں خدا کے بعد ساری کائنات سے بزرگ و برتر بھی ہے وہ بھی اللہ کے رسول ہیں وہ بھی اللہ کے شریک نہیں ہیں اور وہ علیؑ جو پیغمبر اکرمؐ کے بعد ساری کائنات سے بلند ہیں۔ آسمان والوں سے بھی بلند، زمین والوں سے بھی بلند، ذات میں بلند، صفات میں بلند، شجاعت میں بلند، شہامت میں بلند، عصمت میں بلند، علم وعمل میں بلند، زُہد وتقویٰ میں بلند اُس علیؑ ولی کے بارے میں بھی ہم کہتے ہیں:۔

عَلِیٌّ وَّلِیُّ اللّٰہ

علیؑ اللہ نہیں، اللہ کے ولی ہیں۔ علیؑ نبی تو نہیں پر آخری نبی کے بلافصل وصی ہیں۔ (نعرہ)

معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے علماء کرام نے، برادران اسلام نے کسی بھنگی چرسی کو دیکھا ہے کہ بھنگ کا دورا پینے کے بعد، نشہ چڑھ جانے کے بعد، جن کو اپنی ذات کا بھی ہوش نہیں رہتا تو وہ کہتے ہیں علیؑ رب۔ انہوں نے کہہ دیا کہ سارے مذہب شیعہ کا عقیدہ یہی ہے میں اتنا ادب کے ساتھ عرض کروں گا ہمارے بھنگی اگر کہتے ہیں علیؑ رب۔ تو آپ کے چرسی بھی چرس کا کش لگا کر

کہتے ہیں:۔

چاچڑ وانگ مدینہ ڈسے تے کوٹ مٹھن بیت اللہ
ظاہر دے وچ پیر فریدؔن تے باطن دے وچ اللہ

(نعرہ)

اُس چڑسی شاعر کے بارے میں آپ کیا فتویٰ لگائیں گے۔ جو فتویٰ اُدھر لگائیں گے وہی فتوے اِدھر لگا دیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ لیکن اگر آپ کہتے ہیں کہ چرسی کے قول کا کوئی اعتبار نہیں تو میں عرض کروں گا کہ ہمارے بھنگی کے قول کا بھی کوئی اعتبار نہیں۔ لہٰذا ہم آل محمدؑ کو اللہ کی سرکار میں وسیلہ قرار دیتے ہیں جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے:۔

یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ

(سورہ المائدہ آیت ۳۵)

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو، تقویٰ الٰہی اختیار کرو اور اللہ ناراض ہو جائے تو اگر اُس کو راضی کرنا چاہو، اللہ آپ کی بات نہ سنے، اللہ سے کوئی کام کرانا چاہو، رُکے ہوئے کام انجام دلوانا چاہو تو کوئی وسیلہ ڈھونڈ کے لاؤ۔ ہم اللہ کو مرکز کائنات جانتے ہیں اور سرکار محمدؐ و آل محمدؑ کو مرکز تک پہنچنے کا وسیلہ جانتے ہیں۔ (صلوات)

سنی شیعہ اماموں میں اختلاف

لہٰذا تفصیلات کو چھوڑتے ہوئے مسئلہ امامت کے بارے میں اتنا ہی کافی ہے یہ حدیث صحاح ستہ میں موجود ہے کہ امام ایک نہیں ہوگا پیغمبر اسلامؐ کے جانشین بارہ ہوں گے اور یہ سلسلہ قیامت تک قائم رہے گا۔ اُس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک پیغمبر اکرمؐ کے بارہ جانشین دُنیا میں آ کر اپنا

فریضہ ادا نہیں کریں گے۔ کتنے مذاہب ہیں ہمارے مسلک کے علاوہ اُن سارے خلفاء وہ دُنیا سے جا چکے ہیں۔ اُن کے بارہ ہیں یا پتہ نہیں چودہ ہیں یا سینتیس ہیں۔ بنی اُمیہ والے ہوں یا بنی عباس والے ہوں سب کا خاتمہ ساتویں صدی میں ہو گیا اِس واسطے ہمارے مذہب کے سوا عالم اسلام میں کوئی ایسا مذہب نہیں ہے جس کا امام زندہ اور موجود ہو۔ گیارہ دُنیا میں تشریف لائے اپنا فریضہ ادا کر کے تشریف لے گئے۔ اِس وقت بارہویں لال ولایت کی حکومت کا دور ہے۔ بقول اقبال:۔

دُنیا کو ہے اِس مہدئ برحق کی ضرورت
ہو جس کی نگہ زلزلہ عالمِ افکار

حجتِ خدا کا وجود

لہٰذا اِس وقت بارہویں لال ولایت کے وجود کا صدقہ ہے کہ دُنیا موجود ہے خالق کائنات نے کائنات پیدا کر کے اُس کے وجود اور اُس کی بقاء کو حجت خدا کے وجود کے ساتھ وابستہ کر دیا ہے:۔

اَلْحُجَّةُ قَبْلَ الْخَلْقِ وَمَعَ الْخَلْقِ وَبَعْدَ الْخَلْقِ

لہٰذا آدمؑ پہلے تھے آدمی بعد میں پیدا ہوئے۔ اور جب تک آدمی رہیں گے قیامت کبریٰ نہیں آئے گی اُس وقت تک حجت خدا بھی رہے گی یا نبی یا نبی کا وصی اور حدیث میں ہے ہماری اصول کافی میں ہے کہ:۔

لَوْ لَمْ یَبْقَ مِنَ الدُّنْیَا اِلَّا اِنْسَانِ

اگر کوئی ایسا وقت آ جائے پورے رُوزمین پر دو بندے زندہ رہ جائیں، باقی سب فنا ہو جائیں تو یقین رکھنا کہ اُن دو میں سے بھی ایک حجت خدا ہو گا۔ کیونکہ اُس کے بغیر ایک بندہ بھی زندہ نہیں رہ سکتا۔ شاعر کہتا ہے:۔

قدم سے مہدی دین کے زمین قائم ہے پائی پر
قرارِ دُنیا کی کشتی کے لنگر ایسے ہوتے ہیں

لہٰذا امام زمانہ کے وجود کا ادنیٰ فیض ہے کہ دُنیا کا نظام چل رہا ہے، خالق چلا رہا ہے لیکن حجت خدا کے ساتھ اِس کا ربط ہے اگر حجت خدا سے زمین ایک لمحہ کے لیے خالی ہو جائے، آسمان کا شامیانہ ٹوٹ کر فرش زمین پر گر جائے گا اور زمین اپنے اہل کو لے کر پانی میں دھنس جائے گی۔ لہٰذا قیامت اپنے وقت پر آئے گی اور سب سے آخر میں جو موت کا ذائقہ چکھے گا وہ حجتِ خدا ہوگا۔

(صلوات)

مصائب شہادت حضرت قاسم ابن امام حسن علیہ السلام

میرے دوستو، عزیزو! کل تک میں نے وہ شہادتیں پڑھی ہیں جن کا تعلق واقعہ کربلا تک تھا۔ جناب سیدہؑ کے مصائب، جناب امیر المومنینؑ کی شہادت، جناب امام حسن مجتبیٰؑ کی شہادت۔ آج میں چاہوں گا کہ کربلا کی شہادتیں شروع کر دی جائیں۔ لیکن کل والے شہید کے لختِ جگر جناب قاسم ابن حسنؑ سے ابتداء کروں۔ جب جناب جعفر طیارؑ کی اولاد کی قربانیاں پیش ہو چکی، تو جناب قاسم جو تیرہ سال کے شہزادے تھے ابھی سن بلوغ میں قدم بھی نہیں رکھا تھا۔ وہ اپنے چچا بزرگوار حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ کہنے لگے چچا جان مجھے مرنے کی اجازت دی جائے۔ امامؑ نے اپنے بھائی کی نشانی کو جب دیکھا اُن کو گلے لگا لیا۔ اور تاریخ کے لفظ ہیں اتنا چچا بھتیجا مل کے روئے کہ اُن پر غشی کی کیفیت طاری ہو گئی۔ اُس کے بعد فرمایا بیٹا تم اپنے پاؤں سے چل کر موت کے منہ میں جانا چاہتے ہو۔ شہزادے نے عرض کیا چچا جان آپ کی غربت و تنہائی مجھ سے دیکھی نہیں جا سکتی لہٰذا منتیں اور سماجتیں کر کے، ہاتھ

پاؤں کو بوسہ دے کر شہزادے نے اجازت مانگی۔ امام عالی مقامؑ نے جب مجبوراً اجازت دی تو اپنے ہاتھ سے سر پر عمامہ باندھا اور اُس کے دو حصے جو ہیں سینے پر یوں رکھے جس طرح کفن پہنایا جاتا ہے۔ تلوار پہلو میں لٹکائی، اپنے ہاتھوں سے تیار کر کے شہزادے کو میدان جنگ کی طرف بھیجا۔

اب شہزادہ تین دن کا بھوکا بھی ہے، پیاسا بھی ہے۔ تیرہ سال کا شہزادہ ہے لیکن علیؑ کے پوتے نے شجاعت کے وہ جوہر دکھائے ایک روایت کے مطابق پینتیس ناریوں کو اور دوسری روایت کے مطابق ستّر ناریوں کو واصل جہنم کر چکا نُوفل ابن ارزق ملعون کے پاس سے جب شہزادہ گزرنے لگا تو اُس نے ایسا تلوار کا وار کیا کہ شہزادہ زین گھوڑے پر سنبھل نہ سکا، فرش زمین پر آیا اور آتے ہوئے آواز دی یا اعم! چچا بزرگوار میری خبر لو۔ امامؑ عالی مقام اس طرح پہنچے جس طرح شکرا اپنے شکار پر پہنچتا ہے۔ لیکن دیکھا کہ شہزادہ ایڑیاں رگڑ رہا ہے، سر کے دو ٹکڑے ہو چکے ہیں، خون سے لاش لت پت ہے امام نے روتے ہوئے فرمایا بیٹا قاسم تیرے چچا کے لیے بہت بڑی شاق بات ہے، بڑی مشکل بات ہے کہ تو اُس کو بلائے اور وہ لبیک نہ کہہ سکے۔ اور جب وہ لبیک کہتے ہیں تو تمہیں کوئی فائدہ نہ پہنچا سکے، تجھے موت کے منہ سے نہ بچا سکے۔ اُس کے بعد جب شہزادہ دم توڑ گیا تو امامؑ عالی مقام نے باوجود پیرانہ سالی کے زمین پر بیٹھ گئے اپنے بھتیجے کو دونوں ہاتھوں سے بلند کیا اور خیموں کی طرف لے کر چلے۔

مؤرخین نے لکھا کہ شہزادے کو اٹھا کے لا رہے تھے پر اُن کے پاؤں زمین پر خط دیتے ہوئے آرہے تھے۔ چنانچہ گنج شہداء میں اپنے مظلوم بھتیجے کی لاش رکھ دی اور جب مخدرات عصمت و طہارت کو پتہ چلا کہ قاسم شہید ہو گیا

تو اتنا شور گریہ بلند ہوا کہ کان پڑی آواز نہیں سنائی دیتی تھی۔

اَلَا لَعْنَتُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰالِمِیْنَ وَ سَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ۔ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا عَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ

پانچویں مجلس

دین اسلام

سرکار صدر المحققین سلطان المتکلمین حجۃ الاسلام والمسلمین

حضرت علامہ الشیخ محمد حسین النجفی

مدظلہ العالی علیٰ رؤس المومنین

دین اسلام

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَى الْاَشْرَفِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَ اَهْلِ بَيْتِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ الْمَعْصُوْمِيْنَ۔

اَمَّا بَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى فِيْ كِتَابِ الْمُبِيْنَ وَهُوَ اَصْدَقُ الصَّادِقِيْنَ:۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ (آل عمران آیت ۱۹) و قال فی المقام الآخر وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۸۵﴾ (آل عمران) (صلوات)

خالق کائنات، مالک موجودات کے اِس فرمان، واجب الاحترام کا ترجمہ اور ما حاصل یہ ہے۔ کہ خدا فرماتا ہے تمام کائنات کے دینوں اور مذہبوں میں سے جو دین اللہ کا بنایا ہوا ہے وہ جو اُس کا پسندیدہ دین ہے، اُس کی بارگاہ میں قابل قبول دین ہے اور دین و دُنیا کی کامیابیوں اور کامرانیوں کا دین ہے اُس کا نام صرف اسلام ہے۔ لہٰذا جو شخص، جو قوم و قبیلہ دین اسلام کو چھوڑ کر کوئی بھی اور دین اختیار کرے گا تو وہ جزاء و سزا والے دن یعنی قیامت والے دن اُس کا دین ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور اُس کو نقصان اُٹھانا پڑے گا، خسارہ برداشت کرنا پڑے گا، اور اپنے کیے پر پچھتانا پڑے گا، اور ظاہر ہے اُس دن

کا پچھتاوا کوئی فائدہ نہیں دے گا۔ آج موقع ہے، آج محل ہے، آج وقت ہے کہ سوچ سمجھ کے دین و مذہب اختیار کرو۔ (صلوات)

دین اسلام

میرے عزیزو، دوستو، بزرگو! سلسلہ کلام حقیقت اسلام کے بارے میں جاری تھا کہ حقیقی معنوں میں اگر مسلمان بننا ہو، نام کا مسلمان نہیں، خاندان کا مسلمان نہیں کیونکہ نام پر کچھ خرچ نہیں ہوتا، وہ ماں باپ نام رکھ دیتے ہیں، خاندان پر بھی کچھ خرچ نہیں کرنا پڑتا وہ اللہ کی مرضی جس خاندان میں چاہے پیدا کر دے۔ البتہ کام کا مسلمان بننا ہو تو پھر کوئی محنت کرنی پڑتی ہے، جدو جہد کرنی پڑتی ہے، کدّو کاوش کرنی پڑتی ہے پہلے اسلام کو سمجھنا پڑتا ہے پھر اپنی زندگیوں پر اسلام کو نافذ کرنا پڑتا ہے۔

تو لہٰذا هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ (سورہ الحج)

اللہ نے ہر کلمہ گو کا نام مسلمان رکھا ہے۔ لیکن حقیقی مسلمان بننا ہمارے اختیار میں ہے، اللہ کی توفیق بھی تب شامل حال ہوتی ہے۔ کہ جب بندہ کوئی کام کرنے کا عزم بالجزم کر لے۔ جب آدمی ارداہ کرتا ہے خالق کائنات کی توفیق شامل حال ہوتی ہے اور پھر آدمی آسانی کے ساتھ وہ کام کر گزرتا ہے۔

تو لہٰذا عرض کیا تھا اور بار بار عرض کیا۔ کہ دینِ اسلام چند اجزاء کے مجموعے کا نام ہے۔ اِس کے اجزائے ترکیبی میں کچھ عقائد آتے ہیں، کچھ اعمال وعبادات ہیں، کچھ انسانی تعلقات و معاملات ہیں، کچھ تمدنیات و معاشرتیات ہیں، کچھ معاشیات وسیاسیات ہیں۔ جب سارے اجزاء اکٹھے ہو جائیں تو اِن سب کے مجموعے کا نام ہے دین اسلام۔

عقیدہ قیامت

آج عقائد میں سے آخری عقیدہ میں بیان کرنا چاہوں گا۔ جس کا نام ہے عقیدہ قیامت، اور قیامت کے بعد پھر مُجھو کیں فناء کی ہیں۔ (صلوات)

میرے دوستو، عزیزو، بزرگو! قیامت کی لمبی چوڑی مباحث ہیں۔ کیونکہ قیامت کا دن کہنے میں تو کوئی دیر نہیں لگی، قیامت کا دن، ہم سمجھتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ وہ دن پندرہ سولہ گھنٹے کا ہوگا یا بقول کہیں چھ مہینے کی رات ہوتی ہے چھ مہینے کا دن۔ شاید وہ چھ مہینے کا دن ہوگا۔ لیکن اللہ کا قرآن کہتا ہے کہ قیامت والا دن دُنیا کے حساب و کتاب کے مطابق پچاس ہزار سال کا ایک دن ہوگا۔ پچاس ہزار سال کے دن کی تفصیلات بیان کرنے کے لیے:۔

سفینہ چاہیے اِس بحرِ بے کراں کے لیے

نہ میرے پاس وقت ہے، نہ آپ کے پاس وقت ہے، نہ اُس کی تفصیلات میں جانے کی ضرورت ہے۔ البتہ جو باتیں ضروری ہیں وہ انشاء اللہ میں ایک گھنٹے کے اندر اندر بیان کر دوں گا اور اگر اُس کے مطابق ہم عمل کریں گے تو انشاء اللہ قیامت کے امتحان میں کامیاب و کامران ہو جائیں گے۔ (صلوات)

قیامت کیا ہے؟

قیامت کا مطلب یہ ہے کہ جب قیامت کا دن آئے گا، یہ سارا نظام کائنات لپیٹ کے رکھ دیا جائے گا۔ آسمان کا شامیانہ ٹوٹ کے زمین پہ گر پڑے گا، چاند اور سورج کی روشن قندیلیں جو ازل سے روشن ہیں قیامت تک روشن رہیں گی یہ بے نُور ہو جائیں گی۔ بڑے بڑے اُونچے پہاڑ کوہِ ہمالیہ جیسے دُھنکی ہوئی کپاس کی طرح فضائے محیط میں اُڑ جائیں گے، زمین کا نقشہ بدل جائے گا، ساری کائنات میں ادل بدل ہو جائے گا اللہ فرماتا ہے:۔

إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ ۞ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا أَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَىٰ وَمَا هُم بِسُكَارَىٰ وَلَٰكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ ۞ ۔ (سورہ الحج)

جب قیامت کا زلزلہ آئے گا اور ہر چیز دوبالا ہو جائے گی، تو تم دیکھو گے کہ دودھ پلانے والی عورتیں اپنے لاڈلے بچوں سے غافل ہو جائیں گی، حاملہ عورتوں کے حمل گر جائیں گے، اور لوگوں کو یوں دیکھو گے کہ جس طرح کوئی نشے میں مخمور آدمی بے ہوشوں کی طرح اِدھر اُدھر چکر لگاتا ہے، لوگ اِدھر اُدھر گھوم رہے ہوں گے، حواس باختہ ہوں گے لیکن اُنہوں نے کوئی منشیات استعمال نہیں کی ہو گی۔ اللہ کا عذاب اتنا سخت ہو گا کہ لوگ حواس کھو بیٹھیں گے۔ (نعرہ)

قیامت کی غرض وغایت

یہ ہے قیامِ قیامت کا اجمالی نقشہ جو قرآن کی سورتوں کی روشنی میں، میں نے بڑے اختصار کے ساتھ آپ کے سامنے کھینچ دیا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ قیامت کی ضرورت کیا ہے؟ قیامت کا عقیدہ رکھنا اصولِ اسلام میں کیوں شامل ہے؟ اور ضروریاتِ دین میں کیوں داخل ہے؟ اُس کی وجہ ظاہر ہے تفصیلات میں جانے کا وقت نہیں۔ اجمالاً عرض کروں گا جب بھی کوئی دُنیا کا بادشاہ اپنے ملک کے نظم و نسق سنبھالنے کے لیے کوئی قانون بناتا ہے تو ظاہر ہے کہ قانون کی پابندی کرنے والوں کو جزاء دی جاتی ہے اور قانون کو توڑنے والوں کو سزا دی جاتی ہے۔ جب دُنیا کا اصول ہے کہ ہر بادشاہ اپنے بنائے ہوئے قانون کی پیروی کرنے والوں کو جزاء دیتا ہے اور مخالفت کرنے والوں کو سزا دیتا ہے۔ اللہ تو عادل ہے ماننا پڑتا ہے کہ خالقِ کائنات نے بھی عدالت کے لیے ایک دن مقرر کر رکھا ہے۔ کہ جو نیکی کریں گے قانونِ الٰہی کا

احترام کریں گے اُس کے مطابق زندگیاں گزاریں گے اُن کو بہشت کی شکل میں جزائے خیر عطا فرمائے گا اور جو قانون شکنی کرتے رہیں گے، اللہ کے قانون کو ہاتھ میں لے کر مرضی کے مطابق زندگیاں گزاریں گے اُن کو جہنم میں جھونک کر خالق اُن کو سزا دے گا۔ ایک وجہ تو یہ ہے قیامت کے برپا کرنے کی۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ عادل حقیقی کے ملک میں ہمارا روزمرّہ کا مشاہدہ ہے ہم دیکھ رہے ہیں کہ ظلم کا دور دورہ ہے، انصاف ڈھونڈنے سے بھی ملتا نہیں ہے۔ کئی لوگ بے قصور مارے جاتے ہیں، مقتول کے وارث عدالتوں کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں، اُدھر اُن کی شنوائی نہیں ہوتی، کیونکہ آج کے دور میں جس ملک میں جاؤ انصاف حاصل کرنے کے لیے طاقت ضروری ہے یا پیسہ ضروری ہے۔ لہٰذا جن کے پاس طاقت ہے وہ ڈرا دھمکا کر انصاف حاصل کر لیتے ہیں۔ جن کے پاس پیسہ فراوانی کے ساتھ ہے وہ پیسہ خرچ کر کے انصاف حاصل کر لیتے ہیں، لیکن جن غریبوں کے پاس پیسہ نہیں، طاقت بھی نہیں رونا دھونا اُن کا مقدر بن جاتا ہے۔ مقتولین قتل ہو گئے، وارث رو رہے ہیں اُن لوگوں کے، مظلوموں کی عزتیں لوٹی گئیں، لوٹنے والے دندنا رہے ہیں لٹنے والے رُو دُھو رہے ہیں، جن کے مالوں پہ ڈاکے ڈالے گئے، جن کے مال چرائے گئے، جن کی جائیدادوں پہ ناجائز قبضے کیے گئے، قبضہ گروپ دندنا رہا ہے، عیش وعشرت کر رہا ہے اور لٹنے پٹنے والے بچارے رو دُھو رہے ہیں کہ جن کو دُنیا کی عدالتوں نے انصاف مہیا نہیں کیا، اگر خالق کائنات بھی اُن مظلوموں کی دادرسی نہ کرے، تو پھر سچ بتاؤ کہ اللہ کو عادل کون کہے گا؟ اِس لیے عقل کا تقاضا یہ ہے، عدل وانصاف کا تقاضا یہ ہے کہ خالق کائنات ایک دن مقرر کرے کہ ظالموں کو، ڈکیتوں کو، قاتلوں کو، زانیوں

کو، مردم آزاروں کو، قانون کے شکنجے میں اِس طرح جکڑے کہ کوئی چھڑا نہ سکے، اور اِس طرح پکڑے کہ کوئی بچا نہ سکے تا کہ مظلوموں کی دادرسی ہو سکے۔ اِسی بنا پر کسی شاعر نے کہا تھا:

قریب ہے یارو روزِ محشر چھپے گا کُشتوں کا خون کیوں کر
جو چپ رہے گی زبان خنجر لہو پکارے گا آستیں کا

(صلوات)

لہٰذا عقل کا تقاضا بھی یہ ہے، عدل کا اقتضاء بھی یہی ہے، خالق اکبر کی عدالت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ عدل والا دن ہونا چاہیے۔ اِس لیے خالق کائنات فرماتا ہے کہ:۔

اِنَّ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ ﴿۴۹﴾ لَمَجْمُوْعُوْنَ ۙ اِلٰی مِیْقَاتِ یَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۵۰﴾ (سورہ الواقعہ)

ایک دن آنے والا ہے کہ تمام اوّلین و آخرین کو اکٹھا کیا جائے گا تا کہ اُن کے عملوں کی اُن کو جزاء دی جائے یا اُن کو سزا دی جائے ھٰذَا یَوْمُ الْفَصْلِ۔ اللہ فرماتا ہے قیامت کا دن کیا ہے؟ یہ عدل و انصاف والا دن ہے، یہ فیصلے والا دن ہے، یہ فیصلہ کرنے کا دن ہے: جمعانکم والاولین و آخرین۔ میں نے تم لوگوں کو اکٹھا کیا ہے اور تمہارے پہلے لوگوں کو بھی، جناب آدمؑ تک اور جناب آدمؑ سے پہلے بھی اگر کوئی مخلوق تھی عقل مند مخلوق تھی تو اُنکو بھی، سب کو خالق کائنات میدان محشر میں اکٹھا کرے گا، پھر سب کا حساب و کتاب لے گا۔ کامیاب ہونے والوں کو جاگیر جنت کا پلاٹ دیا جائے گا اور ناکام، نامُراد، ناشاد رہنے والوں کو وہ چاہیں یا نہ چاہیں پکڑ کے جہنم کے حوالے کردیا جائے گا۔ (صلوات)

روزِ قیامت

یہاں اتنا عرض کرتا جاؤں تاکہ قیامت کے تصوّر کی تلخی ذرا کم ہو جائے۔
(نعرہ)

اِس مومن کے دل و گردے کی داد دینی چاہیے کہ قیامت کے شدائد سن کر بھی نعرہ لگانے کی ہمت کر رہے ہیں ورنہ موت کا ذکر ہو یا قیامت کا تو ہماری سانسیں بھی رُک جاتی ہیں، نعرہ لگانا تو دُور، دُرود پڑھنا بھی بھول جاتے ہیں۔

بہر حال علیؑ والے حوادث روزگار سے گھبراتے نہیں ہیں:

واجب ہے طوفاں سے دامن بچانا
علیؑ کے محبوں کی عادت نہیں ہے

تو میں عرض کر رہا تھا کہ قیامت والا دن پچاس ہزار سال کا دن ہوگا، تپش سے بچنے کا کوئی انتظام نہیں ہوگا۔ سوائے لواء الحمد کے۔ ایک جھنڈا ہے جس کے بارے میں پیغمبر اکرمؐ فرماتے ہیں ایک پھریرا مشرق تک پھیلا ہوا ہوگا، دوسرا مغرب تک۔ جو اُس کے سائے کے نیچے آ جائے گا وہ قیامت کی تپش سے بچ جائے گا، قیامت کی گرمی سے بچ جائے گا۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ وہ علم اللہ نے پیدا کیا ہے تو ملکیت کس کی ہے؟ پیغمبر اکرمؐ نے خوش ہو کر فرمایا کہ اللہ نے پیدا کر کے وہ جھنڈا لواء الحمد میری ملکیت قرار دیا ہے۔ یا رسول اللہ یہ بھی فرماتے جائیں کہ اُس علم کا اُٹھانے والا کون ہوگا؟ پیغمبر اکرمؐ نے جو جواب دیا اُس کا لُبِ لباب یہ تھا کہ دُنیا میں میرے جنگوں میں دیکھ لو، جو ہر جنگ میں میرا علمبردار ہوتا تھا وہی حیدر کرارؑ قیامت کے دن اُس علم کا علمبردار ہوگا۔ (نعرہ)

لہٰذا انشاء اللہ امید ہے لجپال ہماری لاج رکھیں گے اور قیامت کی تپش

سے ہم بچ جائیں گے۔ باقی رہ گئی یہ بات کہ پورے میدان حشر میں کوئی پینے کا انتظام نہیں ہوگا، سوائے حوض کوثر کے۔ حوض کوثر کتنا بڑا ہے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں جس میں اربوں، کھربوں پینے والے ہوں وہ حوض کتنا بڑا ہوگا۔ پیغمبر اکرمؐ سے پوچھا گیا کہ اُس کا پانی جو ہے اُس کا ذائقہ کیسا ہے؟ فرمایا شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا برف سے زیادہ ٹھنڈا ہوگا اور گلاب کے پھول سے زیادہ خوشبو دار ہوگا۔ جو ایک پیالہ پی لے گا پھر اُس کو پھر زندگی بھر پیاس نہیں لگے گی۔ یا رسول اللہ اُس کا خالق اللہ ہے مالک آپ کو بنایا ہے، پیالے بھر بھر کے پلانے والا کون ہوگا؟ فرمایا ساقی حوض کوثر وہی ہوگا جس کو ساقی حوض کوثر علیؑ ابن ابی طالبؑ کہتے ہیں۔ (نعرہ)

تو لہٰذا کچھ تلخی کم ہوگئی انشاء اللہ بغیر ولی وارث کے نہیں ہوں گے۔ پلانے والے ہیں تو اپنے امامؑ لواء الحمد کا جھنڈا اُٹھانے والے ہیں تو اپنے مہربان۔ انشاء اللہ ہم غریبوں کو بھی کوئی پانی کا گھونٹ مل جائے گا اور سایہ بھی لواء الحمد کا نصیب ہوجائے گا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اُس کا حساب وکتاب کیسے ہوگا؟ میدان محشر کا انتظام کیسے ہوگا، کیسے اکٹھے ہوں گے اِس کے بارے میں، میں مختصر عرائض پیش کروں گا۔ (صلوات)

جنت اور جہنم

عرض کرتا جاؤں جہاں تک کفار کا تعلق ہے اللہ نے قرآن میں فیصلہ کر دیا کہ "اِنَّ اللهَ حَرَّمَ عَلَى الْكَافِرِيْنَ" جنت اور جنت کی نعمتیں کافروں کے لیے ہمیشہ کے لیے حرام "اِنَّ اللهَ حَرَّمَ اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْن" اور جہاں تک مشرکوں کا تعلق ہے:۔

مَنْ يُّشْرِكْ بِاللهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ (سورہ المائدہ آیت ۷۲)

جو مشرک ہیں اُن پر جنت کا داخلہ حرام، جنت کی نعمتیں حرام اور جہاں تک منافقوں کا تعلق ہے:۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ (سورہ النساء آیت ۱۴۵)

کافر بھی جہنم میں جائیں گے، مشرک بھی جہنم میں جائیں گے لیکن اُن کے نیچے جو طبقہ ہوگا اُس کو منافق کہتے ہیں۔ اُن کا عذاب وعتاب کافروں سے بھی زیادہ سخت ہوگا اور مشرکوں سے بھی زیادہ سخت ہوگا۔ تو پتہ چلا کہ جہاں تک بے ایمانوں کا تعلق ہے، جہاں تک غیر مسلمانوں کا تعلق ہے کوئی کافر ہو یا مشرک ہو یا منافق اُن کے جنت میں جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوسکتا۔ باقی رہ گئے اہل اسلام اور اہل ایمان اُن کا حساب و کتاب ہوگا۔ معصومینؑ سے پوچھا گیا کہ مولاؑ کیا حساب و کتاب ہوگا؟ فرمایا سب سے پہلے عقائد کے بارے میں سوال و جواب ہوگا۔ توحید کے بارے میں، عدالت باری کے بارے میں، نبیوں کی نبوت کے بارے میں خصوصاً خاتم الانبیاء والمرسلین کی نبوت خاتمیہ کے بارے میں، علیؑ اور اولاد علیؑ کی ولایت، امامت، خلافت، وراثت کے بارے میں اور عقیدہ قیامت کے بارے میں۔ جب آدمی صحیح جواب دے دے گا پھر واجبات شریعت کے بارے میں سوال ہوگا۔ واجبات جو شریعت نے واجب کے تھے وہ ادا کیے تھے یا نہیں، پھر محرمات کے بارے میں سوال کیا جائے گا کہ جن چیزوں کو خالق اکبر نے دین اسلام میں حرام قرار دیا تھا اُن سے دامن کو بچایا تھا کہ نہیں، پھر اُس کے بعد باقی سوال ہوں گے کچھ اللہ کے حقوق کے بارے میں، کچھ لوگوں کے حقوق کے بارے میں۔ جہاں تک اللہ کے حقوق کا تعلق ہے، وہاں اللہ کا فضل و کرم بھی شامل ہوسکتا ہے انبیاء و مرسلین اور آئمہ طاہرینؑ کی شفاعت بھی ہوسکتی ہے اور اُس کے علاوہ گناہوں کی سزا

بھگتنے کے بعد جنت الفردوس میں داخلے کا امکان بھی ہے لیکن جو کفار ہیں، مشرکین ہیں یا منافقین۔ اُن کے جنت میں داخلے کا کوئی امکان نہیں ہے۔

لہٰذا واجبات کے بارے میں جب پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پوچھا گیا کہ پہلے کس واجب کے بارے میں سوال ہوگا۔ تو پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا:۔

اَوَّلُ مَا یُسْئَلُ مِنَ الْعَبْدِ اَلصَّلٰوۃ اِنْ قُبِلَتْ قُبِلَ سِوَاھَا وَاِنْ رُدَّتْ رُدَّمَا سِوَاھَا۔

اعمال کی قبولیت کا دارومدار

جہاں تک اعمال کا تعلق ہے، واجبات کا تعلق ہے تو سب سے پہلا سوال نماز کے بارے میں کیا جائے گا۔ اگر نماز قبول ہوگئی تو سارے عمل قبول ہو جائیں گے اور اگر خدانخواستہ ہزار بار نخواستہ نماز مردود ہوگئی، نماز رد ہوگئی، یا پڑھی نہیں گئی تھی یا نامہ اعمال میں درج ہی نہیں تھی تو باقی سارے عمل رد کر دیے جائیں گے۔ یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اِس حدیث میں ہے کہ پہلا سوال نماز کے بارے میں کیا جائے گا اگر نماز قبول ہوگئی تو باقی عمل بھی قبول، نماز رد ہوگئی تو سارے عمل مردود۔ لیکن اُدھر روایات آل محمدؑ چھلک رہی ہیں کہ آل محمدؑ کی ولایت کے بارے میں سوال ہوگا اگر ولایت آل محمدؑ ہے تو سارے عمل قبول، اور اگر ولایت نہیں ہے تو سارے عمل فضول۔ میں کہتا ہوں دونوں میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ نماز پر باقی فرائض کا انحصار ہے کہ نماز قبول ہے تو زکوٰۃ و خمس بھی قبول ہوں گے اور جہاد اور حج بھی قبول ہوں گے۔ لیکن ولایت آل محمدؑ وہ ہے کہ جس پر پورے دین کی قبولیت کا دارومدار ہے۔ (نعرہ)

اجرِ رسالت

کیونکہ آلِ محمدؑ کی محبت ہے اُجرِ رسالت۔ اگر اُجرت ادا نہیں کی گئی تو پھر نماز بھی غصبی، روزہ بھی غصبی، اسلام کے محکم قلعے میں داخلہ بھی غصبی، توحید کا اقرار کرنا غصبی، نبوت کا کلمہ پڑھنا غصبی اس لیے کہنے والے نے کہا تھا کہ:۔

زاہد تیری نماز کو میرا اسلام ہے (پر یاد رکھ)
بے حُبِ اہلِ بیت عبادت حرام ہے

لہٰذا پورے دین اسلام کی قبولیت کا دار و مدار ولایت محمدؐ و آلِ محمد علیہم السّلام پر ہے۔ اصولِ دین ہوں یا فروعِ دین پورا دین اُس وقت تک قابلِ قبول نہیں ہوسکتا جب تک اُس میں آلِ محمدؑ کی ولایت شامل نہ ہو۔ لہٰذا سارے اعمال سے افضل عمل، ساری عبادات سے افضل عبادت وہ ولایت سرکار محمدؐ و آلِ محمد علیہم السّلام ہے۔ جس کے بغیر نہ کوئی عقیدہ قبول ہوتا ہے نہ کوئی عمل قبول ہوتا ہے، نہ کوئی حق اللہ قبول ہوتا ہے، نہ کوئی حق الناس قبول ہوتا ہے۔ لہٰذا سب سے پہلا سوال وہ ولایت آلِ محمدؑ کے بارے میں ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں تک "ینابیع المودت" کتاب کا تعلق ہے، "مودت القرباء ہمدانی" کا تعلق اُس میں لکھا ہے کہ:۔

عُنْوَانُ صَحِيْفَةُ الْمُؤْمِنَ وَلَايَتُ عَلِي ابْنِ اَبِي طَالِبْ

جب لوگ اپنے اپنے نامہ اعمال کو لے کر میدانِ حشر میں اکٹھے ہوں گے تو اعمال کو تولنے سے پہلے، قبول یا رد کرنے سے پہلے اُس صحیفہ عمل کا عنوان دیکھا جائے گا، جس پر علیؑ ولی کی مہر لگی ہوئی ہوگی، جس کا عنوان ولایت علیؑ ابن ابی طالبؑ ہوگا اُس نامہ اعمال کو کھولا بھی جائے گا، تولہ بھی جائے گا، اُس بندے کا حساب و کتاب بھی لیا جائے گا۔ اور جس بندے کے

نامہ اعمال پر ولایت علیؑ کی مہر نہیں لگی ہوگی اُس کو پکڑ کر اُس کے مقام کی طرف بھیج دیا جائے گا۔ (صلوات)

نامہ اعمال

لہٰذا یہ ہمارے کراماً کاتبین جو ہمارے اعمال لکھ رہے ہیں دائیں طرف والا ہماری نیکیاں لکھتا ہے اور بائیں طرف والا فرشتہ ہماری بدیاں اور بُرائیاں لکھتا ہے۔ قیامت والے دن یہی دفتر، لکھی ہوئی کاپیاں مومن کے دائیں ہاتھ میں تھمائی جائیں گی اور منافق اور بے ایمان جن کا ایمان کمزور ہو گا یا ہوگا ہی نہیں اُن کے اعمال بائیں ہاتھ میں دیے جائیں گے۔ اللہ حساب یوں لے گا فرمائے گا پڑھے لکھوں کو بھی جو پڑھے لکھے ہیں وہ تو پڑھے لکھے ہیں، جو اَن پڑھے ہوں گے دُنیا میں اُن کو بھی خالق طاقت دے گا کہ پڑھنے لگ جائیں۔ تو اب حکم ہوگا اِقْرَاْ کِتَابَ۔ آج اپنے نامہ اعمال کو پڑھتا جا اور اپنا حساب و کتاب کرتا جا پھر خود ہی فیصلہ کر جو کام دُنیا میں کر کے آرہا ہے، اُن کاموں کی روشنی میں تو جنت میں جانے کا حق دار ہے یا جہنم میں گرم شعلوں میں جلنے کا سزاوار ہے۔ جب لوگ دیکھیں گے تو قرآن گواہ ہے کہ پہلا تاثر تو یہ ہوگا:۔

مَالِهٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا۔

اِس کتاب کو کیا ہو گیا، اِس نے ہماری زندگی کا نہ کوئی بڑا گناہ چھوڑا ہے، نہ کوئی چھوٹا، نہ کوئی بڑا کرتوت چھوڑا ہے نہ کوئی چھوٹا،، نہ خلوت والا، نہ جلوت والا، نہ اندھیری کوٹھی والا، نہ کوئی چھت والا سب کو لکھ دیا ہے۔ لہٰذا جو بچارے شرم و حیاء کے پیکر ہوں گے وہ تو اقرار کر لیں گے اور جن کو عادت تھی ہمیشہ اُن کو پٹی پڑھائی جاتی ہے کہ چوری کا اقرار نہ کرنا، عدالت ہزار کوشش

کرے اقرار نہ کرنا، نہ قتل کا اقرار کرنا، نہ چوری کا کرنا، نہ ڈاکے کا کرنا وہ وہاں بھی مکر جائیں گے۔ بقول مرزا غالب:۔

پکڑے جاتے ہیں فرشتوں کے لکھے پر ناحق
آدمی اپنا کوئی ہمارا دم تحریر بھی تھا

یا اللہ فرشتے تیرے، انہوں نے رپٹ لکھی ہمارے خلاف تیرے حق میں، کوئی ہمارا گواہ ہے تو پیش کر۔

انسانی اعضا کی گواہی

اللہ گواہ پیش کرسکتا تھا لیکن فرماتا ہے جب بندے اس قدر بے حیا بن جائیں گے کہ اللہ کی سرکار میں بھی اپنے کیے پر پچھتانے کی بجائے مکرنے میں کامیابی سمجھیں گے:۔

اَلۡيَوۡمَ نَخۡتِمُ عَلٰۤى اَفۡوَاهِهِمۡ

ہم اُن کے مُنہ پر مہریں لگا دیں گے، زبانوں کو بند کر دیں گے:۔

وَتُكَلِّمُنَاۤ اَيۡدِيۡهِمۡ وَتَشۡهَدُ اَرۡجُلُهُمۡ بِمَا كَانُوۡا يَكۡسِبُوۡنَ﴿۶۵﴾

(سورہ یٰسں)

اُن کے ہاتھ بول بول کر گواہی دیں گے، اُن کے پاؤں گواہی دیں گے، اُن کے اعضاء و جوارح، بدن کے حصے بول بول کر گواہی دیں گے کہ یا اللہ یہ جھوٹ بک رہے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ اِنہوں نے یہ کرتوت کیے تھے اور ہمارے ذریعے کیے تھے بقول شاعر:

باغباں نے آگ دی جب آشیانے کو مرے
جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے

آج تو کہتے ہیں میرے ہاتھ، میری زبان، میرے کان، میرے پاؤں،

میرا بدن۔ جب اپنے بھی پرائے بن جائیں گے، اپنے عزیز بھی دشمن بن جائیں گے تو نجات کا راستہ کیا ہوگا؟ اِس مقام پر مجھے امام شافعی کا ایک قول نظر آتا ہے جو صاحب صواعق محرقہ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے۔ جب نامہ اعمال ہاتھ میرے ہاتھ میں تھمایا جائے گا اور میں اپنے کرتوت دیکھوں گا تو منکر نے کی بجائے میں دو کام کروں گا۔ جب میرا نامہ اعمال میرے ہاتھ میں تھمایا جائے گا میں اپنے گناہوں پر نگاہ ڈالوں گا تو میرے پاس سوائے دو کام کرنے کے نجات کا اور کوئی ذریعہ نہیں ہوگا ایک تو یہ کہ اپنے گناہوں کا اقرار کرلوں گا کہ یا اللہ میں ہوں گناہ گار تو ہے بخشن ہار، گناہ کرنا میرا کام، معاف کرنا تیرا کام اور دوسرا یہ کہوں گا کہ یا اللہ (یہ اہلسنت والجماعت کا چوتھا امام ہے) کہتا ہے میں جیسا بھی ہوں، میرا جو بھی کردار ہے وہ تجھ پر واضح ہے، نامہ اعمال میں لکھا ہوا ہے لیکن یا اللہ میں جیسا بھی ہوں آل محمدؑ کی ولایت کا تو قائل ہوں اُن کا صدقہ مجھے معاف کردے۔ (صلوات)

بروز قیامت شفاعت

تو بہرحال اللہ کرے ہم اِس قابل بن جائیں شفاعت نبیؐ بھی برحق ہے، شفاعت آل محمدؑ بھی برحق ہے، شفاعت انبیاء و مُرسلین بھی برحق ہے، علمائے اعلام اور مومنین کرام کی شفاعت بھی برحق ہے، شہداء و صدیقین کی شفاعت بھی برحق ہے لیکن آدمی اِس قابل ہو کہ شفاعت کرنے والے شفاعت کرسکیں۔ قرآن کی ایک آیت سناتا ہوں اِس سے پتہ چلتا ہے کہ کچھ ایسے نااہل بھی ہو گے کہ جن کو شفاعت کرنے والوں کی شفاعت نصیب نہیں ہوگی۔ وہ کون ہوں گے؟

فِیۡ جَنّٰتٍ ۟ؕ یَتَسَآءَلُوۡنَ ﴿۴۰﴾ عَنِ الۡمُجۡرِمِیۡنَ ﴿۴۱﴾ مَا سَلَکَکُمۡ فِیۡ سَقَرَ ﴿۴۲﴾

(سورۃ مدثر)

کہ جب جنتیوں، جہنمیوں کا فیصلہ ہو جائے گا جنتی جنت کے مزے لوٹ رہے ہوں گے، جہنمی جہنم میں گل سڑ رہے ہوں گے واویلے کا شور مچا رہے ہوں گے تو جنتی اُن سے پوچھیں گے کہ وہ کون سے کام تھے جو تم نے دُنیا میں کیے جس کے نتیجے میں جہنم میں گل سڑ رہے ہو۔ وہ مدثر گواہ ہے کہ جہنمی کہیں گے کہ ہمارے چند گناہ تھے جن کی وجہ سے ہم جہنم کے عذاب میں مبتلا ہیں۔ کیا گناہ تھے؟

قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ﴿۴۳﴾ (سورہ مدثر)

ایک تو یہ جب تک دُنیا میں زندہ رہے ہیں نماز نہیں پڑھتے تھے پہلا گناہ:۔

وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ﴿۴۴﴾

جو اللہ نے ہمارے مالوں میں غرباء و مساکین کا حق واجب کیا تھا وہ حق ادا نہیں کرتے تھے، غریبوں مسکینوں کو کھانا نہیں کھلاتے تھے، نہ زکوٰۃ دیتے تھے، نہ خمس ادا کرتے تھے اور:۔

وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ ﴿۴۵﴾

کھیلنے کودنے والوں کے ساتھ ہمیشہ کھیل کود میں لگے رہتے تھے اور چوتھا گناہ یہ تھا کہ:۔

وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴۶﴾

جب قیامت کا ذکر ہوتا تھا تو ہم مذاق اُڑاتے تھے کہ بابا، دادا بھی کہتے گئے کہ قیامت آئے گی آج تک نہیں آئی تو آئندہ بھی نہیں آئے گی۔ یہ ڈھکوسلے ہیں قیامت آئے گی تو جزاء ملے گی، سزا ملے گی۔ لہٰذا ہم قیامت کو جھٹلاتے تھے

حَتّٰۤى اَتٰىنَا الْيَقِيْنُ ﴿۴۷﴾

یہاں تک کہ یقیناً آنے والی موت آ گئی اور ہمارے گناہوں کی وجہ سے ہمیں جہنم میں ڈال دیا گیا۔ اللہ فرماتا ہے:۔

فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ ﴿۴۸﴾

ایسے بدبختوں کو شفاعت کرنے والوں کی شفاعت کوئی فائدہ نہیں دے گی۔ پتہ چلا کہ نماز نہ پڑھنا وہ جرم ہے کہ جس کی سزا عدم شفاعت ہے، زکوٰۃ و خمس نہ دینا وہ جرم ہے کہ شفاعت کرنے والے شفاعت نہیں کریں گے، قیامت کو جھٹلانا وہ جرم شرعی ہے کہ جس کے مرتکب کی شفاعت نہیں کی جائے گا۔ اللہ ان گناہوں سے بچائے۔ یہی وجہ ہے ہماری کتابیں چھلک رہی ہیں کہ صادق آل محمدؑ نے فرمایا:۔

لَا تَنَالُوْ شَفَاعَتُنَا مَنِ اسْتَخَفَّ الصَّلٰوۃِ

جو نماز کو معمولی سمجھ کے نہیں پڑھے گا ہم آل محمدؑ اُس کی شفاعت کبھی نہیں کریں گے۔ (صلوات)

اللہ کی دلیل سب دلیلوں پر غالب ہے

یہاں یہ بھی عرض کرتا جاؤں جتنی وقت کے دامن میں گنجائش ہے چند منٹ ورنہ (سفینہ چاہیے اس بحر بے کراں کے لیے) تو عرض یہ ہے کہ قیامت کے دن جہاں اور معاملات پیش ہوں گے اُن میں سے ایک معاملہ یہ بھی ہے کہ اللہ فرماتا ہے:۔

فَلِلّٰهِ حُجَّةُ الْبَالِغَه

جو بندے عذر پیش کریں گے، بہانے پیش کریں گے، عذرہائے خام پیش کریں گے، میری دلیل سارے لوگوں کی دلیلوں پر غالب آئے گی۔ لہٰذا کوئی میرے سامنے بول نہیں سکے گا۔ چنانچہ روایات آل محمدؑ میں وارد ہوا ہے ایک بندے کو مقام حساب میں کھڑا کر کے پوچھا جائے گا کہ تو عالم تھا یا جاہل اگر وہ کہے گا میں عالم تھا تو اللہ فرمائے گا اپنے علم کے مطابق عمل کیوں نہ کیا؟

اِس کو پکڑ کر جہنم کے حوالے کر دو، دوسرا کہے گا میں تو جاہل تھا مجھے پتہ ہی نہیں تھا کہ دین کیا ہے؟ دین کے تقاضے کیا ہیں؟ تو ارشاد قدرت ہو گا هَلَّا تَعَلَّمْتَ اگر تو جاہل تھا تو جہالت کو دور کر کے علم کا جوہر کیوں نہ حاصل کیا؟ وہ لاجواب ہو جائے گا، پکڑ کے جہنم کے حوالے کر دیا جائے گا۔

کوئی عذر قابل قبول نہیں ہوگا

روایات آل محمدؑ میں وارد ہے علامہ مجلسیؒ نے "بحار الانوار" میں علامہ جزائریؒ نے "انوار النعمانیہ" میں یہ واقعات لکھے ہیں ایک حسینہ و جمیلہ عورت کو میدان حشر میں لایا جائے گا جس نے دُنیا میں زنا کاریاں کی تھیں، بدکاریاں کی ہوں گی۔ خالق اکبر پوچھے گا کہ تو نے کیوں دُنیا میں زنا کاریاں کیں؟ تو وہ کہے گی یا اللہ نہ تُو مجھے حسن جمال دیتا نہ میں گناہ کرتی، میں کیا کرتی گناہ تو میرے پیچھے چلتے تھے۔ خالق کائنات جناب مریم بتولؑ کو میدان حشر میں لائے گا اور فرمائے گا اے اپنے حسن و جمال پہ ناز کرنے والی عورت، اپنے گناہوں کا جواز پیش کرنے والی عورت، بتا تو زیادہ حسینہ تھی یا جناب مریمؑ زیادہ حَسینہ تھیں۔ وہ کہے گی مجھے تو کوئی نسبت ہی نہیں اُن سے۔ تو خدا فرمائے گا اگر جناب مریمؑ اپنے دامن کی حفاظت کر سکتی تھیں تو تُو بھی کوشش کرتی تُو اپنے دامن کو گناہوں کی آلودگی سے بچا نہیں سکتی تھی؟ وہ لاجواب ہو جائے گی اور اُس کو پکڑ کر جہنم کے حوالے کر دیا جائے گا۔ پھر ایک حَسین و جمیل آدمی کو میدان حشر میں لایا جائے گا۔ اُس سے خالق پوچھے گا میں نے تجھے حسن و جمال کی دولت دی تھی تُو نے یہ میرا شکریہ ادا کیا کہ تم نے میری نافرمانیاں کیں، زنا کاریاں کیں، بدکاریاں کیں۔ وُہ حَسین مرد کہے گا یا اللہ نہ تو مجھے حَسین بناتا، نہ جمیل بناتا، نہ خوبصورت بناتا، نہ میں گناہ کی دلدل میں پھنستا۔ یہ اللہ پر

ڈالے گا کہ تُو نے مجھے حسین بنا کے گناہ کرنے کا موقع دیا۔ خالق کائنات جناب یوسفؑ کو میدان حشر میں لائے گا اور پھر فرمائے گا اپنی شکل بھی دیکھ اور میرے یوسفؑ کا حُسن و جمال بھی دیکھ، تو پھر مجھے بتا کہ میرا یوسفؑ زیادہ حسین ہے یا تُو زیادہ حسین تھا؟ وہ کہے گا میرے حُسن کو جناب یوسفؑ کے حُسن و جمال سے کوئی نسبت ہی نہیں۔ تو پھر خالق فرمائے گا اگر وہ زنانِ مصر کے جھرمٹ میں رہ کر، زلیخا کے جال میں پھنس کر بھی اگر اپنے دامن عصمت کی حفاظت کر سکتا تھا تو تُو بھی اگر اِن کے نقش قدم پر چلتا تو اپنا دامن نہیں بچا سکتا تھا؟۔ وہ لاجواب ہو جائے گا اور اُس کو پکڑ کر جہنم کے حوالے کر دیا جائے گا۔ پھر ایک بادشاہ کو لایا جائے گا کہ تو نے میری نعمتوں کا یہ شکریہ ادا کیا۔ میں نے تجھے مال دیا، متاع دیا، جاہ دیا، جلال دیا، تُو نے میری نعمتوں کا یہ شکریہ ادا کیا کہ شیطان کی اطاعت کی اور میری نافرمانی کی۔ تو وہ کہے گا یا اللہ نہ مجھے مال و متاع دیتا، نہ جاہ و جلال دیتا، نہ میں گناہ کرتا۔ خالق کائنات حضرت سلیمانؑ نبی کو میدان میں لائے گا اور اُس شخص سے کہے گا کہ بتا تیرا جاہ و جلال زیادہ تھا یا میرے سلیمانؑ نبی کا جاہ و جلال زیادہ تھا؟۔ وہ اُن کو دیکھ کر شرما جائے گا اور کہے گا میرے جاہ و جلال کو حضرت سلیمانؑ کے جاہ و جلال سے کوئی نسبت ہی نہیں۔ تو ارشاد قدرت ہو گا اگر سلیمانؑ دین و دُنیا کا شہنشاہ ہو کر اپنے دامن کو گناہوں کی آلودگیوں سے بچا سکتا تھا تو بھی ہمت کرتا تو میری نعمتوں کا شکریہ ادا نہیں کر سکتا تھا؟۔ وہ لاجواب ہو جائے گا اور پکڑ کے جہنم کے شعلوں کے حوالے کر دیا جائے گا۔ پھر ایک غریب و نادار جس کے پاس نہ روٹی تھی، نہ کپڑا تھا، نہ مکان تھا۔ وہ چوریاں چکاریاں کر کے گزارہ کرتا تھا، ڈاکے ڈالتا تھا، فریب کاریاں کرتا تھا، دودھ میں پانی ملاتا تھا، اصلی گھی میں ڈالڈا ملا کے دولت کماتا تھا۔ اُس سے کہا

مجھے غریب جائے گا کہ تو نے میری نافرمانیاں کیوں کیں؟ وہ کہے گا یا اللہ! بناتا، نہ میں پاپڑ بیلتا۔ اُس وقت خالق کائنات جناب ایوبؑ کو میدانِ حشر میں لائے گا اور فرمائے گا کہ ذرا اِن کو دیکھ، اِن کی مصیبتیں زیادہ تھیں یا تیری مصیبتیں زیادہ تھیں؟ جن کے بارہ بیٹے بھی مر گئے، مال مویشی بھی مر گئے جسمانی طور پر بیمار بھی ہو گئے اور ساری مصیبتیں سہیں لیکن پھر بھی میرا شکر ادا کرتا رہا، میرے سامنے جھکتا رہا، میری عبادت و اطاعت کرتا رہا، تو اگر اِن کے نقش قدم پہ چلتا تو باوجود غریب ہونے کے میری اطاعت نہیں کر سکتا تھا؟ وہ لاجواب ہو جائے گا تو اُس کو پکڑ کے جہنم کے شعلوں کے حوالے کر دیا جائے گا۔ یہ مطلب ہے:۔

قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَة۔

میرا حبیب اعلان کر دو کہ اللہ کی دلیل کے سامنے کسی کی اپیل نہیں چل سکتی، کسی کی دلیل کارگر نہیں ہو سکتی، اللہ کی دلیل سارے لوگوں کیے دلائل پہ غالب ہے۔ اس لیے ہم اللہ کا فضل چاہتے ہیں:

عدل کریں تاں تھر تھر کنبن اُچیاں شاناں والے ہُو
فضل کریں تاں بخشے جاون مجھ ور گے منہ کالے ہُو

اس لیے حدیثوں میں بھی ہے اللہ سے کہا کرو، اللہ کی بارگاہ میں عرض کیا کرو کہ یا اللہ ہمارے ساتھ فضل و کرم کا سلوک کرنا، عدل و انصاف والا سلوک نہ کرنا۔ اگر تو نے عدل کیا تو ہم ہلاک ہو جائیں گے۔ تیری نعمتیں کُجا، ہماری ناشکریاں کُجا، تیرا فضل و کرم کُجا، ہمارا کفرانِ نعمت کُجا، تیرا فضل کُجا، ہمارا تمرد کُجا، تیری مہربانیاں کُجا ہماری سیاہ کاریاں کُجا، عدل نہ کرنا ورنہ ہم ہلاک ہو جائیں گے۔ ہمارے ساتھ فضل کا سلوک کرنا، کرم نوازی کرنا:۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ ط (سورہ المائدہ آیت ۵۴)

اگر اللہ فضل کرے تو پھر گناہ گار بھی بخشے جا سکتے ہیں۔ عدل کرے تو بڑے نیکو کار بھی پکڑے جا سکتے ہیں۔ (صلوات)

وقت سے فائدہ اٹھائیں

لہٰذا اتنا جو عرض کر دیا گیا قیامت کے بارے میں اتنا کافی بھی ہے وافی بھی اور کئی دل کی بیماریوں کے لیے شافی بھی ہے۔ اللہ ہمیں قیامت کے دن کے لئے تیاری کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

نیکی اور بدی کی جزاء وسزا

یادرکھو! اللہ کا قرآن گواہ ہے:۔

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝ (سورہ الزلزلۃ)

ایک رائی کے دانے کے برابر کوئی نیکی کر کے جائے گا اُس کی اُس کو جزا دی جائے گی اور اگر کوئی رائی کے دانے کے برابر بُرائی کر کے جائے گا اُس کی سزا اُس کو بھگتنا پڑے گی۔ اللہ کی سرکار میں دیر تو ہو سکتی ہے پَر اندھیر کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اللہ عادل ہے وہ عدل فرمائے گا اور جن کو دُنیا کی عدالتوں نے انصاف مہیا نہیں کیا، اللہ اُن مظلوموں کی دادرَسی کرے گا۔ اور معصومینؑ فرماتے ہیں (ختم کروں لیکن بات خود ذہن میں آ جاتی ہے تو دل چاہتا ہے کہ یہ بھی بیان کر دو، لیکن گھنٹہ مکمل ہو رہا ہے) معصومؑ فرماتے ہیں اللہ کے حق میں کوتاہی ہو جائے تو اللہ معاف کر سکتا ہے، بندہ بھی توبہ کر سکتا ہے۔ لیکن لوگوں کے حقوق اپنی گردن پر لے کر نہ آنا، بندوں کا حق معاف نہیں ہوگا۔ بندوں کا حق اگر بندے کی گردن پر ہوا تو معاف نہیں ہوگا۔ علامہ جزائریؒ نے "انوار النعمانیہ" میں کئی روائتیں لکھی ہیں۔ کہ اگر کسی ایک آدمی نے ایک دانک کے برابر (دانہ کہتے ہیں

درہم کا چھٹا حصہ اور درہم ہوتا ہے چاندی کا اور ساڑھے تین ماشے کا ہوتا ہے) تو دانک بنے گا تقریباً آدھے ماشے کا، آدھا ماشہ کسی کا دینا ہو، تو وہ غصب کر کے مر جائے یا چوری کر کے مر جائے، یا ڈاکہ ڈال کے مر جائے تو اُس غصب کرنے والی کی سات سَو نمازیں ایک دانک کے مقابلے میں اُس آدمی کو دے دی جائیں گی جس کا درہم اُس نے غصب کیا تھا۔ اور یہاں تک روایات آلِ محمدؑ موجود ہیں جو اللہ کے حساب و کتاب سے ڈر جائے جس کا دینا ہو وہ واپس کر دے اپنے آپ کو آزاد کر دے یا معافی مانگ لے کہ میں تیرا قرضہ ادا نہیں کر سکتا تو للہ مجھے معاف کر دے یا ادا کر دے۔ ایک درہم ساڑھے تین ماشے چاندی کے برابر یا آپ کے ملک میں ایک روپیہ سمجھ لو ایک روپیہ اگر کسی کا ادا کر دے خوفِ خدا سے متاثر ہو کر تو ہزار مہینوں کی عبادت سے افضل ہے، ہزار حج و عمرہ سے افضل ہے اور ہزار روزوں سے افضل ہے۔ ایک بندے کا ایک روپیہ اللہ کے خوف سے متاثر ہو کر واپس کر دینا۔

تو میرے عزیزو، میرے بزرگو! اللہ مجھے بھی توفیق دے اور آپ کو بھی توفیق دے موت کا کیا وقت مقرر ہے کیا پتہ:

سامان سو برس کا اور پل کی خبر نہیں

جن کا کوئی دینا ہے اپنے دامن کو صاف کر لو یا معاف کرا لو یا ادا کر لو۔ قیامت والے دن کوئی کسی کو معاف نہیں کرے گا۔ آج معافی بھی مانگی جا سکتی ہے، کچھ دے کر کچھ بخشوایا بھی جا سکتا ہے، آج ناک رگڑ کر معافی مانگی جا سکتی ہے، اور گٹے گوڈے پکڑ کے معاف کرایا جا سکتا ہے۔ لیکن قیامت والے دن ہر بندے کو طمع ہو گا، ہر بندے کو لالچ ہو گا کہ میری نجات ہو جائے کوئی کسی کو معاف نہیں کرے گا۔ اللہ کرے ہم مرنے سے پہلے حقوق الناس سے بھی

فارغ ہوجائیں اور حقوق اللہ کی ادائیگی سے بھی فارغ ہوجائیں۔ (صلوات)

مصائب　شہادت حضرت علی اکبرؑ

میرے دوستو، عزیزو! تھوڑا سا مؤرخین میں اختلاف ہے کہ جب تک ایک صحابی بھی امامؑ کا زندہ رہا، بنی ہاشم کا کوئی بچہ بھی شہید نہیں ہوا، کوئی مرد بھی میدان میں نہیں گیا۔ مخدرات عصمت وطہارت کی طرف کوئی میلی نگاہ بھی نہیں ڈال سکا۔

آل محمد میں سے پہلا شہید

دیکھنا یہ ہے کہ جب سارے یار و انثار جام شہادت نوش کر چکے تو آل محمدؐ میں سے سب سے پہلا شہید کون ہے؟ بعض علماء نے جناب عبداللہ ابن مسلم ابن عقیل کا نام لکھا۔ لیکن زیادہ تر علماء محققین کا رجحان اِس طرف ہے کہ سب سے پہلا شہید ہمشکل پیغمبر جناب علی اکبرؑ ہیں۔ یہ وہ علی اکبرؑ ہیں میں کہہ سکتا ہوں ساری کائنات اُن کے جوتے پر قربان کی جاسکتی ہے۔ امام حسینؑ نے سب کو روانہ کیا لیکن تاریخ کربلا کے اوراق گواہ ہیں میں نے تفصیل کے ساتھ سعادت الدارین میں اپنے قلم سے لکھا کہ جب حضرت امامؑ عالی مقام نے اپنے شہزادے کو رخصت کرنا چاہا تو زار و قطار رو بھی رہے ہیں اور اُن کے قد و قامت پہ نگاہ بھی ڈال رہے ہیں اور عرض کر رہے ہیں:-

اَللّٰھُمَّ اَشْھَدُ عَلٰی ھٰؤُلَآءِ الْقَوْمِ اے اللہ گواہ رہنا

قَدْ بَرَزَ اِلَیْھِمْ غُلَامٌ اَشْبَہُ النَّاسِ خَلْقًا وَ خُلْقًا وَ مَنْطِقًا بِرَسُوْلِكَ

جو شکل میں، شمائل میں، دلائل میں، صورت میں، سیرت میں، ساری کائنات سے زیادہ تیرے نبی کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے۔ ہم جب تیرے

نبی کی زیارت کے مشتاق ہوتے تھے تو علی اکبرؑ کے چہرے کی زیارت کر لیتے تھے یہ امام حسینؑ فرما رہے ہیں اپنے ہاتھوں سے تلوار پہلو میں لٹکوائی، گھوڑے پہ سوار کیا۔ شہزادہ جا رہا ہے امامؑ پیچھے سے دیکھ رہے ہیں، آیتیں پڑھ رہے ہیں۔

امتحان کا وقت

الغرض تفصیل میں جانے کا وقت نہیں علیؑ کے لال نے، علیؑ کے پوتے نے، علی الاکبر نے شجاعت کے وہ جوہر دکھائے، کہ ایک سو بیس ناریوں کو واصل جہنم کرنے بعد زخموں سے چُور، خون میں رنگین، گھوڑے کی باگیں موڑیں، اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:۔

یَا اَبَتَا: بابا جان اَلْعَطَشُ قَدْ قَتَلَنِیْ : پیاس نے مجھے مار ڈالا: وَ ثِقْلُ الْحَدِیْدِ اَجْهَدَنِیْ اب تو لوہے کے ہتھیار بھی نہیں اُٹھائے جا سکتے اور امام حسینؑ نے رو کر فرمایا بیٹا علی اکبرؑ یہ امتحان کا وقت ہے، میں کہاں سے پانی لاؤں؟ آپ کو پتہ ہے خیموں میں کوئی پانی نہیں ہے۔ آپ جائیں ابھی آپ کے جد نامدار آپ کو شراباً طہورا کا وہ جام پلائیں گے کہ پیاس بجھ جائے گی۔ چنانچہ شہزادہ زخمی حالت میں پھر میدان کی طرف گیا، اَسّی ناریوں کو واصل جہنم کیا جب دُو سو ناری واصل جہنم ہو چکے، شہزادہ حملوں پہ حملہ کر رہا تھا کہ ایک مرۃ بن منقذ ملعون کہتا ہے کہ سارے عربوں کے گناہ میری گردن پر، اگر میرے پاس سے شہزادہ گزرا تو اُس کے والد کو اس کے ماتم میں بٹھا دوں گا۔ چنانچہ شہزادہ جب اُس کے پاس سے گزرنے لگا، اُس ملعون نے تلوار کا ایک ایسا وار شہزادے کے سر اقدس پہ کیا کہ شہزادہ زین اسپ پہ سنبھل نہ سکا اور گھوڑے سے گرا اور۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَبَتَا بابا جان علی اکبر کا آخری سلام قبول ہو۔

امامؑ کے کانوں میں جب آواز پڑی تو امامؑ سوار ہوئے، اُدھر میدان جنگ کا رُخ کیا۔ ابھی چند قدم کا فاصلہ باقی تھا کہ امامؑ نے شدت غم سے متاثر ہو کر گھوڑے سے اپنے آپ کو گرا دیا۔ اب حالت یہ ہے کہ کبھی گرتے ہیں کبھی اُٹھتے ہیں، کبھی گرتے، کبھی اُٹھتے۔ جب شہزادے کڑیل جوان بیٹے کی لاش اطہر پہ پہنچے تو شہزادہ زمین پہ ایڑیاں رگڑ رہا تھا۔ امامؑ بھی زمین پہ دراز ہو گئے اور وَضَعَ خَدَّہٗ عَلٰی خَدِّہٖ اپنا رخسارہ اپنے کڑیل جوان بیٹے کے رُخسارے پہ رکھ دیا اور کہا:۔

عَلَی الدُّنْیَا بَعْدَ الْعَفَآء۔

بیٹا علی اکبرؑ تیرے بعد دُنیا کی زندگی پر خاک۔

یہ وہ پہلا موقع تھا امامؑ پہلے بھی رخصت کرتے رہے شہیدوں پر روتے رہے، لیکن یہ پہلا موقع تھا کہ امامؑ نے جواں سال بیٹے کی شہادت پر اتنی بلند آواز میں گریہ کیا کہ مخالفوں نے بھی آپ کی آواز گریہ سُنی اور سب نے سُنا کہ امامؑ بلند آواز سے رو رہے ہیں۔ اُس کے بعد بنی ہاشم کے جوانوں کو حکم دیا کہ لاش کو گنج شہدا میں لے جاؤ۔ اُس کے بعد امامؑ جب خیمے میں گئے کبھی دائیں دیکھتے ہیں، کبھی بائیں اور آنکھیں کیا ہیں؟ ساون کا بادل ہیں جو برس رہا ہے ساری بیبیاں اکٹھی ہو کے آ گئیں۔ جناب سکینہ آگے آگے کہنے لگیں بابا جان پریشانی کیا ہے؟ آپ دائیں بائیں کیوں دیکھتے ہیں؟ اور زار و قطار کیوں رو رہے ہیں؟۔ جلدی بتاؤ میرے بھائی علی اکبرؑ کو تو خیریت ہے امامؑ کا کہنا تھا کہ بیٹی تیرے بھائی کو ظالموں نے شہید کر دیا، خاک و خون میں غلطاں کر دیا، بے جُرم بے خطا اُن کی شمع حیات کو گُل کر دیا یہ پردہ دارانِ عصمت و طہارت کا سُننا تھا کہ خیام حُسینی میں وہ کہرام ماتم

برپا ہوا، معلوم ہوتا تھا کہ قیامت کا زلزلہ آ گیا ہے اور ہر چیز تہہ و بالا ہو رہی ہے۔

اَلَا لَعْنَتُ اللہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰالِمِیْنَ وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ۔ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا عَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ

چھٹی مجلس

دین اسلام

سرکار صدر المحققین سلطان المتکلمین حجۃ الاسلام والمسلمین

حضرت علامہ الشیخ محمد حسین النجفی

مدظلہ العالی علیٰ رؤس المومنین

دین اسلام

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی اَشْرَفِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَ اَهْلِ بَیْتِهِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاهِرِیْنَ الْمَعْصُوْمِیْنَ۔

اَمَّا بَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰی فِیْ کِتَابِ الْمُبِیْنِ وَهُوَ اَصْدَقُ الصَّادِقِیْنَ:۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ (آل عمران آیت ۱۹) و قال فی المقام الآخر وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۸۵﴾ (آل عمران) (صلوات)

خالق کون و مکاں اور مالک اِنس و جاں کے اِس فرمان، واجب الاحترام کا ترجمہ اور حاصل مطلب یہ ہے کہ دُنیا میں جس قدر دین و مذاہب موجود ہیں تمام ادیانِ عالم میں سے جو دین خالق کائنات کا بنایا ہوا آخری دین، الہامی دین، ربانی دین اور قابل قبول دین ہے اُس کا نام اسلام ہے۔ لہٰذا جو اللہ کے اِس پسندیدہ اور قابل قبول دین کو، نجات دارین کے ضامن و کفیل دین کو چھوڑ کر کسی اور دین کو اختیار کرے گا تو پہلی بات تو یہ ہے کہ اُس کا دین ہرگز قبول نہیں ہوگا اور دوسری بات یہ ہے کہ بروز قیامت، جزاء و سزا والے دن اُسے نقصان و ضیاں اُٹھانا پڑے گا، اُسے اپنے کیے پہ پچھتانا پڑے گا پر اُس دن کا

پچھتاوا کوئی فائدہ نہیں دے گا۔ (صلوات)

دین اسلام

تو میرے دوستو، عزیزو، بزرگو! جو حضرات مسلسل تشریف لا رہے ہیں اُن کو پتہ ہے کہ سلسلہ کلام دین اسلام کے بارے میں جاری ہے۔ ہم لاکھ لاکھ شکرِ خدا بجا لاتے ہیں کہ جس نے ہمیں دین اسلام کی سعادت سے نوازا، اور ہمارا نام اپنے فضل و کرم سے مسلمان رکھا:۔

هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ

اب ہماری کوشش صرف یہ ہے کہ اُس اسلام کو سمجھا جائے اور جب سمجھ آ جائے تو پھر اپنے آپ کو اسلام کے رنگ میں رنگا جائے۔ کیونکہ خالق فرماتا ہے صِبْغَةَ اللّٰهِ دُنیا میں رنگ بہت ہیں نیلے بھی ہیں، پیلے بھی ہیں، سفید بھی ہیں، کالے بھی ہیں پر اللہ فرماتا ہے میرے اسلام کے رنگ جیسا کوئی نہیں۔ ہر رنگ پہ دوسرا رنگ چڑھ سکتا ہے سفید کو نیلا کرو، نیلے کو پیلا کرو، پیلے کو کالا کرو، لیکن آخری رنگ جب کالا رنگ چڑھ جائے اُس پر پھر اور کوئی رنگ نہیں چڑھ سکتا۔ یہودی نصرانی بن سکتا ہے، نصرانی یہودی بن سکتا ہے، کمیونسٹ اسلام لا سکتا ہے، ہندو مسلمان ہو سکتا ہے۔ سارے مذہب ابد سے بدلتے رہے ہیں لیکن جب آدمی صحیح معنوں میں مسلمان بن جائے ، اپنے آپ کو اسلام کے رنگ میں رنگ لے پھر اِس پر کوئی اور رنگ نہیں چڑھ سکتا۔ (صلوات)

اللہ نے یہ نعمت، یہ سعادت ہمیں عطا فرمائی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ:۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

تقلیدی مذہب

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ لوگ تقلیدی مذہب کے قائل ہیں جس گھر میں پیدا ہو گئے بس اُسی مذہب پر جمے ہوئے ہیں۔ ہندوؤں کے گھر میں پیدا ہوئے تو ہندو بنے ہوئے ہیں، سکھوں کے گھر پیدا ہوئے تو وہ سکھ کہلوائے، مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہوئے تو وہ مسلمان کہلائے۔ لاکھوں میں کوئی ایک آدھ ہوگا جو بڑے ہو کر تحقیق کرے گا، ادیانِ عالم کا تقابلی مطالعہ کرے گا، علماء کے پاس جا کے بحث مباحثہ کرے گا اور پھر تحقیقی طور پہ مذہب کو حق سمجھ کر اختیار کرے۔ تو اللہ کا یہ بھی ہم پر احسان ہے کہ اُس نے ہمیں مسلمان ماں باپ کے گھر میں پیدا کیا۔

لہٰذا جب اُس کے احسانات اَن گنت ہیں، تو ضرورت ہے کہ اسلام کو سمجھا جائے اور پھر اُس پر عمل درآمد کیا جائے تا کہ ہم صرف نام کے مسلمان نہ رہیں، صرف خاندان کے مسلمان نہ رہیں بلکہ کام کے مسلمان بن جائیں۔ وہ شخص جو ہمارے نام سے بھی واقف نہ ہو، جو ہمارے خاندان سے بھی واقف نہ ہو صرف ہمارا کام دیکھے، اخلاق دیکھے، اطوار دیکھے، لیل دیکھے، نہار دیکھے، صفات دیکھے، عادات دیکھے، آداب دیکھے، خصائل دیکھے، شمائل دیکھے، تو پکار اُٹھے جس بندے کا یہ کردار ہے محمدؐ عربی کا کلمہ گو نظر آتا ہے۔ (صلوات)

فروعِ دین

تو لہٰذا میں عرض کروں گا کہ عقائد پر مختصر گفتگو پہلی دو مجلس میں عرض کر چکا۔ اب فروعِ دین کا ذکر ہو رہا تھا۔ اگر پورے فروعِ دین کا اگر تجزیہ کیا جائے اُن کا جائزہ لیا جائے، باریک بینی سے کام لیا جائے بظاہر تو کئی عبادات ہیں، کچھ معاملات ہیں، کچھ معاشریات ہیں، کچھ تمدنیات ہیں، کچھ اخلاقیات

ہیں، کچھ سیاسیات ہیں، کچھ معاشیات ہیں۔لیکن سادہ طریقے پر تحقیقی نکتہ نظر سے اگر دیکھا جائے تو تمام فروع دین کو دو حصوں پر تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

حقوق کیا ہیں؟

ایک حصے کو حقوق اللہ کہتے ہیں اور دوسرے حصّے کو حقوق العباد کہتے ہیں۔ کچھ وہ فرائض ہیں جو اللہ نے اپنے بندوں پر اپنی ذات کے لیے فرض قرار دیئے ہیں اور کچھ وہ فرائض ہیں جو خالق نے ہمارے دنیاوی تعلقات کو خوشگوار بنانے کے لیے، دُنیا کو جنت نظیر بنانے کے لیے، ہماری عاقبت کو سدھارنے اور سنوارنے کے لیے کچھ لوگوں کے حقوق بعض لوگوں پر فرض قرار دیئے ہیں۔

حقوق اللہ اور حقوق العباد میں فرق

اب رہ گئی یہ بات کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد میں فرق کیا ہے؟ تو میں مختصر لفظوں میں عرض کروں گا۔

حقوق اللہ

حقوق اللہ اُن فرائض کو کہا جاتا ہے کہ بندہ اگر ادا کرے اُس بندے کا فائدہ ہے کسی اور بندے کا فائدہ کوئی نہیں۔اور اگر بندہ وہ ادا نہ کرے اُس کا اپنا ذاتی نقصان ہے کسی اور بندے کا کوئی نقصان نہیں۔جس کے زمرے میں اب نماز بھی آتی ہے، روزہ بھی آتا ہے اور حج بیت اللہ بھی آتا ہے۔ایک آدمی پوری زندگی میں دن بھر روزہ رکھے اور رات ہمیشہ مصلے پہ گزار دے اور ہر سال پابندی نہ لگے تو حج پر بھی یقیناً جائے۔لہٰذا اُس کے نامہ اعمال میں بے حساب نمازیں ہوں، روزے ہوں اور بے حساب حج ہوں، اُس کا تو بے شک بے حساب فائدہ ہے پر اُس کے نماز پڑھنے سے بھوکے کا پیٹ تو نہیں بھرے گا، اُس کے روزہ رکھنے سے یتیم پڑھ تو نہیں سکے گا۔اُس کی نماز کا فائدہ ہمیں تو

کوئی نہیں ہوگا، اُس کے روزے کا فائدہ ہمیں تو نہیں ملے گا، اُس کے حج کرنے سے کسی اور بندے کا جس پر حج واجب ہے وہ ساقط تو نہیں ہوگا۔ جس کے کرنے کا خود آدمی کو فائدہ ہو اور نہ کرنے کا ذاتی نقصان، اُس فرض کو حق اللہ کہتے ہیں اور اُس کی جمع ہے حقوق اللہ۔

حقوق العباد

جس فرض کے ادا کرنے سے مخلوق خدا کا فائدہ ہو اور ادا نہ کرنے سے مخلوق خدا کو نقصان پہنچے اُس کو حق العباد کہتے ہیں اور اُس کی جمع ہے حقوق العباد۔ اِس میں ماں باپ کے حقوق ہیں اولاد پر، اولاد کے حق ہیں ماں باپ پر، خاوند کا حق ہے بیوی پر اور بیوی کا حق ہے خاوند پر، استاد کا حق ہے شاگرد پر، شاگرد کا حق ہے اُستاد پر، پڑوسی کا حق ہے پڑوسی پر پھر اُس پڑوسی کا حق ہے اِس پڑوسی پر، مسلمان کا حق ہے مسلمان پر پھر اُس مسلمان کا حق ہے اِس مسلمان پر، اہل ایمان کا حق ہے اُس مومن پر، اُس مومن کا حق ہے اِس مومن پر، برادری والوں کا حق ہے برادری والوں پر پھر اُس برادری کا حق اِن برادری والوں پر۔ (نعرہ)

کیونکہ اگر آدمی یہ حقوق ادا کرے گا، اگر اولاد ماں باپ کا حق ادا کرے گی تو ماں باپ کی عظمت کو چار چاند لگ جائیں گے، ماں باپ اپنے فرائض ادا کریں گے تو اولاد کا مستقبل سنور جائے گا۔ شاگرد اُستاد کا احترام کرے گا تو اُستاد کی عظمت میں اضافہ ہو جائے گا، شاگرد گستاخی کرے گا تو اُستاد کی شان میں کمی واقع ہو جائے گی۔ پڑوسی پڑوسی کی عزت اور ناموس کا خیال رکھے گا اُس کی عزت بچ جائے گی۔ اگر لحاظ نہیں رکھے گا تو وہ ذلیل و رُسوا ہو جائے گا۔ الغرض یہ حقوق العباد وہ ہیں جن کے ادا کرنے کا فائدہ مخلوق کو پہنچتا ہے، اور ادا

نہ کرنے سے نقصان بھی مخلوق کا ہوتا ہے، اِن کو کہتے ہیں حقوق العباد۔

یہ وہ باتیں ہیں جن پر اسلام کے تہتّر فرقوں کا اتفاق ہے جن میں کوئی اختلاف نہیں۔ اب رہ گئی یہ بات کہ دونوں فرض تو ہیں اللہ کا حق ادا کرنا بھی واجب، مخلوقِ خدا کا حق ادا کرنا بھی واجب پر سوال یہ ہے کہ اللہ نے کائنات میں کوئی دو چیزیں برابر تو پیدا ہی نہیں کیں، نہ دو نبی برابر:۔

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ (سورہ البقرہ آیت ۲۵۳)

نہ دو ولی برابر، نہ دو وصی برابر، نہ دو مومن برابر، نہ دو بے ایمان برابر، نہ دو عالم برابر، نہ دو جاہل برابر، نہ دو نیکوکار برابر، نہ دو بدکار برابر، نہ دو عقلمند برابر، نہ دو احمق برابر، حتیٰ کہ اللہ نے پانچ انگلیاں بھی برابر نہیں بنائیں۔ تو جب فرق ہے تو پھر دو عبادتیں بھی برابر نہیں ہو سکتیں ہر عبادت دوسری سے مختلف ہے۔ ایک افضل ہو گی دوسری مفضول۔ تو سوال یہ ہے کہ اللہ کا حق افضل ہے یا مخلوق کا حق افضل ہے۔ (صلوات)

تو میرے دوستو، عزیزو اور بزرگو! میں پورے یقین اور وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں اِس میں دو رائے نہیں ہے۔ تمام عالم اسلام کے علماء اعلام، محققین کرام، فضلاء عظام کا اتفاق ہے کہ اتنا اللہ کا حق ضروری نہیں جتنا مخلوق کا حق ادا کرنا لازمی ہے۔ کیوں؟ سب کی دلیل یہ ہے کہ اگر کسی بندے سے اللہ کے حق ادا کرنے میں کوئی کمی رہ جائے، کوئی کوتاہی ہو جائے، کوئی تقصیر ہو جائے تو پھر خالق اکبر کو دو حق حاصل ہیں کیونکہ وہ عادل ہے۔ اگر اپنے مجرم کو سزا دے تو اُس کا عدل ہے یہ کوئی ظلم نہیں ہے۔ اور اگر معاف کر دے یہ اُس کا فضل ہے یہ کوئی زیادتی نہیں ہے۔ معاف بھی کر سکتا ہے سزا بھی دے سکتا ہے، سزا دے تو اُس کا عدل ہے عدل کا تقاضا ہے کہ مجرم کو سزا ملنی چاہیے اور

اگر معاف کر دے تو اُس کا فضل ہے لَا رَدَّا فَضلِ اگر وہ عدل کرنا چاہے تو کوئی روک نہیں سکتا، فضل کرنا چاہے تو کوئی ٹوک نہیں سکتا۔ (نعرہ)

حقوق العباد کی اہمیت

بندوں کا حق اتنا اہم ہے اگر کوئی بندہ کسی بندے پر کرے ظلم، کوئی بندہ کسی بندے کی کرے حق تلفی، اگر کوئی بندہ کسی بندے پہ کرے زیادتی، وہ زیادتی کئی قسم کی ہو سکتی ہے اُس کے مال کو چرائے، اُس کے مال پر ڈاکا ڈالے، اُس کی عزت و ناموس کو ضرر و زیاں پہنچائے، اُس کا خون ناحق کر کے اُس کی بیوی کو بیوہ کرے اور اولاد کو یتیم بنائے، جو کسی کی جائیداد پہ غاصبانہ قبضہ جمائے۔ الغرض کسی قسم کی حق تلفی کرے تو خالق اکبر بھی حق تلفی کرنے والے کو ابدل العباد تک معاف نہیں کرے گا، جب تک مظلوم اپنے ظالم کو معاف نہیں کرے گا۔ (صلوات)

یہی وجہ ہے کہ سب علماء کا اتفاق ہے کہ اگر کوئی کسی کو قتل کر دے تو جب تک وہ مقتول کے وارث اُس کو معاف نہ کریں اُن کو حق پہنچتا ہے کہ قصاص میں وہ قتل کریں، خون بہا لے لیں یا بالکل معاف کر دیں۔ لہٰذا جب تک مقتول کے وارث اُس کو معاف نہیں کریں گے وہ اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرے، انعابہ کرے، روئے پیٹے، چیخے چلائے حتیٰ کہ اُس کا گوشت پوست بھی گل جائے جب تک مقتول کے وارث معاف نہیں کریں گے یا روز قیامت جب تک خود مقتول معاف نہیں کرے گا خالق اکبر کی بارگاہ میں قاتل کے لیے معافی کا کوئی امکان نہیں ہے۔ لہٰذا پتہ چل گیا کہ مخلوق کا حق جو ہے وہ اللہ کے حق پر فائق ہے وہ مہم ہے تو یہ اہم ہے، اگر وہ فرض ہے تو یہ افضل ہے، وہ واجب ہے تو یہ اوجب ہے، وہ فرض تو یہ فرض العین ہے۔ (صلوات)

اللہ کے حقوق پر بقدر ضرورت مختصر سا تبصرہ کسی سابقہ مجلس میں کیا جا چکا۔ میں نے نماز کا تذکرہ بھی کیا تھا، روزے کا بھی اور مختصراً حج کا بھی۔ میں چاہوں گا کہ ان آنے والی مجالس میں آج سمیت کچھ حقوق العباد کا تذکرہ کیا جائے تاکہ ہمارا معاشرہ جو پہلے ہی بہت بگڑ چکا ہے اُس کو سنوارنے سدھارنے کی کوئی کامیاب کوشش کی جائے:۔

اِنْ عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

کوشش کرنا ہمارا کام ہے، اَلسَّعْیُ مِنَّا وَ اِتْمَامُ مِنَ اللہ:۔
اُس کوشش کو کامیاب بنانا خالق کون و مکاں کا کام ہے (صلوٰت)

والدین کے حقوق

آج وہ دور ہے ماں باپ کو شکوہ ہے کہ اولادیں گستاخ ہیں، اولاد کو شکوہ ہے ماں باپ ظالم ہیں:

نہ وہ غزنوی میں تڑپ رہی نہ وہ خم ہے زلفِ ایاز میں

حقیقت یہی ہے کہ اللہ کا قرآن پڑھا جائے تو اللہ نے جہاں اپنی عبادت کا حکم دیا ہے اُس کے ساتھ ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم دیا ہے:۔

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ط

(سورہ الاسراء)

اللہ فرماتا ہے اے میرے بندو! میرا فیصلہ سنو۔ میرا فیصلہ یہ ہے کہ عبادت کرنی ہے تو صرف میری ذاتِ ذُوالجلال کی کرو کیونکہ میرے سوا کائنات میں کوئی معبود نہیں ہے۔ عبادت صرف میری کرو اور احسان کرنا ہے تو سب سے پہلے ماں باپ کے ساتھ کرو۔ چھٹا وارث قرآن، پیغمبر اکرمؐ کی مسند کا چھٹا وارث صادق آل محمدؑ اِسی آیۂ مبارکہ کی تفسیر میں فرماتا ہے کہ جس

بندے پر اللہ نے دو چیزیں فرض کی ہیں۔ اپنی عبادت، ماں باپ کے ساتھ احسان۔ ایک بندہ اللہ کی عبادت تو دل کھول کے کرتا ہے، نمازیں پڑھتا ہے، روزے رکھتا ہے، حج کرتا ہے، زکوۃ دیتا ہے لیکن ماں باپ کی بے ادبی کرتا ہے، ماں باپ کا احترام نہیں کرتا، ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرتا، وہ محتاج ہیں اُن کے نان ونفقہ کی طرف دھیان نہیں دیتا۔ فرماتے ہیں جس قدر چاہے وہ عبادتیں کرلے اگر اُس کے ماں باپ راضی نہیں اُس کی کسی عبادت کی قبولیت کا کوئی امکان نہیں ہے۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:۔

يقال للعاق اعمل ما شئت من الطاعة. فانی لا اغفر لك

اے ماں باپ کا نافرمان، اے راندہ بارگاہ والدین یہ بات سن لے اور سمجھ لے اور پلّے باندھ لے اگر تیرے ماں باپ تجھ پر راضی نہیں ہیں تو میری وسیع و عریض جنت میں تیرے لیے کوئی مقام نہیں ہے (صلوات)

کئی لوگوں سے سنا گیا ہے، کہ ہم عالم فاضل ہیں اور ہمارے ماں باپ بالکل جاہل مطلق ہیں، ہم نیکوکار ہیں اور ہمارے والدین معاذ اللہ بڑے بدکار ہیں، اُن کی اگر تعظیم نہ کی گئی تو کیا فرق پڑ جائے گا؟۔ مطلب یہ ہے کہ ہم نمازیں پڑھ کر خدا کو راضی کرلیں گے، روزے رکھ کے روٹھے ہوئے خدا کو منا لیں گے، ہم حج کر کے اللہ کو راضی کرلیں گے، ماں باپ ناراض ہوئے ہیں تو کیا فرق پڑ جائے گا۔ تو میں اُن سے کہوں گا کہ گناہ گار ہونا زیادہ جرم ہے یا کافر ہونا زیادہ جرم ہے۔ اللہ فرماتا ہے اگر تمہارے ماں باپ کافر و مشرک ہی کیوں نہ ہوں:۔

وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا (سورہ لقمان آیت ۱۵)

پھر بھی تم پر فرض ہے جہاں تک دُنیاوی تعلقات کا تعلق ہے، جہاں تک معاشرتی تعلقات کا تعلق ہے، جہاں تک رہن سہن کا تعلق ہے، ادب و آدابِ زندگی کا تعلق ہے اپنے کافر ماں باپ کے ساتھ بھی اچھائی کر، بُرائی نہ کر۔

(نعرہ)

خالق اکبر نے صرف ایک استثناء کیا۔ اگر تیرے ماں باپ کافر و مشرک ہوں اُن کو اچھا کھلا، اچھا پلا، سُلا، جگا، سب قسم کی خدمت فرما۔ لیکن اگر وہ تجھے کہیں کہ بیٹا تو بھی کافر بن جا، بیٹا تو بھی ہماری طرح بتوں کی پوجا پاٹ کر، ہمارا ہم مسلک ہو جا:۔

وَإِنْ جَاهَدٰكَ عَلَىٰٓ أَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ

(سورہ لقمان آیت ۱۵)

اگر تجھے شرک کرنے پر آمادہ کریں جس کا تجھے اور اُن کو علم نہیں ہے فَلَا تُطِعْهُمَا اُن کی اطاعت نہ کرنا کیونکہ جہاں ہماری نافرمانی لازم آئے مولا علیؑ فرماتے ہیں وہاں کسی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں ہے۔ ایک فارمولا بن گیا:۔

لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِيْ مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ

جہاں بھی اور جب بھی، جس زمان و مکان میں خالق کائنات کی مخالفت اور عصیان کاری لازم آئے تو وہاں کسی بھی مخلوق کی تابعداری جائز نہیں ہے۔ لہٰذا جب کافر ماں باپ کے ساتھ بھی اللہ احسان کا حکم دیتا ہے، بھلائی کا حکم دیتا ہے، اچھائی کا حکم دیتا ہے تو تم کون ہو اُن کا محاسبہ کرنے والے۔ میرے ماں باپ نماز نہیں پڑھتے، میں کیوں احترام کروں؟ اُو میاں تیرا فرض ہے احترام کر تو جنت میں جائے گا۔ اگر نہیں پڑھتے خدا جانے اور تیرے ماں باپ جانے، تو اُن کا محتسب تو نہیں ہے۔ پچھلے دنوں مجھے ایک صاحب نے فون کیا۔ اللہ محفوظ

رہے تھے ہر قسم کے لوگ مسائل پوچھتے ہیں اُس نے پوچھا جی میری ماں کا کردار اچھا نہیں ہے میں کیا کروں؟۔ میں نے کہا بیٹا ادب اور احترام کے ساتھ تو اپنی ماں کو سمجھا تو سکتا ہے، امر بالمعروف تو کر سکتا ہے لیکن تجھے ہاتھ اُٹھانے کا کوئی جواز نہیں ہے۔ (نعرہ)

اولاد کا نان و نفقہ

معصومؑ فرماتے ہیں دُنیا میں واجب ہے نفقہ جب تک اولاد بالغ نہ ہو جائے، کمانے کھانے کے قابل نہ ہو جائے اولاد کا نان و نفقہ والدین پہ واجب ہوتا ہے۔ اور جب خدانخواستہ بوڑھاپے کی وجہ سے رہ جائیں اور بینک بیلنس بھی کوئی نہ رکھتے ہوں نہ جائیداد یہی اولاد لے دے کے جب گھر والی ہو جائے، شادیاں ہو جائیں تو پھر کہیں کہ ماں باپ خود کمائیں گے اور خود کھائیں گے۔ معصومؑ فرماتے ہیں خبردار صرف تو نے ماں باپ کو کپڑا نہیں دینا، صرف روٹی نہیں کھلانی بلکہ یہ خیال کرنا کہ کبھی ماں باپ کو کہنا نہ پڑے بیٹا روٹی لاؤ، ماں باپ کو کہنا نہ پڑے کہ بیٹا کپڑا نہیں ہمارے لیے کپڑوں کا جوڑا لا، تو خود دیکھ کپڑوں کی ضرورت ہے تو اُن کے کہنے سے پہلے پیش کر دے، اگر روٹی کی ضرورت ہے تو پہلے پیش کر، جس ضروریات زندگی میں سے جس چیز کی ماں باپ کو ضرورت ہے تو خود نگرانی کر، اُن کو کہنا نہ پڑے بیٹا یہ لا اور بیٹا وہ لا۔ الغرض میں کیا عرض کروں تفصیلات میں جانے کا وقت نہیں، موضوعات بہت زیادہ ہیں تو میں مختصر کروں گا۔ اللہ فرماتا ہے جب تمہاری زندگی میں دونوں بُڑھاپے کی منزل میں پہنچ جائیں یا اُن میں سے ایک بُڑھاپے کی منزل میں پہنچ جائے، جہاں پلٹ کر آدمی پھر نابالغ بچہ بن جاتا ہے، بوڑھوں کو غصہ بھی بہت آتا ہے ماشاء اللہ بوڑھے بزرگ بھی بیٹھے ہیں اور جوان بیٹے بھی بیٹھے ہیں،

ماں باپ بھی بیٹھے ہیں تو ظاہر ہے کہ بوڑھے ماں باپ کی ایک فطرت ہے اولاد کے سامنے سفید ریش بھی ہو جائے پھر بھی اولاد کو بچہ سمجھتے ہیں۔ ہر بات میں دخل دیں گے یہ کام نہ کر، وہ کام نہ کر، یہاں شادی نہ کر، وہاں نہ کر، یہ کاروبار نہ کر، فلاں کے ساتھ دوستی نہ کر۔ لہٰذا آدمی کو بڑا غصہ آتا ہے جناب وہ کہتا ہے روٹی کھاؤ اور کپڑے پہنو، میرے معاملات میں ٹانگ نہ اڑاؤ۔ اولاد چاہتی ہے ماں باپ دخل نہ دیں، ماں باپ مجبور ہیں کہ وہ دخل دے کے رہیں گے۔ کبھی شادی کے بعد ماں کہتی ہے بیٹا بیوی کو دے طلاق اور شادی کر۔ تو ارشاد ہوتا ہے اگر تجھے اس قسم کی صورت کا سامنا کرنا پڑ جائے، وہ زیادتی بھی کریں، تجھے گالیاں بھی دیں، تجھ پر ہاتھ بھی اُٹھائیں:۔

فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ (سورہ الاسراء آیت ۲۳)

مار کھاتا جا، گالیاں سنتا جا، اور یوں چپ کا روزہ رکھ کے زبان سے اُف بھی نہ کر۔ صادق آل محمدؑ فرماتے ہیں عربی زبان بڑی وسیع ہے ایک ایک معنی کے لیے سَو سَو لفظ، ایک ایک لفظ کے سَو سَو معنی، لیکن پوری عربی زبان میں اُف کے کلمہ سے زیادہ خفیف کلمہ کوئی نہیں ہے ورنہ اللہ وہی فرماتا کہ وہ لفظ نہ کہنا۔ کیونکہ سب سے خفیف تر کوئی کلمہ ہے تو وہ اُف ہے۔ یعنی مار کھاتا جا اور اُف بھی نہ کر، گالیاں سنتا جا اور اُف بھی نہ کر، بلکہ اس سے بڑھ کر کیا کر:۔

قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ﴿۲۴﴾ (سورہ الاسراء)

اے پروردگار میرے ماں باپ کے بڑھاپے کا یہ سلوک نہ دیکھ، یہ بوڑھے ہو گئے ہیں اور میں جوان ہو گیا اِن کی موجودہ روش نہ دیکھ، ان کی موجودہ رفتار نہ دیکھ، اِن کا یہ اخلاق و کردار نہ دیکھ۔ یا اللہ اِن پر اُس طرح رحم فرما جس طرح انہوں نے میرے بچپن میں مجھ پر رحم کیا تھا۔ (نعرہ)

یہ ہے والدین کے حقوق کا مختصر سا خاکہ۔

اولاد کے حقوق

ماں باپ کو بھی سمجھ لینا چاہیے کہ اولاد کے بھی اُن پر حقوق ہیں۔ اللہ جب اولاد دے، جب اولاد بولنے کے قابل ہو، کوئی سال کے اندر بولتے ہیں کوئی سال کے بعد تو پھر اُن کو فلمی گانے یاد نہ کرائیں، گالیاں یاد نہ کرائیں، ابا کہے کہ اماں کو یوں کہہ، اور ماں کہے کہ بابے کو یوں کہہ۔ بلکہ اُس کو پہلے کلمہ پڑھائیں۔ اِس لیے حکم ہے کہ جب بچہ پیدا ہو تو دائیں کان میں اذان کہی جائے، بائیں کان میں اقامت۔ ظاہر ہے کہ بچہ تو نہیں سمجھتا، لیکن نفسیات کے ماہر کہتے ہیں کہ جب بچہ دُنیا میں آتا ہے تو جو پہلی آواز اُس کے کانوں میں ڈالی جائے وہ اُس کے تحت الشعور میں رہ جاتی ہے اور مرتے دم تک وہ چیز ذہن میں رہتی ہے۔ لہٰذا اُس کو کلمہ پڑھاؤ جب پانچ برس کا ہو جائے پہلے اُس کو اصول دین، فروع دین یاد کراؤ، پانچ برس کا ہو جائے تو نماز پڑھاؤ، سات برس کا ہو جائے تو ساتھ کھڑا کر کے نماز پڑھنا عملی طور پر ٹریننگ دو، دس برس کا ہو جائے تو پھر بھی نہ پڑھے تو طمانچے مار کے پڑھاؤ۔ تاکہ بالغ ہونے سے پہلے نماز کا عادی بن جائے۔ بے شک دینی تعلیم دو، دُنیاوی دو۔ بقول شہید مطہری مجھے اُن سے اتفاق ہے ہر وہ علم، ہر وہ فن جس کی ملک کو ضرورت ہے، ملت کو ضرورت ہے، ملت اسلامیہ کو ضرورت ہے، خواہ وہ سائنس ہو، ڈاکٹری یا کوئی اور علم ہو اُس پر علم کا پڑھنا دینی علم کہلوائے گا اور پڑھنے والوں کو اجر و ثواب عطا کیا جائے گا۔

لہٰذا اُس کے بعد ماں باپ اُس کو روزہ رکھوائیں تو اس طرح کبھی گھنٹے کا، کبھی دو گھنٹے کا تاکہ بالغ ہونے سے پہلے روزے کا عادہ ہو جائے۔ اُس کے

بعد شفقت کریں، چھوٹی موٹی غلطی ہو جائے تو پیار کے ساتھ سمجھائیں مار کر نہ سمجھائیں۔ آپ کو پتہ ہے کہ آج کل نظریہ بدل گیا ہے کہ بچوں کو مارو اور بیویوں کو مارو، فلانے کو مارو، نوکروں کو مارو۔ اب کہتے ہیں مار سنوار نہیں، پیار سنوار ہے۔ لہٰذا پیار کے ساتھ اُن کو سمجھاؤ، ہاں البتہ پیار بھی کبھی کام نہ دے تو پھر کوئی نیلی پیلی آنکھیں بھی دکھاؤ "درشت و نرمی باہم ہر دو بہ"۔ لیکن خدا رحم اگر اولاد بڑی ہو جائے اور ماں باپ کمزور ہوں تو ہاتھ اُٹھانے سے پہلے دیکھ لے ردعمل کیا ہوگا۔ (صلوات)

لیکن ماں باپ کو بھی دیکھا گیا اولاد کے حق ادا نہیں کرتے، نہ پڑھاتے ہیں، نہ کوئی سکھاتے ہیں، شادیاں پہ شادیاں فرماتے جاتے ہیں پہلی بیوی بچوں کو لٹکاتے جاتے ہیں، نہ اُن کی تعلیم، نہ تربیت، نہ کوئی نان نہ کوئی نفقہ ایسے لوگ بھی دیکھے گئے ہیں جو چار چار شادیاں فرماتے ہیں ہر بیوی کی اولاد ہوتی ہے، نہ طلاق دیتے ہیں، نہ حق ادا کرتے ہیں، نہ بچوں کی پرورش کرتے ہیں، نہ یتیم خانوں میں داخل کراتے ہیں وہ گلیوں کوچوں میں بچارے دھکے کھاتے پھرتے ہیں تو ایسے ماں باپ بھی اولاد کے عاق سمجھے جائیں گے۔ اگر اولاد ماں باپ کی نافرمان ہو جائے تو وہ جہنم میں جائے گی، جو ماں باپ اولاد کے حق پر ڈاکہ ڈالتے ہیں وہ بھی جنت میں نہیں جائیں گے۔ (صلوات)

پڑوسیوں کے حقوق

پڑوسی کا حق کیا ہے؟ پڑوسی پر، پڑوسی کے چار قسم کا ہوتا ہے۔ پڑوسی سے مراد کیا ہے؟ ایک ہے بالکل آمنے سامنے ادھر ہمارا دروازہ اُدھر اُس کا دروازہ۔ دائیں بائیں آگے پیچھے۔ معصومینؑ فرماتے ہیں چالیس چالیس گھروں تک پڑوسی کہلاتے ہیں چاروں طرف سے ۔ یہ پڑوسیوں کی چار

قسمیں ہیں۔

☆ ایک ہے صرف پڑوسی یہ مت دیکھو کہ وہ کافر ہے یا مسلمان، مومن ہے یا بے ایمان۔ اُس کا ایک حق ہے کہ وہ تمہارا پڑوسی ہے۔

☆ دوسرا پڑوسی ہے مسلمان اُس کے دو حق ہیں پڑوس والا بھی، اسلام والا بھی۔

☆ تیسرا پڑوسی ہے صاحب ایمان۔ اُس کے تین حق ہیں پڑوسی والا بھی، اسلام والا بھی، ایمان والا بھی۔

☆ چوتھا ہے یہ سارا کچھ بھی ہے اور ساتھ رشتہ دار بھی ہے۔ اُس کے ہیں چار حق پڑوس والا، اسلام والا، ایمان والا، قرابت داری والا۔

اب میں تفصیلات میں جاؤں کہ پہلے کا یہ، دوسرے کا یہ، تیسرے کا یہ، چوتھے کا یہ:۔

خَیْرُ الْکَلَامِ مَا قَلَّ وَدَلَّ

معصومینؑ کے ارشادات کا لبِ لباب یہ ہے، علم الاخلاق کے ماہرین کا یہ فیصلہ ہے اگر آپ کے پڑوسی نے خواہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہوں، اُس نے کوئی پالتو کتا رکھا ہوا ہو جس سے وہ پیار کرتا ہو اُس کے کتے کو بھی پتھر نہ مارو، ہوسکتا ہے کہ تم کتے کو پتھر مارو تو تمہارے پڑوسی کی دل شکنی ہو جائے۔ اندازہ لگاؤ جب اسلام اِس حد تک حکم دیتا ہے پڑوسی کافر بھی ہے اُس کے بچے کو تو بجائے خود اُس کے پالتو کتے کو بھی پتھر نہ مارو تا کہ اُس کی دل شکنی نہ ہو جائے۔ وہی شریعت کہتی ہے جب بازار میں جاؤ اپنی اولاد کے لیے پھل فروٹ لے کر آؤ تمہارے پڑوسیوں کے بچوں کے پاس وہ پھل نہ ہو کیونکہ غربت کی وجہ سے، مہنگائی کی وجہ سے وہ خرید نہ سکتے، تو فرماتے ہیں یا تو اتنے لے آؤ کہ

پڑوسیوں کے گھر بھی بھجوا دو تا کہ جب تمہارے بچے کھائیں تو اُن کے بچے بھی کھاتے ہوئے نظر آئیں اور اگر اتنی توفیق نہیں ہے تو بچوں کو پابند کر دو کہ فروٹ ہاتھ میں لے کر باہر نہ نکلنا، ہو سکتا ہے پڑوسی کے بچے کی نظر تمہارے بچے کے پھل و فروٹ پر پڑ جائے اور اُس کے منہ میں پانی بھر آئے اور کہے کہ کاش میرے ابو کے پاس بھی پیسے ہوتے تو مجھے بھی پھل لے کر دیتا۔ ایسا نہ ہو، اگر ایسا کرو گے تو تم پڑوسی کے دل آزاری کے مجرم سمجھے جاؤ گے۔ (صلوات)

حقیقت یہ ہے جو اسلامی تعلیمات ہیں پورے ادیان عالم میں اُن کی کوئی مثال نظر نہیں آتی۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:۔

وہ بندہ مجھ پر ایمان نہیں لے آیا جو پیٹ بھر کے روٹی کھا کے سو جائے جب کہ اُس کے پڑوس میں کوئی پڑوسی بھوکا بلک رہا ہو۔ (صلوات)

اندازہ لگالو کتنے ہیں ہم میں سے جو روٹی کھانے سے پہلے یہ دیکھتے ہیں ہمارے پڑوس میں کتنے غریب غرباء رہتے ہیں، کتنے یتیم بچے رہتے ہیں، کتنی بیوہ عورتیں رہتی ہیں۔ آج تو ہر بندہ اپنے پیٹ پر ہاتھ پھیرتا ہے

تجھ کو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو

پیغمبرؐ کا فرمان سن لیا آپؐ نے وہ بندہ مجھ پر ایمان لانے کا دعویٰ نہیں کر سکتا جو پیٹ بھر کے روٹی کھا کے رات سوتا رہے اور اُس کے پڑوس میں بھوکے لوگ بلک رہے ہوں اور یہاں تک پھر فرمایا:۔ جس کے ظلم اور زیادتی سے جس کی چیرا دستی سے اُس کے پڑوسی محفوظ نہیں ہیں وہ مجھ پر اسلام لانے کا دعویٰ کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے۔ پڑوسیوں کے ساتھ لڑائی، تیرے بچے نے میرے بچے کو یوں کہا تو اُس کے بچے کو تھپڑ مار دیا، کسی کی عزت پر حملہ کر دیا، کسی کے خلاف مقدمہ دائر کر دیا، کسی کا گلہ، کسی کا شکوہ، کسی کی شکایت، کسی کو

مار، کسی کو پیٹ تو پیغمبر فرماتے ہیں جس کی چیرا دستی سے، جس کے ظلم وستم سے، جس کی زیادتی سے اُس کے پڑوسی محفوظ نہیں ہیں وہ مجھ پر اسلام لانے کا دعویٰ کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے۔ (صلوات)

میرے دوستو، عزیزو، بزرگو! چُپ کرنا کسی مسئلے کا حل نہیں ہے۔ اگر آپ کے اندر اللہ کرے مجھ میں بھی نہ ہو، آپ میں بھی نہ ہو۔ اگر یہ عیب نہیں ہے تو خدا کا شکر ادا کرو اور اگر کوئی کمی ہے تو ہمت کی کمر باندھو اور کہو انشاء اللہ آج کے بعد عہد کرتے ہیں کہ آئندہ ایسا نہیں کریں گے۔ لہٰذا معصومؑ فرماتے ہیں جو گناہ سے توبہ کر لے وہ ایسا سمجھا جائے گا جیسے اُس نے کبھی گناہ کیا ہی نہیں تھا۔ اللہ تو معافی مانگنے پر معافی دینے کے لئے تیار ہے کوئی معافی مانگنے کا طریقہ تو سیکھے۔ (صلوات)

امام حسین علیہ السلام کا فقراء کی مدد کرنا

سید الشہداء جن کی مجالس ہم چودہ سو سال سے پڑھ رہے ہیں اور سننے والے سُن رہے ہیں، پڑھانے والے پڑھا رہے ہیں یہ کم لوگوں کو معلوم ہوگا مدینۃ النبیؐ میں جس میں امام حسین علیہ السّلام تشریف فرما تھے تین سو گھر ایسے غریب مسلمانوں کے تھے کہ جن کے نان ونفقہ کا انتظام سید الشہداء کرتے تھے۔ آج کل کے دور میں تو کوئی ایک یتیم کو پال لے، کسی ایک بیوہ کے گھر میں دانے یا کوئی وظیفہ پہنچا دے پھولے نہیں سماتا کہ میں ایک یتیم کی کفالت کر رہا ہوں، میں ایک بیوہ عورت کے گھر ضروریات زندگی بھیجتا ہوں۔ امامؑ عالی مقام تین سو گھروں کی کفالت کرتے تھے اور اُن کو زندگی بھر پتہ نہ چلا کہ ہمارے گھروں میں رات کے سماں میں ضروریات زندگی پہچانے والا ہے کون؟ ہم تو کسی کو پانچ روپے کا نوٹ دیں تو توقع رکھتے ہیں کہ جب ملے گا تو

ماتھے پر ہاتھ رکھ کر سلام کرے گا، قبلہ اسلام علیکم۔ اگر نہ کرے تو کہتے ہیں بڑا نمک حرام ہے میں نے کل پانچ روپے دیے تھے آج مجھے سلام بھی نہیں کرتا۔ یہ ہماری حالت ہے۔ لوگوں کے سامنے زیادہ دیں گے تنہائی میں تھوڑا دیں گے یا ٹال جائیں گے بابا اور دروازے تھوڑے ہیں میرا سر کھا گئے ہو، روزانہ جب دیکھتا ہوں حاضر ناظر ہو۔ امامؑ عالی مقام کا طریقہ یہ تھا کہ دن کے وقت کوئی چیز نہیں لے جاتے تھے، نہ نوکروں کو کہتے، نہ اپنے عزیزوں کو رات کا جب سماں ہوتا، اندھیری راتوں میں، اور اگر چاندنی والی رات ہوتی تو چہرے پر نقاب ڈال لیتے، کسی کے گھر روٹی، کسی کے گھر دانے، کسی کے گھر نمک، کسی کے گھر مرچ، کسی کے گھر گھی اور اُن کو پتہ نہیں چلتا تھا کہ یہ چہرے پہ نقاب ڈال کے ہمارے گھروں میں ضروریات زندگی پہچانے والا کون ہے؟ حدیث میں ہے دائیں ہاتھ سے دو تو بائیں کو پتہ نہ چلے۔ اس کو کہتے ہیں دائیں ہاتھ سے دینا اور بائیں کو پتہ نہ چلنا۔ یہ کب راز کھلا جب اٹھائیس رجب المرجب کو والی مدینہ نے مدینہ چھوڑا اور مکہ مکرمہ ہجرت فرمائی۔ اُس رات جب غریبوں کے گھر نہ روٹی پہنچی، نہ ضروریات زندگی تو کچھ لوگوں کو اُسی رات پتہ چل گیا اور کچھ لوگوں کو دوسری، تیسری رات پتہ چل گیا اور یقین ہو گیا کہ ہمارے بے کسوں کا ملجا و ماویٰ یہی حسینؑ ابن علیؑ تھا۔

محبوں کی ذمہ داریاں

آج اُن کا نام لینے والے ہم عزاداری پر تو بہت خرچ کرتے ہیں، امامؑ کے نام پر بہت خرچ کرتے ہیں لیکن اپنی برادری کا، پڑوسیوں کا، غریب مسلمانوں کا، اہل ایمان کا، یتیموں کا، بیوگان کا اگر ہم خیال نہیں رکھتے تو پھر ماننا پڑے گا کہ امامؑ کا نام تو لیتے ہیں پر امامؑ کے کام سے ہمیں کوئی کام نہیں

ہے۔ مزہ تب ہے کہ اُن کی سیرت پر عمل کیا جائے، اُن کے کردار پہ عمل کیا جائے، اُن کی روش و رفتار پہ عمل کیا جائے تا کہ صحیح معنوں میں ہم حسینی بن جائیں۔ دُنیا ہماری روش و رفتار کو دیکھے، کردار کو دیکھے، اخلاق و اطوار کو دیکھے تو کہے سبحان اللہ۔ اِس کا کردار بتاتا ہے یہ حسینی ہیں۔ (صلوات)

تو بہر حال میرے دوستو!

اند کے پیش تو گفتم غمِ دل تر سیدم

کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است

انشاء اللہ آنے والی مجالس میں سلسلہ آگے چلتا رہے گا۔ خدا وند عالم کرے کہ ہم صحیح معنوں میں مسلمان کہلانے والے مسلمان بن جائیں، انشاء اللہ حقوق اسلامی پر آؤں گا تو یہ وضاحت کروں گا۔

قوت برداشت

آج کل یہ جو کچھ ظلم ہو رہا ہے، دہشت گردی ہو رہی ہے، جو کچھ فرقہ واریت پھیلائی جا رہی ہے اِس کا اسلام کے ساتھ کچھ بھی تعلق نہیں ہے۔ لہٰذا اسلام تو صلح کا دین ہے، سلامتی کا دین ہے، پیار کا دین ہے، الفت کا دین ہے، محبت کا دین ہے، اخوت کا دین ہے میں کیا عرض کروں تحمل کا دین ہے، برداشت کا دین ہے، رواداری کا دین ہے، گالیاں کھا کر دعا کرنے کا دین ہے۔ ہم اُس پیغمبر اکرمؐ کے ماننے والے ہیں کہ لوگ گالیاں دے دے کے تھک جاتے تھے، گالیاں بک بک کے تھک جاتے تھے عبداللہؑ اور آمنہؑ کا لال، اقلیم ختم رسالت کا تاجدار، جدالحسنؑ والحسینؑ دعائیں مانگتے نہیں تھکتے:۔

رَبِّ اِهْدِیْ قَوْمِیْ اِنَّهُمْ لَا یَعْلَمُوْنِ

اے اللہ میری قوم کو ہدایت کر دے یہ بچارے جانتے جو نہیں ہیں۔ اور

ہم اُن ائمہ اہلبیتؑ کے نام لیوا ہیں کہ لوگ گالیاں بکتے تھے یہ دُعا دیتے تھے، وہ جفا کرتے تھے یہ وفا کرتے تھے، وہ دغا کرتے تھے یہ دعا کرتے تھے۔ وہ جفا کرتے رہے یہ وفا کرتے رہے۔ اللہ کرے اِس دور کی بے شمار بیماریوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آج تقریباً ہر دوسرا تیسرا بندہ بلڈ پریشر میں مبتلا ہے بلڈ پریشر کی بدبختی یہ ہے کہ آدمی کے اندر قوت برداشت نہیں رہتی یوں:۔

پُر ہوں میں غم سے یوں راگ سے جیسے باجا
اک ذرا چھیڑ یئے پھر دیکھیے کیا ہوتا ہے

بس چھیڑنے کی تھوڑی دیر ہوتی ہے اُس کے بعد بندوقیں تن جاتی ہیں، توفنگیں نکل آتی ہیں، تیر چلنے لگ جاتے ہیں، نشتر تیز ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ اسلام یہ کہتا ہے خُذِلُ الْعَفْوَا معاف کرو۔ غالب نے کیا خوب کہا ہے:۔

بخش دو گر خطا کرے کوئی
نہ کہو گر بُرا کہے کوئی
کون ہے جو نہیں ہے حاجت مند
کس کی حاجتِ روا کرے کوئی

حسن اخلاق

پیغمبر اکرمؐ نے بنی ہاشم سے فرمایا تھا اے بنی ہاشم! تم پیسے دے کر ساری دُنیا کو راضی نہیں کر سکتے کس کس کو دو گے؟ کس کس کی حاجت براری کرو گے؟ البتہ تم اخلاق کے ذریعے۔ یہ باتیں انشاء اللہ جب مَیں اخلاق کے موضوع پر بولوں گا تو اس میں لاؤں گا ضمناً بات آ گئی ہے تو فرمایا: اچھے اخلاق کے ذریعے لوگوں کے دل موہ سکتے ہو۔ ایک آدمی کسی کو سَو روپے دیتا ہے اُس کو پندرہ باتیں سناتا ہے میاں ہٹے کٹے ہو کماتے کیوں نہیں؟ میاں تمہارے پاس

تو موٹر سائیکل ہے پھر بھی سوال کرتے ہو، میرے پاس تو سائیکل ہی نہیں، اور لوگ تھوڑے ہیں روزانہ میرے دروازے پر آ دھمکتے ہو، میاں ایک گھر تو ڈائنیں بھی چھوڑ دیا کرتی ہیں مجھے کیوں نہیں معاف کرتے ہو؟ یہ ساری باتیں کہہ کے اُس کی دل آزاری کر کے سَو کا نوٹ دے دیتا ہے۔ جب وہ غریب واپس جائے گا کہے گا کہ سَو روپیہ تو مجھے دیا پر بندہ کمینہ ہے، یہ بندہ شریف نہیں شریف ہوتا تو مجھے اتنی باتیں نہ سناتا۔ ایک دفعہ آپ کی جیب خالی ہے یا پیسے ہیں آپ بڑے اخلاق و مروت کے ساتھ کیونکہ حدیث میں ہے:۔ سائل کا حق بنتا ہے کہ اُس کو کچھ دیا جائے خواہ سواری پر سوار ہو کے بھی کیوں نہ آئے، خواہ گھوڑے پہ سوار ہو کے آئے یا کسی کار پہ سوار ہو کر آئے یا کسی موٹر سائیکل پر یا بائیسکل پر۔ لیکن اگر وہ ہاتھ پھیلاتا ہے اُس کو جھڑکو بھی نہیں اور خالی بھی نہ لوٹاؤ کچھ نہ کچھ دے دو۔ لہٰذا آپ کہتے ہیں بھائی جان آپ تشریف لائے مجھے افسوس ہے اس وقت میرے پاس گنجائش نہیں، میں آپ کی کوئی مدد نہیں کر سکتا، کسی وقت پھر تشریف لانا انشاء اللہ جتنا ممکن ہو گا میں آپ کی خدمت کروں گا۔ آپ اُس کو آنہ بھی نہیں دیتے وہ خالی جاتا ہے، پر راستے میں آپ کے گُن گاتا جائے گا۔ فلاں کے پاس گیا تھا میں نے سوال کیا اُس نے دیا تو کچھ نہیں پر بندہ شریف ہے اس لیے خدا فرماتا ہے:۔

فَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ (سورہ الضحیٰ آیت ۱۰)

کوئی سوال کرے تو اُس کو جھڑکیاں نہ دیا کرو اور کچھ دینا چاہو تو احسان نہ جتلایا کرو۔ میں نے تجھے پرسوں بھی دیا تھا آج پھر آ دھمکا، کل لے کر گیا آج پھر آ گیا، میں نے تیرے ساتھ یہ سلوک کیا تھا میں نے تجھے فلاں وقت فلاں چیز دی تھی۔ فرمایا اپنا احسان جتلا کر اپنی نیکی پر پانی نہ پھیرو، نیکی کرو اور

چاہ میں ڈالو۔ وہ ذات جس نے تمہیں جزا دینی ہے وہ تو دیکھ رہی ہے۔
(صلوات)

سیرت اہلبیتؑ

ہم اُن اہلبیتؑ نبوتؐ کے ماننے والے ہیں آخری جملہ آج کا اور تقریر ختم کروں گا کہ جنہوں نے اپنی روٹیاں افطاری کے ٹائم ایک دن یتیموں کو دے دیں، دوسرے دن مسکینوں کو دے دیں، تیسرے دن قیدیوں کو دے دیں۔ تیسرے دن جب سارے یتیم، مسکین اور اسیر شکریہ ادا کرنے کے لیے آئے تو آل محمدؐ نے لفظ کہے تھے وہ اللہ نے قرآن کی آیت بنا کے اُتار دی:۔

اِنَّمَا نُطۡعِمُکُمۡ لِوَجۡهِ اللّٰهِ (سورہ دھر آیت ۹)

ہم اللہ کی خوشنودی کے لئے تمہیں کھانا کھلا رہے ہیں:۔

لَا نُرِیۡدُ مِنۡکُمۡ جَزَآءً وَّلَا شُکُوۡرًا ﴿۹﴾ (سورہ دھر آیت ۹)

نہ تم سے کوئی افزانہ چاہتے ہیں، نہ تمہارا شکرانہ چاہتے ہیں۔ جس ذات ذوالجلال کی خاطر ہم خود بھوکے رہ کے تمہارا پیٹ بھر رہے ہیں وہ ذات ہمارے عمل و کردار کو دیکھ رہی ہے۔ آل محمدؐ کے خلوص میں ڈوبے ہوئے جملے خالق اکبر کو کچھ ایسے پسند آئے۔ اُس نے شکر کی آیت نازل کر دی:۔

وَكَانَ سَعۡيُكُمۡ مَّشۡكُوۡرًا

اے اہلبیتؑ نبوت، اگر آپ یتیموں، مسکینوں، قیدیوں کا شکریہ قبول نہیں کرتے میں خالق کون و مکان، میں مالک دوسراء تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں۔
(صلوات)

مصائب حضرت علی علیہ السلام

میرے دوستو، عزیزو! ایام عزا ہیں۔ پیغمبر اسلامؐ کی ایک حدیث ہے جس

کو اسلام کے سارے فرقوں نے اپنی اپنی کتابوں میں لکھا، درج کیا۔اور بڑی وضاحتیں کیں کہ:۔

مثل اهل بيتى كمثل سفينة نوح من ركبها نجا. ومن تخلف عنها غرق وهوى

میرے اہلبیتؑ کی مثال کشتی نوح جیسی ہے جو اس پر سوار ہو جائے گا وہ پار ہو جائے گا جو اس سے منہ موڑے گا وہ دُنیا میں گمراہ ہو جائے گا اور مرنے کے بعد جہنم میں گر کے تباہ ہو جائے گا۔لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے:۔

ہیچ کافر نہ کند آنچہ مسلمان کردن

بجائے اِس کے کہ اِس کشتی نجات پہ مسلمان سوار ہوتے اور اپنی نجات اُخروی کا کوئی انتظام کرتے، اپنی عاقبت کو سنوارتے کچھ بدقسمت لوگوں نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ کشتی توڑ کر رہیں گے، کشتی کا پھٹہ پھٹہ الگ کر کے رہیں گے، اِس کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے رہیں گے۔تو یہ اہلبیتؑ کون ہیں؟ ظاہر ہے کہ مولا علیؑ پہلے نمبر پہ، خاتون قیامتؑ دوسرے نمبر پہ اور حسنین شریفینؑ تیسرے چوتھے نمبر پہ۔تو میں پوچھنا چاہتا ہوں عالم اسلام سے، اس کشتی کا کوئی پُرزہ دُنیا کے ظلم سے بچ کے گیا۔خاتون قیامت پیغمبر اکرمؐ کی اکلوتی بیٹی اگر کوئی اور تھی تو پہلے وفات پا گئی تھی۔ جب پیغمبرؐ کا انتقال ہوا تو صرف خاتون قیامتؑ تھیں۔میں دوسرے بھائیوں کی بھی بات مان لوں تو اُس وقت سب مانتے ہیں کہ اکلوتی بیٹی زندہ تھی میں کہتا ہوں بی بی کو توقع تھی کل بھی پڑھ چکا کہ میرے بابا کا پُرسہ دیں گے اور میرے غم میں برابر کے شریک بنیں گے۔لیکن جو اُن کے ساتھ کیا گیا وہ آپ جانتے ہیں میں کل پڑھ چکا ہوں دیکھنا یہ ہے کہ حیدر کرارؑ کے ساتھ دنیا نے کیا سلوک کیا؟۔ میں تفصیلات میں

نہیں جا سکتا۔ اتنا عرض کروں گا کہ پہلے مولاؑ کو گھر میں بٹھا دیا گیا۔ پچیس سال کوئی معمولی مدت نہیں، اور صبر و شکر کے ساتھ مولاؑ نے وقت گزارا دیا، اور کوئی دخل نہیں دیا۔ لیکن جب ظاہری اقتدار مولاؑ کو ملا، تو مولاؑ کو ایک دن چین کا سانس نہیں لینے دیا، سکھ کا سانس نہیں لینے دیا۔ کبھی کوئی جنگ، کبھی کوئی جنگ، کبھی کوئی جنگ۔ اور آخر میں ماہ رمضان سے بڑھ کر مقدس مہینہ کوئی نہیں، نماز سے بڑھ کر عبادت کوئی نہیں، مسجد خانہ خدا سے بڑھ کر کوئی جگہ نہیں۔ لیکن حیدر کرارؑ کو اللہ کے گھر میں حالت روزہ میں اور حالت نماز میں بھی امان نہ مل سکی۔ ظالموں نے ایک ہزار درہم خرچ کر کے زہر خریدی، ایک ہزار درہم کی تلوار خریدی پھر تلوار کو زہر میں بجھایا گیا جب مولاؑ پہلی رکعت کے سجدے میں گئے تو ابن ملجم مُرادی ملعون نے ایسا بھرپور وار کیا، میرے آقا مظلوم کے سر اقدس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ اور کوئی ہوتا، روتا دھوتا، کوئی ناشکری کے کلمے کہتا۔ لیکن مولاؑ پر کائنات قربان ہو جائے علیؑ ولی کے صبر و اطمینان اور سکون اور ایمان پر کہ پہلا جملہ علیؑ کی زبان سے نکلا وہ یہ تھا:۔

بسم اللہ و باللہ و علی ملت رسول اللہ

دوسرا جملہ حیدر کرارؑ کی زبان حق ترجمان سے نکلا، فضا میں گونجا وہ یہ تھا کہ فزت برب الکعبہ مجھے کعبہ کے رب کی قسم! آج علیؑ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا۔ شہزادے امام حسنؑ نے آگے بڑھ کے نماز مکمل کرائی۔ مولاؑ نے بیٹھ کر اشارے سے نماز پڑھی، سلام پھیرا، چادر بچھائی دونوں شہزادوں نے اپنے زخمی بابا کو چادر پہ لٹایا، ایک طرف سے امام حسنؑ نے دوسری طرف سے امام حسینؑ نے تیسری طرف سے ابوالفضل العباسؑ نے اپنے زخمی بابا کو اُٹھایا اور جب بیت الشرف میں لے کر گئے۔ تو میں کیا عرض کروں، دعا کرو

کسی عظیم باپ کی عظیم بیٹیاں یہ صدمہ نہ دیکھیں جو پہلے نانا کی موت کا صدمہ سہہ چکی تھیں، پھر اپنی مادر گرامی کی وفات کا صدمہ برداشت کر چکی تھیں۔ یہ مولا علیؑ اُن کے لیے بحیثیت نانا بھی تھے، بابا بھی تھے، اور شفیق ماں بھی تھے۔ جب دیکھا اُن کا سایہ بھی سر سے اُٹھ رہا ہے۔ علماء لکھتے ہیں بیبیاں اتنی بلند آواز سے روئیں کہ آسمان کے فرشتے بھی رونے لگ گئے۔ حیدر کرارؑ نے آنکھیں کھولیں فرمایا حسنؑ بیٹا دروازے پہ چلے جاؤ، کیوں بابا؟ فرمایا میرے اصحاب کھڑے ہیں اُن سے کہہ دو اپنے اپنے گھروں کی طرف چلے جائیں۔ علماء کا خیال ہے کہ غیرت مند امام برداشت نہ کر سکا کہ کہیں میری بیٹیوں کے رونے کی آواز میرے صحابیوں کے کانوں کے پردوں سے نہ ٹکرا جائے۔ میں اتنا عرض کروں گا اُو میرا والی نجف آقا، اے مجسمہ غیرت وشہامت آقا سن 61 ہجری میں شہادت حسینؑ کے بعد آپ کی جنت میں کیا حالت ہوئی ہوگی جب یہی آپ کی شہزادیاں ہوں گی، اِسی کوفے کا بازار بھی ہوگا، دربار بھی ہوگا تیری بیٹیوں کے سر پر کوئی چادر نہیں ہوگی اور جب دربار میں لائی جائیں گی تو بی بی ایک کونے میں جا کر بیٹھ جائیں گی۔ ابن زیاد ملعون کی جب نظر پڑے گی تو پوچھے گا: من هذه؟ یہ میری اجازت کے بغیر بیٹھنے والی بی بی کون؟ وہ بی بی کون؟ درباری بتائیں گے: هذه زینب و تلك اُم کلثوم۔ اے کاش قیامت کا کوئی جھٹکا آجاتا اور کوفہ برباد ہو جاتا، لوگ اندھے ہو جاتے پر علیؑ کی بیٹیوں کا یہ دردناک منظر نہ دیکھتے۔ چادر تطہیر کی ملکہ بیبیاں کُجا، کوفے کے بازار اور دربار کُجا، اور اُن کے سر ننگے وہاں لایا جانا کُجا۔

أَلَا لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ۔ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا عَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

ساتویں مجلس

دینِ اسلام

سرکار صدر المحققین سلطان المتکلمین حجۃ الاسلام والمسلمین

حضرت علامہ الشیخ محمد حسین النجفی

مدظلہ العالی علیٰ رؤس المومنین

دین اسلام

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی الْاَشْرَفِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَ اَھْلِ بَیْتِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنَ الْمَعْصُوْمِیْنَ۔

اَمَّا بَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی فِیْ کِتَابِ الْمُبِیْنِ وَھُوَ اَصْدَقُ الصَّادِقِیْنَ:۔

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ (آل عمران آیت ۱۹) و قال فی المقام الآخر وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ وَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۸۵﴾ (آل عمران) (صلوات)

خالق کائنات ،مالک کائنات و موجودات کے اِس فرمان واجب الاحترام کا ترجمہ اور حاصل مطلب یہ ہے کہ تمام ادیان عالم میں سے (جو دنیا میں پائے جاتے ہیں) ان سارے ادیان و مذاہب میں سے جو دین خالق کائنات کا حقیقی بنایا ہوا ہے اُس کی بارگاہ میں قابل قبول دین ہے اور آپ لوگوں کی نجات اور کامیابیوں کا ضامن اور کفیل دین ہے۔ اُس کا نام صرف اسلام ہے۔ لہٰذا جو شخص جو قوم و قبیلہ، جو گروہ دین اسلام جیسے پسندیدہ دین کو چھوڑ کر کوئی بھی اور دین اختیار کرے گا اس کو پلے باندھ لینا چاہیے کہ قیامت والے دن اس کا دین قبول نہیں ہو گا اور اُسے نقصان اٹھانا پڑے گا، خسارہ

برداشت کرنا پڑے گا اور اپنے کیے پر پچھتانا پڑے گا اور ظاہر ہے کہ اُس دن کا پچھتاوا کوئی فائدہ نہیں دے گا آج موقع ومحل ہے کہ سوچ سمجھ کے کوئی ایسا دین قبول کرو جو آپ کی نجات کا ضامن دین ہو (صلوات)

نعمت ایمان

میرے دوستو، عزیزو اور بزرگو! خالق کائنات وہ محسن اعظم ہے کہ خود فرماتا ہے:۔

وَاِن تَعُدُّوا نِعۡمَةَ اللهِ لَا تُحۡصُوۡهَا (سورہ النحل آیت ۱۸)

اگر ساری دُنیا کے کاروبار چھوڑ کر صرف میری نعمتوں کو شمار کرنے بیٹھ جاؤ تو وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ وہ وقت آجائے گا کہ تمہاری زندگیوں کے چراغ بجھ جائیں گے پر میری نعمتوں کو کبھی شمار نہیں کرسکو گے۔ میں کہتا ہوں اس کی بے شمار نعمتیں ایک طرف اور نعمت دین اسلام ایک طرف۔ پوری کائنات کی نعمتیں اکٹھی ہو کر بھی نعمت اسلام وایمان کی برابری نہیں کرسکتیں۔ اسلام ہے، ایمان ہے تو آدمی مخدوم ملائکہ ہے صادق آل محمدؑ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ الۡمَلَآئِكَةَ خُدَّامُنَا وَ خُدَّامُ مُحِبِّيۡنَ

لوگ تقابل کرتے ہیں کہ فرشتوں کا مقام بلند ہے یا آل محمدؑ کا مقام بلند ہے۔ اقلیم امامت کے چھٹے تاجدار فرماتے ہیں ملائکہ ہمارے ادنیٰ خادم ہیں جو ہمارے صحیح محب ہیں، ہمارے پیروکار ہیں، ہمارے حُبدار ہیں، ہمارے عزادار ہیں فرشتے اُن کی خدمت کرنا باعث فخر سمجھتے ہیں۔ تو لہٰذا اگر آدمی مسلمان ہے، صاحب ایمان ہے، حیدر کرارؑ کا غلام ہے تو وہ مخدوم ملائکہ ہے۔ ملائکہ، فرشتے، آسمان کے کُرسی اُس کی خدمت کرنا کار ثواب سمجھتے ہیں۔ اور اگر خدانخواستہ اسلام نہیں ہے، دُنیا و مافیہا کا بخت بھی ہے، تخت بھی ہے، حکومت بھی ہے اور سب کچھ ہے تمکنت بھی ہے، مال بھی ہے متاع بھی ہے، جاہ بھی ہے، جلال بھی ہے، صدارت بھی ہے، وزارت

بھی ہے، سفارت بھی ہے سب کچھ ہے پر نعمت اسلام و ایمان نہیں ہے تو ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ کافر، کتے اور خنزیر میں کوئی فرق نہیں ہے۔ (صلوات)

سردار کیسا ہونا چاہیے؟

دُنیا کے مختلف سرداروں کو دیکھا ہے ہر سردار اپنا کام چاہتا ہے کہ کوئی باورچی رکھے تو وقت پہ کھانا پہنچائے، اگر کوئی کپڑے صاف کرنے والا، دھونے والا، استری کرنے والا رکھا ہوا ہے تو چاہتا ہے کہ ہمارے کپڑوں کے جوڑے وقت پر تیار ہوں۔ اگر کوئی جھاڑو برداری کے لیے رکھا ہوا ہے ہو تو کہتا ہے ہمارا مکان صاف ہو اُس کو کوئی پرواہ نہیں ہوتی کہ نوکر کا عقیدہ کیا ہو، نوکر کا کردار کیا ہو، نوکر کی ذاتی روش ورفتار کیا ہو۔ پر کائنات میں ایک سردار ایسا دیکھا ہے اور وہ ہیں جناب مولا امیرؑ کہ جنہوں نے شرط لگا رکھی ہے، یہ قید لگا رکھی ہے کہ میری رعایا بن کے وہی آدمی رہ سکتا ہے کہ جس کے اندر ایمان کی شمع روشن ہو۔ کیونکہ علیؑ ہیں امیر المومنین مومنوں کے سردار ہیں اُن کا کوئی غلام، ان کی رعایا کا کوئی فرد، ان کا کوئی نوکر بغیر ایمان کے نہیں رہ سکتا۔ لہٰذا مولا امیرؑ، امیر ہیں کوئی مانے تو بھی علیؑ امیر، ساری دُنیا انکار پہ ایکا کر جائے تو بھی مولا علیؑ امیر۔ وہ لوگوں کے ووٹوں کے بنائے ہوئے امیر نہیں ہیں کہ لوگ ووٹ دیں گے تو وہ امیر بن جائیں گے اور اگر لوگ اپنی ہمدردیاں واپس لے لیں گے تو عہدہ امامت سے معزول ہو جائیں گے وہ خالق کائنات کے بنائے ہوئے ہیں جس خدا کو ساری دنیا خدا ماننے لگ جائے اُس کی شان بڑھ نہیں سکتی ساری دُنیا فرعون بن جائے اُس کی عظمت گھٹ نہیں سکتی۔ اللہ جن کو نبی بناتا ہے وہ بھی لوگوں کے ماننے یا نہ ماننے کے محتاج نہیں ہوتے اگر پیغمبر خاتمؐ حسنینؑ کے نانا کو، عبداللہؑ اور آمنہؑ کے لال کو ساری دُنیا خاتم الانبیاء ماننے لگ جائے پیغمبر اکرمؐ کی شان بڑھ نہیں سکتی

اور ساری دُنیا یہودیت پر، ہندوازم پر، سکھ ازم پر، عیسائیت پر ایکا کر کے پیغمبر خاتمؐ کی نبوت کا کرے انکار تو بھی پیغمبر اسلامؐ کی عظمت گھٹ نہیں سکتی۔ (نعرہ)

اگر خدا کے بارے میں یہ عقیدہ ہے اگر مصطفیؐ کے بارے میں یہ عقیدہ ہے تو پھر مجھے کہنے دو ساری کائنات جن وانس علیؑ ولی اللہ پڑھنے لگ جائیں تو حیدر کرارؑ کی شان بڑھ نہیں سکتی اور اگر ساری کائنات علیؑ ولی کی امامت کا کر دے انکار تو علیؑ کی عظمت گھٹ نہیں سکتی۔ وہ لوگوں کے بنائے ہوئے نہیں، لوگوں کے اجماع کے منتخب کردہ نہیں، لوگوں کے شورہ کے بنائے ہوئے نہیں لوگوں کے قہر وغلبہ سے بننے والے علیؑ ولی نہیں۔ وہ اللہ کے منتخب کردہ ہیں، حسنینؑ کے نانا کے اعلان کردہ ہیں۔ لہٰذا ساری دُنیا علیؑ کو ولی ماننے لگ جائے تو علیؑ کی شان بڑھ نہیں سکتی، ساری کائنات علیؑ کی ولایت کے انکار پہ تل جائے علیؑ کی شان میں سرموہ کمی واقع ہو نہیں سکتی۔ لہٰذا مولا علیؑ، علیؑ ہیں وہ امیر بھی ہیں وہ امام بھی ہیں لیکن یہ یادرہے وہ امیر المومنین ہیں اور امام المتقین ہیں۔

متقی بننے کی شرائط

مولاؑ کی رعایا بننا ہو تو اپنے اندر ایمان کی شمع روشن کرنا پڑتی ہے اور مولا علیؑ کا غلام بھرتی ہونا ہو تو اس کا معیار تقویٰ ہے نہ عمر ہے، نہ صحت ہے، نہ کوئی تعلیم ہے، نہ امیری ہے نہ غریبی ہے۔ لہٰذا باقی سروسوں میں کہیں قید ہے عمر کی کہ اِس سے زائد نہ ہو، کہیں قید ہے صحت کی کہ بیمار نہ ہو، کہیں تعلیم کی قید ہے بی اے، ایم اے پاس ہو، جاہل نہ ہو انگوٹھا لگانے والا نہ ہو کہیں امیری کی قید ہے کہ رئیس زادہ ہو، غریب ونادار نہ ہو لیکن حیدر کرارؑ کا غلام بھرتی ہونا چاہے تو پھر نہ کوئی خاندان کی قید ہے، نہ کوئی امیری کی قید ہے، نہ کوئی عمر وصحت کی قید ہے، نہ کوئی تعلیم کی پابندی ہے کہ انگوٹھا لگانے والا ہو یا ڈبل ایم اے ہو شرط یہ ہے کہ ہر وہ بندہ جس بھی

خاندان، جس بھی قوم وقبیلہ سے تعلق رکھتا ہو اور جس بھی کمال کا ہو وہ علیؑ ولی کا غلام بھرتی ہوسکتا ہے شرط یہ ہے کہ بدن پر تقویٰ والا لباس ہو۔ (صلوات)

کیونکہ علیؑ ہیں امام المتقین وہ متقیوں کے امام ہیں۔ نہ فاسقوں کے ہیں، نہ فاجروں کے ہیں، نہ کافروں کے ہیں، نہ مشرکوں کے ہیں، نہ منافقوں کے ہیں۔ لہٰذا مولا علیؑ کی رعایا بننا ہے تو اپنے اندر ایمان کی شمع روشن کرنا پڑے گی اور مولاؑ کا اگر غلام بننا ہے تو بدن پر لباس تقویٰ زیب بدن کرنا ہوگا۔ اب رہ گئی یہ بات کہ مومن بننے کے لیے عقیدہ کیا رکھنا پڑتا ہے اور علیؑ کا غلام بننے کے لیے کام کیا کرنا پڑتا ہے بحمد للہ سابقہ پانچ مجالس میں پانچ عقیدے تفصیل کے ساتھ بقدر ضرورت بیان ہو چکے ہیں کہ مومن بننا ہو، مومن بن کے جینا ہو، مومن بن کے مرنا ہو، مومن بن کے علیؑ ولی کی رعایا بننا ہو مومن بن کے قیامت کے میدان میں آنا ہو، مومن بن کے جنت میں جانا ہو، تو پانچ عقیدے دل ودماغ میں مستحکم رکھنے پڑتے ہیں۔

☆ پہلا عقیدہ توحید

☆ دوسرا عقیدہ عدالت

☆ تیسرا عقیدہ نبوت ورسالت

☆ چوتھا عقیدہ ولایت، امامت، خلافت.

☆ پانچواں عقیدہ ہے، عقیدہ قیامت۔

جن کا تفصیل سے ذکر ہو چکا جن کا عقیدہ صحیح ہے توحید میں کوئی خلل نہیں عقیدہ عدالت میں کوئی ضلل نہیں، عقیدہ نبوت میں کوئی خامی نہیں اور عقیدہ امامت و ولایت میں کوئی کسی قسم کا نقص نہیں اور عقیدہ قیامت بھی صحیح ہے تو ایسا بندہ بلاشک و شبہ علیؑ ولی کی رعایا ہے اور علیؑ ولی اُس کے سردار ہیں۔ ایسے آدمی کو اپنی خوش قسمتی پر

ناز کرنا چاہیے جیسا کہ جوش ملیح آبادی نے کہا تھا: یا علیؑ جس کا تو مولا ہے اس کو ناز کرنا چاہیے یا علیؑ جس کا تو آقا ہے اس کو فخر کرنا چاہیے۔ علیؑ جیسا مولا رکھتا ہوں میرے جیسا کوئی خوش قسمت نہیں ہے۔ میں علیؑ جیسا امام رکھتا ہوں، امیر المومنین رکھتا ہوں میرے جیسا کوئی اپنی قسمت پر خوش ہونے والا انسان نہیں ہے۔ لہٰذا جس کو علیؑ ولی کی امامت نصیب ہو جائے وہ سب سے بڑا خوش قسمت ہے اب رہ گئی غلامی والی بات کہ علیؑ ہیں امام المتقین تو تقویٰ کی حقیقت کیا ہے متقی بن کر جینے مرنے کا طریقہ کیا ہے جب ہم کہیں یا علیؑ ہم تو تیرے ہیں تو وہ کون سے کام ہیں اگر ہم کریں گے تو والی نجف بھی فخر سے کہے گا چند قدم آگے بڑھ کے فرمائیں گے ہمیں ہاتھ پھیلا کر گلے لگا کے فرمائیں گے کہ میں حسنینؑ کا بابا علیؑ بھی مانتا ہوں کہ تم میرے ہو۔ اور اگر حیدر کرارؑ نے اپنا غلام تسلیم کر لیا تو پھر میں آپ کو خوش خبری دوں گا کہ جنت آپ کی اپنی ہے اس کا پتہ کہیں اور جائے گا نہیں اور جہنم کی آگ کا کوئی گرم شعلہ علیؑ کے غلاموں کے جیب و داماں کے قریب آئے گا نہیں (نعرہ)

احکام شریعت

تو میرے عزیز و میرے دوستو! یہ مجلس کیا ہے؟ ایک درس ہوتا ہے تو عرض کرتا جاؤں احکام شریعت پانچ ہیں۔ ہر چیز جس کی طرف اشارہ کرو گے، جس کی طرف انگلی اٹھاؤ گے یا وہ واجب ہو گی یا وہ حرام ہو گی یا سنت و مستحب ہو گی یا مکروہ ہو گی یا مباح ہو گی۔ اگرچہ اِن کی تعریف کرنے کی ضرورت نہیں لیکن میں فائدہ عمومی کے لیے وضاحت کرتا جاؤں۔

واجب

واجب اس کام کو کہتے ہیں کہ جس کا خالق کائنات یا اس کا نبی و امام حکم دیں، جس کا کرنا اتنا ضروری ہو، کہ نہ کیا جائے تو جہنم میں جھونکا جائے گا۔

حرام

حرام اُس کام کو کہتے ہیں کہ جس کو اللہ، یا نبی و امام اللہ کے حکم سے حرام قرار دیں جس کا نہ کرنا ضروری ہو۔ اگر کوئی فعل حرام کا ارتکاب کرے گا تو سیدھا جہنم میں جائے گا۔

مستحب

مستحب اور سنت اُس کام کو کہتے ہیں کہ کیا جائے تو جنت میں درجے بلند حاصل ہوتے ہیں، نہ کیا جائے تو نجات میں کوئی خلل نہیں پڑتا۔

مکروہ

مکروہ اُس کام کو کہتے ہیں اگر اُس کام سے دامن بچایا جائے تو مرتبے جنت میں بلند و بالا ہوتے ہیں اگر ارتکاب بھی کیا جائے تو کوئی گناہ نہیں ہوتا۔

مباح

مباح کام اُس کو کہتے ہیں کہ جس کا کرنا نہ کرنا برابر ہو، نہ ہی نہ کرنے کو ترجیح اور نہ کرنے کو ترجیح کہ جس کے دونوں پلے برابر ہوں اُس کو مباح کام کہا جاتا ہے۔

متقین کے اوصاف

اب جب پانچوں احکام کی تعریف معلوم ہوگئی تو میں عرض کروں گا اور مولا علیؑ کے فرمان کی روشنی میں نہج البلاغہ کے خطبوں کی روشنی میں، زین العابدینؑ کے صحیفہ کاملہ کی روشنی میں، اللہ کے قرآن پاک کی روشنی میں اور چہاردہ معصومینؑ کے ارشادات کی روشنی میں۔ متقی اُس بندے کو کہتے ہیں:۔

☆ جو پوری کوشش کرے کہ واجبات کو ادا کرے۔

☆ حرام کاموں سے دامن کو بچائے اور اگر با تقاضا بشریت شیطان کے غلبہ سے یا خواہش نفس کے غلبہ سے کبھی کبھار اگر کوئی واجب ترک ہو جائے یا کوئی

فعل حرام سے دامن آلودہ ہو جائے تو پھر دیر نہ کرے دن میں غلطی کی ہے تو رات کے آنے کا انتظار نہ کرے، رات کے سماں میں غلطی کی ہے تو سورج اُبھرنے کا انتظار نہ کرے پچھتائے اپنے لیے اور زنجیر در توبہ کو ہلائے اللہ کی بارگاہ میں جھک جائے آلِ محمدؑ کا واسطہ دے کر آئندہ اُس گناہ کو نہ کرنے کا اللہ سے عہد کرے اور پچھلے گناہ کی معافی مانگے ایسے بندے کو متقی کہتے ہیں۔(صلوات)

جو واجبات کو ادا کرنے کی، حرام کاموں سے دامن بچانے کی پوری کرے کوشش اس بندے کو متقی کہتے ہیں جب متقیوں کی جماعت تیار ہو جائے اُن کو متقین کہتے ہیں اور جب متقیوں کی جماعت ہو جائے تیار تو حیدر کرارؑ کو امام المتقین کہتے ہیں۔ علیؑ ہیں امیر المومنین، علیؑ ولی ہیں امام المتقین۔ جن کے اندر ایمان کی شمع روشن ہے وہ علیؑ ولی کی رعایا ہیں اور علیؑ ولی اُن کے سردار۔ اور جن کے بدنوں پہ تقویٰ والا لباس ہے وہ حیدر کرارؑ کے غلام ہیں، اور علیؑ ولی اُن کے امام۔ اور یہ بھی یاد رکھو کہ اللہ کا وعدہ ہے اور اللہ وعدہ کر کے کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتا کہ:۔

يَوْمَ نَدْعُوْ كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ (سورہ الاسرا آیت ۷۱)

امام اور ان کے مقتدی

قیامت والے دن ہر قوم کو، ہر قبیلے کو، ہر جماعت کو، ہر فرد کو، ہر شخص کو، اُس کے امام کے نام کے ساتھ بلایا جائے گا۔ مطلب واضح ہے کہ جہاں جس قوم کا امام جائے گا اپنے غلاموں کو بھی اپنے ساتھ لے جائے گا۔

اماموں کی قسمیں

اب قرآن پڑھنے سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ اللہ نے دو قسم کے امام پیدا کیے ہیں:۔

وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ

کچھ ایسے امام بھی ہیں جو لوگوں کو سیدھا جہنم کی طرف لے جا رہے ہیں۔ ان کو امام اہل النار کہا جاتا ہے وَنَدْعُوا اور ایسے امام بھی ہیں:۔

وَجَعَلْنَاهُمْ اَئِمَّةً يَهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا (سورہ الانبیاء آیت ۷۳)

فرماتا ہے کچھ ایسے امام بھی میں نے پیدا کیے ہیں جو میرے حکم کے مطابق، میرے آڈر کے مطابق، میرے اُمر کے مطابق لوگوں کو سیدھے راستے پر چلا کر سیدھا جنت الفردوس کی طرف لے جا رہے ہیں۔

اب رہ گئی یہ بات کہ امام اھل النار کون ہیں؟ کہ امام اھل الجنۃ کون ہیں؟

امام اھل النار کون ہیں؟

عام پنجابی کا مقولہ ہے: کہ جس آدمی نے جس شہر میں نہ جانا ہو اس کا راستہ کوئی نہیں پوچھتا۔ ہم نے جنت میں جانا ہے یا جہنم میں؟۔ جنت میں، تو پھر ہمیں جہنمیوں کا معلوم کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

امام اھل الجنۃ کون ہیں؟

ہمیں تو چاہیے کہ امام اھل الجنۃ، جنتیوں کے امام کی معرفت حاصل کریں، اس کو تلاش کریں، قرآن پڑھیں، نبی کا فرمان پڑھیں، بزرگوں کا کلام پڑھیں تا کہ پتہ چل جائے کہ جنتیوں کے امام کون ہیں۔ تو لہٰذا پہلی بات سے میں روگردانی کرتے ہوئے کیوں آدمی رپٹ درج کرائے، کیوں پابندیاں لگوائے جن کا نام لینے سے یہاں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنی پڑتی ہیں اُن کا نام لے کر جنت کے مزے بھی کوئی نہیں لوٹ سکے گا۔ لہٰذا آؤ میں اللہ کے قرآن اور مصطفیٰؐ کے فرمان کی روشنی میں عرض کروں مختصر لفظوں میں کہ امام اھل الجنۃ کون ہیں؟ (صلوات)

صواعق المحرقہ جیسی زہریلی کتاب ایک، ینابیع المودت دو، مودت القربیٰ ہمدانی تین اور عنارۃ البصائر چوتھی کتاب۔ اس کے علاوہ سینکڑوں کتابوں میں

یہ روایت موجود ہے کہ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا قیامت والے دن ادھر ہوگا میدان حشر، ادھر ہوگی جہنم اس کے اوپر ہوگا پل۔ اس کے دوسری طرف ہوگی جنت۔ جو جنتی جنت میں جانا چاہیں گے وہ پل صراط سے گزر کر جائیں گے اور پل صراط ایسی منزل ہے کہ جہاں بڑے بڑے خوش قسمت لوگ ہی جاسکیں گے ورنہ وہیں کٹ کے جہنم میں گر جائیں گے تو فرماتے ہیں:۔

لَا يَجُوْزُ اَحَدٌ الصِّرَاطَ اِلَّا مَنْ كَتَبَ لَوْلَا عَلِيٌّ الْجَوَازُ۔

اُس مشکل پُل سے وہی پار ہوسکیں گے، وہی عبور کرنے میں کامیاب ہو سکیں گے اور جنت کے دروازے پر پہنچنے میں وہی کامران ہوسکیں گے جن کے دائیں ہاتھ میں حیدر کرارؑ کی ولایت والا ٹکٹ ہوگا (نعرہ)

لہٰذا مولا علیؑ سے ٹکٹ لے کر جنت کے دروازے پر تو گئے اللہ کے فضل سے پہنچ۔ اب دروازہ کھلنا بھی باقی ہے جنت میں داخل ہونا بھی باقی ہے جنت کی نعمتوں سے لطف اندوز ہونا بھی باقی ہے تو پیغمبر اکرمؐ فرماتے ہیں تمام سنی شیعہ کتب چھلک رہی ہیں کہ فرمایا جب آدمی جنت کے دروازے پر پہنچ جائے گا تو دیکھا جائے گا کہ بوڑھا ہے یا جوان اگر جوان اللہ کی امان ہے تو فَبِهَا ورنہ بوڑھوں کو پہلے جوان بنایا جائے گا اور پھر سارے جوانوں کو حسنؑ و حسینؑ کا غلام بنایا جائے گا حسنینؑ کا غلام بنانے کے بعد پھر جنت الفردوس میں داخل فرمایا جائے گا۔ تو لہٰذا:۔

اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا الشَّبَابِ اَهْلَ الْجَنَّةِ

یہاں سوال پیدا ہوتا تھا کہ مولا علیؑ جب شہید ہوئے تو وہ بھی بوڑھوں کی عمر میں تھے، بڑھاپے کے سن وسال میں تھے تو وہ بھی اپنے شہزادوں کے غلام بن کے جائیں گے۔ تو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضاحت فرمادی: وَاَبُوْهُمَا خَيْرٌ مِّنْهُمَا فرماتے تمام جنت کے جوانوں کے سردار حسنینؑ شریفین نظر آتے ہیں پر ان کا جو والد

بزرگوار ہے جس کا نام حیدر کرارؑ ہے وہ ان سرداروں کا بھی سردار ہے۔ (نعرہ)

باقی رہ گئی مستورات قوم زنان فرماتے ہیں:۔

اِبْنَتِیْ فَاطِمَہ سَیِّدَۃُ نِسَآءِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ کائنات کی جو خوش قسمت عورت جنت میں جائے گی پہلے میری خاتون قیامت، سیدہ کائنات فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی کنیز بنائی جائے گی پھر جنت میں داخل فرمائی جائے گی۔ ان حدیثوں سے یہ روز روشن کی طرح بات واضح ہو جاتی ہے کہ جنت کا خالق اللہ ہے اور مالک پنجتن پاک ہیں جنت میں وہی جائے گا جس کو یہ پہچانتے ہوں گے اور وہ ان کو پہچانتا ہوگا یا دوسرے لفظوں میں یوں کہہ دوں کہ جنت میں وہ خوش قسمت لوگ جائیں گے جو اِن پنجتن پاک کی رعایا ہوں گے اور ان کو سردار مانتے ہوں گے۔ یا وہ لوگ جائیں گے جن کو وہ اپنا غلام تسلیم کریں گے اور یہ ان کو اپنا امام مانتے ہوں گے۔ (صلوات)

جنت کی ضمانت

لہٰذا اب رہ گئی یہ بات کہ واجبات کیا ہیں؟ اور محرمات کیا ہیں؟ مولا علیؑ نے نہج البلاغہ کے خطبے میں ضمانت دی ہے کہ:۔

اَعِیْنُوْنِیْ بِوَرَعٍ وَّاجْتِھَادٍ وَّعِفَّۃٍ وَّسَدَادٍ

اُو میری محبت کا دعویٰ کرنے والو، ساری دنیا کا دامن چھوڑ کر میرے دامن ولایت کو تھامنے والو، میں علیؑ تم سے کہتا ہوں، کہ دو کے دو کام تم کر لو جنت کی ضمانت کی سند مجھ سے لکھوا لو۔ مولاؑ کون سے دو کام؟۔ ہم تو جنت میں جانے کے لیے بہت سارے کام کرنے کے لیے تیار ہیں۔ آپ تو جاگیر جنت کے عوض صرف دو کاموں کی فرمائش کر رہے ہیں۔ فرمایا دو کام کر لو میں علیؑ تمہاری جنت کی ضمانت دینے کے لیے تیار ہوں۔ اتنا عرض کرتا جاؤں کہ ضمانت ذاکر بھی دیتے

ہیں، ضمانت مولوی بھی دیتے ہیں، ضمانت حج کے معلمین بھی دیتے ہیں، مشاہد مقدسہ کے خدام بھی دیتے ہیں، گدی نشین پیر وفقیر بھی جنت کی ضمانت دیتے ہیں۔کل سے ماشاء اللہ بہشتی دروازہ کھلا ہوا ہے پیر گنج بخش شکر کا جو دروازے سے داخل ہوجائے بس جنتی بن جائے گا جنت اتنی سستی ہے۔ (صلوات)

تو میرے دوستو! جن کو اپنی نجات کا یقین نہ ہو وہ دوسروں کو جنت کی ضمانت کیسے دے سکتے ہیں؟ کائنات کا کوئی مولوی، کوئی عالم، کوئی علامہ، کوئی مجتہد، کوئی ذاکر، کوئی سید الذاکرین، کوئی استاد الذاکرین، کوئی معلم، کوئی استاد المعلمین، کوئی خادم، کوئی استاد الخدام، کوئی پیر، کوئی فقیر، کوئی گدی نشین اُس وقت تک ضمانت نہیں دے سکتا جب تک اس کو اپنی نجات کا یقین نہ ہو۔ اور کوئی غیر معصوم ایسا آدمی نہیں جس کو اپنی نجات کا یقین ہو۔ ہمیں خود پتہ نہیں کہ ہم کدھر جائیں گے مرنے کے بعد آیا حاویہ میں جائیں گے یا جنت الفردوس میں جائیں گے؟ تو لہٰذا ہم میں سے اگر کوئی پبلک کو جنت کی ضمانت دیتا ہے تو میں کھلے لفظوں میں کہوں گا کہ اس جیسا فراڈ اعظم کوئی نہیں۔ اور جو ہماری ضمانتوں پر کرے اعتبار اُس جیسا کائنات میں بدھو آدمی ماں نے کوئی جنم دیا ہی نہیں۔ (نعرہ)

جنت کی ضمانت دے تو جنت کا خالق دے یا جنت کے مالک دیں۔ خالق اللہ ہے، مالک پنجتن پاک ہیں انہیں پنجتن پاک میں سے حیدر کرارؑ وہ بزرگوار ہیں جو قَسِیمُ الْجَنَّۃِ وَالنَّارِ بھی ہیں، جو خاتون قیامت کے شوہر نامدار بھی ہیں، جو گیارہ اماموں کے والد بزرگ وار بھی ہیں، شافع روز محشر بھی ہیں، ساقی حوض کوثر بھی ہیں اُن کو حق پہنچتا ہے کہ کسی کو ضمانت دیں۔ وہ فرماتے ہیں دو کے دو کام تم کرلو میں تمہاری جنت کا ضامن ہوں۔ مولاؑ جلدی فرمائیں ہم تو حاضر ہیں فرمایا:۔

اَعِینُونِی بِوَرَعٍ وَاجْتِھَادٍ وَعِفَّۃٍ وَسَدَادٍ

ایک کا نام ورع حرام سے بچنا دوسرا کام کا نام ہے اجتہاد۔ یعنی واجب کے ادا کرنے کی کوشش کرنا، واجبات شریعت کو بجالانے کی کوشش کرتے جاؤ، حرام کاموں سے دامن کو بچانے کی کوشش کرتے جاؤ پھر گھبرانے کی ضرورت نہیں پھر کھلے لفظوں میں کہہ دینا کہ شاہ جانے تے رہ جانے تے جانے مولا علیؑ۔ (نعرہ)

یہ نہ ہو کہ نماز نہ پڑھی جائے، روزہ نہ رکھا جائے، زکوٰۃ کا نام بھی نہ سنا جائے، خمس کی عادت بھی نہ ہو، حج کا نام بھی نہ لیا جائے، نہ واجبات کے ادا کرنے کا ذکر، نہ حرام کاموں سے بچنے کا ذکر کوئی کہہ دے کہ واجب کو ادا کیوں نہیں کرتے تو آدمی بلا جھجک کہہ دے کہ واجبات میں کیا رکھا ہے شاہ جانے تے راہ جانے کوئی حرام کام کا ارتکاب کرے بے تحاشہ اگر کوئی روکے ٹوکے تو کہے کہ حرام کاموں میں کیا رکھا بس شاہ جانے تے راہ جانے۔ یہ ذہن میں رکھنا علیؑ امیر المومنین ہیں۔ وہ بے ایمانوں کے سردار نہیں، علی امام المتقین ہیں وہ شرابیوں، کبابیوں، ربابیوں، بدمعاشوں کے امام نہیں ہیں۔ لہٰذا پہلے مولا علیؑ کو اگر اپنا امیر ماننا ہے تو پھر ایمان کی شمع روشن کرنی پڑے گی اور مولا علیؑ کا غلام بننا ہے مولا علیؑ کو اپنا فخریہ امام ماننا ہے اور یہ نعرہ لگانا ہے کہ یا علیؑ ہم تو تیرے ہیں تو بدن پر لباس تقویٰ والا لباس زیب بدن کرنا پڑے گا۔ (صلوات)

شیعوں کے خصائل وعلامات

جب ایمان کی بات ہوئی اور تقویٰ کی نہ کوئی صلوات نہ کوئی نعرہ صلوات۔ ماشاء اللہ پونا گھنٹہ ہو گیا اور اب تک جو کچھ میں نے بیان کیا ہے وہ میرے پروگرام میں بیان کرنا شامل ہی نہ تھا آج تو میں چاہتا تھا کہ مولا علیؑ کے محبوں کے خصائل بیان کروں، ان کی علامات بیان کروں کہ مولا علیؑ کن کو

اپنا محب تسلیم کرتے ہیں آلِ محمدؐ کن کو اپنا شیعہ تسلیم کرتے ہیں کہ جن کی شفاعت کا وہ وعدہ کرتے ہیں ان کی علامات کیا ہیں، اُن کی صفات کیا ہیں، اُن کے کمالات کیا ہیں؟۔تو میں مختصر لفظوں میں عرض کر رہا تھا اِس موضوع پر ہمارے علمائے اعلام نے بڑی بڑی کتابیں لکھی ہیں۔ شیخ صدوقؒ کی کتاب ہے ایک کا نام ہے "صفات شیعہ" اُس میں صرف حیدر کرارؑ کے ماننے والوں کی صفات گنوائی گئی ہیں ایک کتاب ہے جس کا نام "اعلائم شیعہ" پانچ چھ سو صفحہ کی کتاب ہے جس میں شیعان حیدر کرارؑ کی علامات وصفات گنوائی گئی ہیں۔ کہیں ہے ثواب الاعمال کہ فلاں عمل کا ثواب کتنا ہے کہ فلاں نیکی کا ثواب کتنا ہے، کہیں ہے کتاب الاعمال کہ فلاں گناہ کا عذاب کتنا ہے، فلاں گناہ کا عذاب کتنا ہے۔ وہ ساری باتیں چھوڑ کر میں دو باتیں عرض کرنا چاہوں گا۔ ایک تو حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام والی مختصر ترین حدیث جس میں امام موسیٰ کاظمؑ نے جناب شیخ صدوق کی روایت کے مطابق اپنے شیعان حیدر کرارؑ کی صفات گنوائی ہیں وہ یہ ہیں شَیِّعَتُنَا فرمایا ہمارے شیعہ وہ ہیں جو:۔

یُوْقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَیُحَجُّوْنَ بَیْتَ اللّٰہِ الْحَرَامَ وَیَقُوْمُوْنَ شَھْرَ الرَّمْضَانِ وَیَتَوَلَّوْنَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیَتَبَرَّاُوْنَ اَعْدَآئِھِمْ

ہمارے شیعہ وہ ہیں جو نمازیں پڑھتے ہیں، جو زکوٰۃ دیتے ہیں، جو حج کرتے ہیں، جو ماہ رمضان کے روزے رکھتے ہیں، جو ہم آلِ محمدؐ کی ولایت کا اقرار کرتے ہیں اور ہمارے دشمنوں سے بیزاری کا اظہار بھی کرتے ہیں۔ اس حدیث میں کم از کم پانچ صفات گنوائی گئی ہیں اگر میں نماز کو لے لوں تو ایک مجلس اُس کے بیان کے لیے، (اُس کے پڑھنے کے فوائد اور اُس کے پڑھنے کے ثواب بیان نہیں ہو سکتے) نہ پڑھنے کے عذاب بیان نہیں ہو سکتے۔

اہمیت نماز

تو میرے دوستو! کل، پرسوں بھی قیامت کے شدائد کے ضمن میں نماز کا ذکر کیا تھا کہ نماز وہ چیز ہے، نماز وہ واجب اسلامی ہے، وہ فریضہ شریعہ ہے کہ:۔

اَوَّلُ مَا يُسْئَلُ مِنْ عَبْدٍ الصَّلٰوةِ

کہ قیامت والے دن سب سے پہلا فروع دین میں سے سوال جو ہے نماز کے بارے میں کیا جائے گا۔ نماز ہو گئی قبول تو سارے عمل قبول، نماز ہو گئی رد تو سارے عمل مردود۔ جہاں تک قرآن و حدیث کا تعلق ہے قرآن مجید نے ترک نماز کو شرک کہا ہے فرماتے ہیں:۔

اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۳۱﴾ (الروم)

کہ اللہ فرماتا ہے اے میرے بندو! نماز پنجگانہ پڑھو اور اپنے آپ کو مشرک نہ بناؤ۔ یعنی نماز نہیں پڑھو گے تو مشرک بن جاؤ گے۔ اللہ فرماتا ہے پڑھو اور شیطان کہتا ہے نہ پڑھو۔ تم نے رحمٰن کا حکم ٹھکرا کر شیطان کا حکم کا مانا تو مشرک بن جاؤ گے اور اللہ کا فرمان ہے:۔

وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ

جو مشرک ہیں ان پر حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةِ اللہ نے مشرکوں پر جنت حرام قرار دی ہے۔ اب آؤ پیغمبر اکرمؐ کا فرمان پڑھیں ہماری تمام مذہبی کتابیں چھلک رہی ہیں کہ فرمایا:۔

مَا بَيْنَ الْكُفْرِ وَالْاِسْلَامِ اِلَّا تَرْكُ الصَّلٰوةِ۔

جریبیں مارنے کی ضرورت نہیں، کوئی پٹواری بلانے کی ضرورت نہیں، گرداور کی خدمات حاصل کرنے کی ضرورت نہیں۔ اگر اسلام اور کفر کا فاصلہ ناپنا چاہو تو صرف نماز کو دیکھ لو۔ نماز ہے تو اسلام ہے، نماز نہیں تو کفر کے سوا کچھ

بھی نہیں ہے۔ (نعرہ)

معصومین علیہم السّلام کی نماز

اگر وقت کے دامن میں گنجائش ہوتی تو ایک پورا عشرہ پڑھا جا سکتا ہے کہ نبی کیسے نماز پڑھتے تھے، مولا علیؑ کس طرح خشوع و خضوع کے ساتھ پڑھتے تھے، امام علی زین العابدینؑ کس طرح پڑھتے تھے اور سَیِّدَ الشَّبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ، مہدی دوراں تک چودہ معصومینؑ کی نمازوں کا تذکرہ کیا جائے۔ تو میں کہتا ہوں عشرہ محرم بھی تھوڑا ہے۔ اتنا عرض کروں گا کہ جس طرح مولا علیؑ نے نماز پڑھ کے اپنے محبوں کو دکھائی ہے جنگ صفین میں، جنگ نہروان میں، جنگ جمل میں اُس کی کائنات کے غزوات میں کوئی نظیر نظر نہیں آتی اور جو سید الشہداء نے تیروں، تلواروں کی بارش میں نماز پڑھ کے دنیا کے سامنے نقشہ پیش کیا ہے آدمؑ سے لے کر خاتمؐ تک کسی نبی کے حالات میں اُس کی نظیر نظر نہیں آتی ہے۔ اِس لیے کہنے والے نے بالکل بجا کہا تھا:

نہ مسجد میں نہ بیت اللہ کی دیواروں کے سائے میں
نمازِ عشق ادا ہوتی ہے تلواروں کے سائے میں

سید الشہداء نے وہ نماز خدا ادا کی جس کی تعقیبات میں شہادت تھی اور شہادت کے بعد امام جنت الفردوس میں پہنچ گئے جس قوم کے سامنے اپنے ائمہ طاہرین کی نمازوں کا منظر ہو وہ اگر نماز نہ پڑھیں تو پھر تعجب ہوتا ہے۔ وہ نہیں پڑھیں گے تو پھر کون پڑھے گا؟

اہمیت زکوٰۃ

جہاں تک زکوٰۃ دینے کا تعلق ہے زکوٰۃ نبیوں نے بھی دی ہے، اماموں نے بھی دی ہے، مومنین نے بھی دی ہے آج بھی دے رہے ہیں لیکن اللہ نے

پورے قرآن میں ایک نمازی اور زکوٰۃ دینے والے کا ذکر کیا ہے فرمایا:۔

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ ﴿٥٥﴾ (المائدہ)

اللہ تمہارا سردار ہے بحیثیت اللہ ہونے کے، دوسرا اُس کا نبیؐ سردار ہے بحیثیت رسولؐ خدا ہونے کے، تیسرا وہ بزرگوار سردار ہے جو مومن ایسا ہے کہ جس کے ایمان میں کوئی کافر بھی شک نہیں کرسکتا، ایسا نمازی ہے کہ جس کے ذمے کوئی فریضہ یا نافلہ قضا نہیں ہے اور زکوٰۃ دینے کا ایسا شیدائی ایسا فدائی ہے کہ اللہ نے جب بھی زکوٰۃ کا قرآن میں ذکر کیا:۔

يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ

کہ اللہ کے بندے نماز پڑھتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں لیکن مقام عمل میں جب کوئی نمازی نماز پڑھتا ہے اس حالت میں زکوٰۃ نہیں دے سکتا، جب کوئی زکوٰۃ دینے والا زکوٰۃ ادا کرتا ہے اُس وقت نماز میں مصروف نہیں ہوتا۔ میں پورے چودہ سو سال کی تاریخ کو سامنے رکھ کر یہ دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ آجتک چشم فلک نے بیر حیدر کرارؑ کے سوا کوئی ایسا نمازی زکوٰۃ دینے والا نہیں دیکھا، تاریخ نے کوئی ایسا آدمی نہیں دیکھا، آنکھوں نے کوئی ایسا آدمی نہیں دیکھا جس نے ایک وقت میں دونوں کام انجام دیئے ہوں۔ اُدھر نماز پڑھی ہو جب رکوع میں گیا ہو تو زکوٰۃ خدا بھی ادا کی ہو۔ (نعرہ)

انگوٹھی کے فضائل

انگوٹھیاں ہم لوگوں نے بھی پہنی ہوئی ہیں۔ آپ کے ہاتھوں میں بھی انگوٹھی ہوگی مومن کے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی کا ہونا علامات ایمان میں سے ایک علامت ہے۔ یہ جنتریوں والے لکھتے ہیں فلانہ نگینہ نہ پہنا جائے، تو فلانہ

نگینہ پہنا جائے کہ فلاں طالع والا فلانہ پہنے۔ یہ سب فضولیات ہیں، لغویات ہیں۔ احادیث محمدؐ میں جو جس نگینے کی فضیلت بیان کی ہے وہ سب کے لیے برابر ہے۔ مثال کے طور پر بات لمبی نہ ہو جائے عقیق سرخ جس کا ثواب سب سے زیادہ ہے دو رکعت پڑھو خالق اکبر ستّر رکعت نماز کا ثواب عطا فرماتا ہے، اگر فیروزہ کی انگوٹھی پہنی جائے رزق وسیع ہوتا ہے، اگر یاقوت کی انگوٹھی پہنی جائے دل کی تقویت کا باعث ہے، درنجف کی انگوٹھی پہنی جائے دعا کی قبولیت کا سبب ہے۔ ہر پتھر کے الگ الگ خواص ہیں ہماری انگوٹھیاں کوئی سو روپے کی کوئی دوسو کی کوئی چارسو کی مولا علیؑ کی انگوٹھی تو سونے کی نہیں وہ چاندی کی تھی اور چاندی سستی تھی پر مولاؑ کی انگوٹھی کا نگینہ علمائے اہل سنت اور شیعہ نے یہ لکھا ہے کہ ملک یمن کا خراج ایک طرف پلڑے میں رکھ دیا جاتا اور مولا علیؑ کی نگینے کی قیمت ترازو کے دوسرے پلڑے میں رکھ دی جاتی، میزان عدل پر تولا جاتا تو ملک یمن کے خراج کا پلڑا اُوپر اٹھ جاتا اور حیدر کرارؑ کی نگینے کی قیمت والا پلڑا بھاری بھر کم ہونے کی وجہ سے نیچے جھک جاتا۔ (نعرہ)

فضول بحث

لوگ کہتے ہیں جو سائل دروازے مسجد پر کھڑا تھا مولا علیؑ اگلی صف میں پیغمبرؐ کے پیچھے کھڑے تھے یہ مانا کہ مولاؑ نے اُس کی آواز سن لی اُس نے اللہ کے نام پر سوال کیا جب ایک لمحہ دیکھا کسی نے کچھ نہیں دیا تو اُس نے اللہ کی سرکار میں شکایت کی کہ یا اللہ گواہ رہنا، میں تیرے نبیؐ رحمت کی مسجد کے دروازے پہ آیا ،میں نے تیرے نام پہ سوال کیا مجھے کسی نے کچھ نہیں دیا میں خالی جا رہا ہوں دوسروں نے بھی سنا، مولا علیؑ نے بھی سنا۔ جب مولا علیؑ نے سنا تو انہوں نے اپنی انگوٹھی اُس کے حوالے کر دی۔ لوگ کہتے ہیں کہ سائل دروازے پہ کھڑا تھا اُس نے

مولاؑ کا اشارہ کیسے سمجھا؟ صفوں کو چیر کر مولا علیؑ تک کیسے پہنچا؟ اس وقت تک مولا علیؑ نے سر کیوں نہ اٹھایا؟ یہ سارے سوالات کیے جاتے ہیں تا کہ علیؑ ولی کی فضیلت کو مٹایا جائے۔ میں نے اگر چہ تجلیات صداقت میں ہر سوال کا جواب دے دیا لیکن خدا بھلا کرے غزالی کا جس نے "سر العالمین" میں یہ سارا مسئلہ حل کر دیا کہ مولاؑ نے جب شکایت کا لفظ سنا تو اشارہ کیا انگلی کی طرف۔ بس اِس اشارے کا ملنا تھا کہ سائل کو آنا نہیں پڑا، کہ صفوں کو چیرنا نہیں پڑا:۔

فَاتَزَلَ خَاتَمٌ مِنْ يَدِهٖ اِلٰى يَدِ الْقَامَة

اشارے کا ملنا تھا کہ انگوٹھی اڑ کر سائل کے ہاتھوں میں پہنچ گئی۔ (نعرہ)

اب یہ سوال ہی ختم ہو گیا کہ وہ سائل کیسے آیا؟ کیسے صفوں کو چیرا؟ تو کیسے مولاؑ تک پہنچا؟ مولا نے کیسے انگوٹھی اتاری؟ تو کیسے اُس کو دی؟ یہ سارے بہانے ہیں۔ بس مولاؑ کا اشارہ کرنا تھا کہ انگوٹھی اُڑ کر سائل کے ہاتھوں میں پہنچ گئی۔ جب سائل دعائیں دیتا ہوا واپس چلا گیا تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی:۔

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ﴿۵۵﴾ (سورہ المائدہ آیت ۵۵)

مولا علیؑ تو اِس طرح شان کے ساتھ رکوع میں زکوٰۃ ادا کریں کہ اللہ قصیدے پڑھے۔ لیکن شیعان علیؑ کو پتہ ہی نہ ہو کہ زکوٰۃ کس جانور کا نام ہے؟ کتنی دینی ہے؟ کس کو دینی ہے؟ کس طرح دینی ہے؟ لہٰذا زکوٰۃ دینا بھی مومنوں کی دوسری علامت ہے:۔

حج کی اہمیت

وَيَزُجُّوْنَ بَيْتَ اللّٰهِ الْحَرَامَ

فرمایا کہ مومن وہ ہوتے ہیں، ہمارے شیعہ وہ ہوتے ہیں کہ اگر حج

واجب ہو جائے تو ضرور ادا کرتے ہیں۔ میں کیا عرض کروں تفصیل میں جانے کا وقت نہیں ہے ایک گھنٹہ مکمل ہونے والا ہے اللہ فرماتا:۔

لِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا (سورہ آل عمران)

جو لوگ استطاعت رکھتے ہیں اُن پر حج بیت اللہ ادا کرنا واجب ہے۔

استطاعت کیا ہے؟ آنے جانے کا خرچہ بھی ہو، راستہ کھلا ہوا ہو، واپسی تک بیوی بچوں کا خرچ بھی ہو، واپس آنے کے بعد کاسۂ گدائی ہاتھ میں نہ لینا پڑے، روٹی کا کوئی انتظام بھی ہو اس پر حج بیت اللہ واجب ہے کہ ادا کرے اور اللہ فرماتا ہے وَمَنْ کَفَرَ جو کافر بن جائے حج واجب ہے پر ادا نہیں کرتا اگلے سال کروں گا اگلا سال آ گیا تو اگلے سال کروں گا اسی حالت میں اگر مر گیا تو پیغمبرؐ فرماتے ہیں:۔

لَا یَمُوْتَنَّ عَلٰی غَیْرِ دِیْنِیْ مَنْ لَا یَحْضُرُ الْفَقِیْہ

ہمارے مذہب کی چار کتابوں میں سے چوتھی کتاب کی روایت ہے کہ پیغمبرؐ فرماتے ہیں جس بندے پر حج واجب ہو وہ ٹال مٹول کرتا ہوا مر جائے حج کا فریضہ ادا نہ کرے وہ میرے اسلام پر نہیں مرے گا یہودی اور نصرانی ہو کر مرے گا۔ کوئی یہ نہ کہے کہ حدیث سخت ہے قرآن کے لفظ بھی یہی ہیں وَمَنْ کَافَرَ جو کافر بن جائے حج کا فریضہ ترک کر دے اللہ کا کچھ نہیں بگڑے گا اس کے اسلام کی ناؤ ڈوب جائے گی آخری صفت وَیَقُوْمُوْنَ شَھْرَ الرَّمْضَانِ وہ ماہ رمضان کے روزے بھی رکھتا ہو۔ کیونکہ کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ مومنوں پر روزہ رکھنا واجب ہے جو مومن نہیں، بے ایمان کو چھٹی ہے۔ نہ نماز واجب ہے، نہ روزہ واجب ہے۔ لیکن اگر ایمان ہے تو پھر روزہ رکھنا بھی واجب ہے۔

اجر رسالت

پانچویں صفت کیا ہے فرمایا یَتَوَلَّوْنَ اَھْلَ الْبَیْتِ ہم آل محمدؑ سے محبت رکھتے ہیں جو اجر رسالت ہے:۔

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ط (سورہ الشوریٰ)

آل محمدؑ کی محبت ہے اجر رسالت۔ اگر یہ اجرت ادا کی ہے تو قصر اسلام میں داخلہ بھی مباح نماز پڑھنا بھی مباح روزہ رکھنا بھی مباح حج کرنا بھی مباح اسلامی احکام پر عمل کرنا بھی مباح اور حرام کاموں سے بچنا بھی مباح ہے اگر آل محمدؑ کی ولایت کر کے ان سے محبت کر کے اُن کے ساتھ محبت و مودت رکھ کے آل محمدؑ کی اگر اُجرت ادا نہیں کی تو پھر شاعر نے بالکل بجا کہا ہے:۔

زاہد تیری نماز کو میرا اسلام ہے
بن حب اہل بیت عبادت حرام ہے

لٰہذا اُس عمل کا کوئی فائدہ نہیں جس میں آل محمدؑ کی ولایت شامل نہ ہو۔ اُس روزے اور زکوٰۃ کا کوئی فائدہ نہیں جو آل محمدؑ کی ولایت کے پانی میں نہ گوندھا جائے۔ الغرض نتیجہ یہ نکلا کہ محبت اُس وقت تک مکمل نہیں ہوسکتی جب تک آل محمدؑ کے دشمنوں سے اظہار برأت نہ کیا جائے۔ ایک آدمی مولا علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوا کہنے لگا (مولاؑ کے مشہور دشمن کا نام لے کر کہا) مولاؑ میں اتنا وسیع قلب ہوں آپؑ سے بھی محبت کرتا ہوں فلاں سے بھی محبت کرتا ہوں مولاؑ نے فرمایا تو کانا ہے یا پورا اندھا بن، یا پورا بینا بن، آدھا آنکھوں والا آدھا کانا بننا زیب نہیں دیتا۔ لٰہذا میرا بننا ہے تو پھر مجھ سے محبت کر میرے دشمنوں سے نہ کر۔ اور اگر دشمنوں سے محبت کرنی ہے تو پھر میری محبت کا دعویٰ نہ کر۔ جو ہمارا ہے وہ ہمارے مخالفوں کا نہیں ہے۔ جو ہمارے مخالفوں کا ہے وہ ہمارا نہیں

ہے۔آج اتنا کافی ہے پتہ چل گیا کہ اگر جنت الفردوس میں جانا ہے تو مولا علیؑ اور اولاد علیؑ کی رعایا بھی بننا پڑے گا۔اور اگر محمدؐ وآل محمدؐ کا غلام بننا ہے تو لباس تقویٰ زیب بدن کرنا پڑے گا۔اس لیے آل محمدؐ نے فرمایا جیسا کہ باقر العلوم فرماتے ہیں اصول کافی میں یہ روایت موجود ہے کہ:۔

لَا تَنَالُوْ وَلَا يَتِنَا اِلَّا بِالْوَرْعِ وَالْعَمَلِ

ہماری ولایت، ہماری محبت، ہماری مؤدت اُس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتی جب تک دو کام نہ کر لیے جائیں۔واجب کو ادا نہ کیا جائے، حرام سے دامن کو بچایا نہ جائے۔جب دو کام کرلو گے، واجب کو ادا کرو گے حرام سے دامن کو بچاؤ گے تو تم ہمارے بن جاؤ گے، ہم تمہارے بن جائیں گے۔

مصائب حضرت عباس علیہ السلام

بس میرے دوستوں پانچ بج گئے ہیں اور میں آج چاہتا ہوں کہ سرکار حضرت عباس رُوحِیْ وَاَرْوَاحُ الْعَالَمِیْنَ فِدَا کی شہادت بیان کی جائے

اسلام کے وقار کی اونچی چٹان پر
عباس کی وفا کے ہیں جھنڈے گڑے ہوئے

میرے عزیزو، میرے دوستو، بزرگو! سرکار سید الشہداءؑ کے مختصر لشکر کے علم بردار اور رئیس کا نام سرکار وفا ابوالفضل العباس ہے جناب سید الشہداء کی جب قربانیاں شروع ہوئیں روز عاشورہ تو میں نے کل، پرسوں عرض کیا تھا۔کہ پہلے شہید کا نام جو آل محمدؐ میں سے شہید ہوئے وہ ہم شکل پیغمبر جناب شہزادہ علی اکبر تھے اُن کی شہادت ہو چکی، جناب قاسم کی شہادت ہو چکی، جناب نبی ہاشم کے جوانوں، چھوٹوں کی شہادت ہو چکی، جب سید الشہداء یکا و تنہا رہ گئے تو سرکار وفا نے آ کر اجازت طلب کی کہ مولا هَلْ لِیْ مَنْ

رُخْصَتِي مجھے بھی شہادت کی اجازت ہے۔ تاریخ میں ملتا ہے کہ جناب سید الشہداءؑ نے جب عباسؑ کی التجا سنی تو زار و قطار رونا شروع کر دیا۔ جب رونے سے افاقہ ہوا تو فرمایا عباس اَنْتَ صَاحِبُ الِوَائِیْ تو میرے لشکر کا علمبردار ہے۔ جب علمبردار مارا جائے تو پھر لشکر کا کیا حال ہوتا ہے؟ شہزادے نے آنکھیں نیچے کر کے عرض کیا۔ مولاؑ یہ ٹھیک ہے کہ میں آپؑ کے لشکر کا علمبردار ہوں اب وہ لشکر کہاں ہے؟ سارے تو جام شہادت نوش کر چکے۔ اب مجھ سے بچوں کی پیاس دیکھی نہیں جا سکتی ہے اَلْعَطَشُ کی آواز سنی نہیں جا سکتی۔ امامؑ پھر بھی پس و پیش فرما رہے تھے مختصر لفظوں میں عرض کروں کہ خیام حسینی سے اَلْعَطَشُ اَلْعَطَشُ کی آوازیں بلند ہوئیں جب اَلْعَطَشُ اَلْعَطَشُ کی آوازیں بلند ہوئیں تو سید الشہداء نے اتنا کہا کہ عباس اگر ہو سکتا ہے تو ان بچوں بیبیوں کے لیے پانی کا انتظام کرو۔ شہزادے کو جب اجازت ملی پانی لینے کے لیے جب نہر فرات کی طرف رخ کیا تو نہر فرات پر چار ہزار تیر انداز مقرر تھا ان کو جب پتہ چلا کہ ساقی حوض کوثر کا جوان بیٹا حضرت عباسؑ ابن علیؑ پانی کا مشکیزہ بھرنے کے لیے آ رہے ہیں تو چار ہزار فوج کا لشکر جرار کمر بند کھڑا ہو گیا کوئی تیر چلاتا کوئی تلوار کا وار کرتا لیکن عباسؑ تیری شجاعت پر کائنات قربان شہزادے نے ایسے تابڑ توڑ حملے کیے کہ مولیوں اور گاجروں کی طرح ظالموں کو کاٹ کے رکھ دیا۔ اَسّی ناریوں کو جب فی النار کر چکے تو ناریوں نے راستہ چھوڑ دیا۔ شہزادہ نے دریائے فرات میں اپنے گھوڑے کو ڈال کر مشکیزہ بھرا اور پھر چاہا چلو بھر کے پانی پیئے، لیکن اِس وفاداری پر کائنات قربان کہ یَاسَاقِیَ الْعَبَّاس۔ جب پانی پینے کا ارادہ کیا تو اپنے سردار امام حسینؑ کی پیاس یاد آ گئی۔ پانی چلو سے

انڈیل دیا اور فرمایا: اے عباسؑ! یہ شانِ وفا کے خلاف ہے تیرا آقا و مولا پیاسا ہو اس کے بچے مستورات پیاسی ہوں اور تم پانی پیو، یہ شان وفا کے خلاف ہے۔ مشکیزہ بھرا، کاندھے پر رکھا اور گھوڑے کو ایڑ لگائی اور باہر نکل آئے جب ظالموں نے دیکھا کہ شہزادے نے مشکیزہ بھر لیا اُن کی کوشش ہے کہ پانی خیام حسینی تک پہنچ جائے ظالموں کی بھرپور کوشش ہے کہ پانی حسینؑ کے خیموں تک نہ پہنچنے پائے۔ حضرت عباسؑ آگے بھی بڑھ رہے تھے ایک ہاتھ میں علم ہے ایک ہاتھ میں تلوار ہے مشکیزہ کندھے سے لٹکایا ہوا ہے کہ یکا یک ایک ملعون نوفل ازرقی نے ایسا تلوار کا بھرپور وار کیا کہ شہزادے کا دائیں بازو کٹ کے زمین پہ گر گیا۔ زمین پہ بازو کا گرنا تھا تو شہزادے نے تلوار بائیں ہاتھ میں لی اور یہ پہلا موقع تھا کہ علم عباسؑ زمین پہ گرا۔ اے کاش ہم موجود ہوتے تو سرکار وفا کا علم زمین بوس نہ ہوتا، زمین پر نہ گرتا۔ آج لاکھوں کروڑوں عزاداران سید الشہداءؑ علم اُٹھانے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں اور حسرت کی آہ بھرتے ہیں کہ اے کاش میدان کربلا میں ہوتے تو عباس کا علم زمین پر نہ گرتا۔ لیکن الغرض چند قدم آگے بڑھے تھے اُسی ظالم نے پھر کمین گاہ سے چھپ کر بائیں بازو پر ایسا وار کیا کہ بائیں بازو بھی کٹ کر زمین پر گر گیا۔ اب بازوں سے خون بہہ رہا ہے داہانہ مشکیزہ کو منہ میں دبایا، مشکیزے کو سامنے سینے سے لگایا اور گھوڑے کی زین پر دراز ہو گئے۔ شہزادے کی کوشش ہے کہ کسی نہ کسی طرح پانی خیام حسینی میں پہنچ جائے اور ظالموں کی کوشش کہ پانی بہا دیا جائے۔ اسی اثناء میں شہزادہ آگے بڑھ رہا تھا ایک ملعون نے ایک ایسا تیر مشکیزے پہ مارا کہ پانی سارا زمین پر بہہ گیا۔ پانی کا بہنا تھا کہ جناب وفا سرکار کا دل بیٹھ گیا اب کہنے لگے میں کس منہ سے جناب سکینہ کو منہ دکھاؤں گا؟ کس منہ کے ساتھ خیام حسینی میں جاؤں گا؟

اِسی شش و پنج میں تھے کہ ایک ظالم نے آگے بڑھ کر لوہے کا وزنی گرز ایسا سرکار کے سراقدس پر مارا، کہ سراقدس کے دو ٹکڑے ہو گئے اور زین اسپ پر شہزادہ نہ سنبھل سکا۔ یہ کوہِ وفا اِس حال میں زمین پر گرا کہ دونوں ہاتھ قلم ہو چکے تھے، سر زخمی تھا اس کے دو ٹکڑے ہو چکے تھے اور گرتے ہوئے آواز دی اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَخِیْ میرا بھائی حسینؑ! عباسؑ کا آخری سلام قبول ہو۔ امامؑ عالی مقام اُدھر بڑھے جدھر سے آواز گئی تھی جب قریب پہنچے تو دیکھا شہزادہ وفا زخموں سے چور چور خون میں غلطاں ایڑیاں رگڑ رہا ہے امامؑ لاش اقدس پہ بیٹھ گئے اور فرمایا:۔

اَلْاٰنَ اِنْ كَسَرَ ظَهْرِیْ وَقَلَّتْ حِيْلَتِیْ

عباس! اب میری زور کمر ختم ہو گیا، میری تدبیریں ختم ہو گئیں، اب پانی کا کوئی انتظام نہیں ہو سکتا۔ میری بہنوں، بیٹیوں کا پردہ نہیں بچ سکتا۔ اب تک امید تھی علیؑ کی بیٹیوں کو کہ عباسؑ موجود ہے تو ہمارے پردے کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ لیکن عباسؑ تیری شہادت نے میرا زور کمر ختم کر دیا۔ اب خواہ اِس وجہ سے شہزادے علی اکبرؑ کی شہادت نے نور بصر ختم کر دیا تھا شہزادہ جناب ابوالفضل عباسؑ کی شہادت نے زور کمر ختم کر دیا ستاون برس کی عمر، تین دن کی بھوک پیاس شہزادے کی لاش نہ اٹھا سکے۔ بلکہ لاش کو وہیں چھوڑا اور وہاں سے اُٹھے، کوہ مصیبت سر پر اُٹھایا۔ جب خیموں میں آئے تو زار و قطار رو رہے تھے۔ بیبیاں حلقہ باندھ کے آ گئیں آپ کا گریہ بتاتا ہے کہ ہمارے عباس زندہ نہیں رہے۔ یہ سننا تھا کہ امامؑ کی آواز گریہ بھی بلند ہوئی۔ فرمایا: عباس شہید ہو گئے، عباسؑ مارے گئے اور ابھی ابھی ان کی لاش اقدس سے میں واپس آ رہا ہوں۔

اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ۔ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا عَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

آٹھویں مجلس

دینِ اسلام

سرکار صدرالمحققین سلطان المتکلمین حجۃ الاسلام والمسلمین

حضرت علامہ الشیخ محمد حسین النجفی

مدظلہ العالی علیٰ رؤس المومنین

دین اسلام

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰانِ الرَّجِیْمِ ○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَی الْاَشْرَفِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَ اَهْلِ بَیْتِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاهِرِیْنَ الْمَعْصُوْمِیْنَ۔

اَمَّا بَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰی فِیْ کِتَابِ الْمُبِیْنَ وَهُوَ اَصْدَقُ الصَّادِقِیْنَ:۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰانِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ (آل عمران آیت ۱۹) و قال فی المقام الآخر وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۸۵﴾ (آل عمران) (صلوات)

خالق کون و مکان اور مالک دو جہان کے اس فرمان واجب الاحترام کا ترجمہ اور حاصل مطلب یہ ہے کہ جو رب العالمین بھی ہے، کائنات کا خالق، مالک بھی ہے اور بادشاہ حقیقی بھی ہے، دین بنانے والا بھی ہے وہ اعلان فرما رہا ہے کہ میری نظر قدرت میں جو میرا بنایا ہوا دین ہے جو میری بارگاہ میں قابل قبول دین ہے جو دین و دُنیا کی کامیابیوں کا ضامن و کفیل دین ہے اُس کا نام صرف اسلام ہے لہٰذا جو شخص، جو قوم و قبیلہ اللہ کے پسندیدہ دین کو، باعث مقبولیت دین کو چھوڑ کر کوئی بھی اور دین اختیار کرے گا قیامت والے دن اُس کا دین قبول نہیں کیا جائے گا اور اُس کو نقصان اٹھانا پڑے گا، اپنے کیے پر

پچھتانا پڑے گا۔ (صلوات)

دولت ایمان

پہلی تقریر میں عرض کیا تھا کہ دین اسلام جو اللہ کا بہت بڑا انعام ہے بہت بڑا احسان ہے اس کی بے شمار نعمتوں میں سے بہت بڑی نعمت عظمیٰ ہے ایمان ہے، اسلام ہے، تو سب کچھ ہے۔ اولاد کے بغیر بھی گذارہ ہو سکتا ہے جائیداد کے بغیر وقت گذر سکتا ہے، مکان نہ ہو، لباس نہ ہو، روٹی نہ ہو کپڑا نہ ہو کوئی دوست نہ ہو سب کے بغیر گذارہ ہو سکتا ہے پر اگر اسلام نہیں ہے، ایمان نہیں ہے تو پھر معاف رکھنا کافر، کتے اور خنزیر میں کوئی فرق نہیں ہے۔ انسان کا شرف ہے تو اسلام کے ساتھ انسان کا کوئی مقام ہے اس کی شان ہے تو ایمان کے ساتھ۔ لہٰذا یہ سب سے بڑا اللہ کا احسان ہے کہ اُس نے کائنات کو چھوڑ کر ہمیں مسلمان بننے کی توفیق عطا فرمائی اور پھر آپ جانتے ہیں اسلام کی منزل پست ہے، ایمان کی منزل بلند ہے۔ خالق کائنات نے ہمیں کل ایمان کے دامن تھامنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اور سب سے بڑا اعزاز ہمارا یہ ہے کہ جب ہم کہتے ہیں یا علیؑ ہم تو تیرے ہیں۔ اب کوشش صرف یہ کرنی چاہیے کہ والی نجف بھی فرمائیں کہ میں مانتا ہوں کہ تم میرے ہو۔ اور اس کے لیے پہلے دن سے میں عرض کر رہا ہوں کہ حقیقی مسلمان بننے کی، حقیقی اہل ایمان بننے کی ضرورت ہے۔ اور عرض کیا تھا کہ اسلام کیا ہے؟ ایمان کیا ہے؟ چند عقائد ہیں جن کا تذکرہ بحمد اللہ کیا جا چکا ہے۔ توحید، عدالت، نبوت و رسالت، ولایت امامت، عقیدہ قیامت بیان ہو چکے۔ کل سے دوسرے اجزاء کا سلسلہ شروع ہے کہ تیسرا جزو ہے۔ اعمال وعبادت۔ واجبات کا ادا کرنا، محرمات سے دامن کا بچانا اور آج اس کا

تتمہ عرض کر کے تیسرے جزء کا تذکرہ کیا جائے گا کہ انسانی تعلقات کیا ہیں؟ معاملات کیا ہیں؟ اُن کی اہمیت کیا ہے؟ اور چوتھا جزء ہے اخلاقیات۔ اور پانچویں اور آخری جزء ہے معاشیات و سیاسیات۔ انشاء اللہ کل جہاں اس مجلس کا اختتام ہو جائے گا تو اجزائے حقیقی اسلام بھی بیان ہو جائیں گے۔ تا کہ کوئی مسلمان بن کے، اہل ایمان بن کے، آل محمدؑ کا غلام بن کے جینا مرنا چاہے تو اس کے لیے راستہ صاف نظر آئے۔ اور اگر کوئی انکار کرنا چاہے اور کوئی اسلام کے مطابق اسلامی قوانین، اسلامی آئین کے مطابق نہ جینا چاہے تو اُس پر کم از کم حجت تو تمام ہو جائے (صلوات)

واجبات اور محرمات

کل کی مجلس میں تفصیل سے عرض کیا مومن بننا پڑتا ہے کیونکہ علیؑ ہیں امیر المومنین اور مولا علیؑ کا غلام بن کے جینا، مرنا چاہیں تو پھر تقویٰ والا لباس زیب بدن کرنا پڑتا ہے۔ کیونکہ مولا علیؑ ہیں امام المتقین اور کل جو کچھ عرض کیا اُس کا خلاصہ یہ ایک جملہ تھا کہ واجب کے ادا کرنے، حرام سے دامن بچانے کا نام ہے تقویٰ۔ اب کوئی بہانہ ساز لوگ یہ پوچھتے ہیں سوال کرتے ہیں کہ واجبات کیا ہیں محرمات کیا ہیں کوئی آپ سے پوچھے مجھے بتایئے اس دور میں، روشنی کے دور میں، اکیسویں صدی عیسوی میں، پندرہویں صدی ہجری میں، آج کے دور میں، اس علمی دور میں، اس کالجوں کے دور میں، مدارس دینیہ کے دور میں کوئی ایسا بندہ مل سکتا ہے کہ جس کو پتہ نہ ہو کہ واجب کسے کہتے ہیں اور حرام کسے کہتے ہیں جانتے سب ہیں مرد بھی مانتے ہیں، عورتیں بھی، بچے بھی جانتے ہیں اور بزرگ بھی لیکن بات وہی ہے جو مرزا غالب نے کہی تھی ہم کہنے کی جرأت نہیں کر سکتے۔ غالب کہتا ہے کہ:۔

جانتا ہوں ثوابِ طاعت وزہد
پر طبیعت اِدھر نہیں آتی

کہتا ہے مجھے پتہ ہے کہ واجب کے ادا کرنے کا ثواب ملتا ہے حرام کام کا ارتکاب کیا جائے تو سزا ملتی ہے پر کیا کروں میری طبیعت ادھر آتی نہیں ہے کہ میں مجبور ہوں میں کچھ نہیں کر سکتا۔ لہٰذا میں جانتا تو ہوں لیکن عمل نہیں کرتا تو میں عرض کروں مرزا صاحب اگر جنت کا شوق ہے اگر جہنم کا خوف ہے تو جوتے مار کے بھی طبیعت کو ادھر آمادہ کرنا پڑے گا۔ (نعرہ)

اور اگر کوئی خواہ مخواہ چاہتا ہے کہ چند نام گنواؤں حالانکہ سب جانتے ہیں سینکڑوں واجبات ہیں، سینکڑوں محرمات ہیں، سینکڑوں مستحبات ہیں، سینکڑوں مکروہات ہیں، سینکڑوں ہزاروں مباحات ہیں۔ پر میں چند مشہور واجبات کا اور چند مشہور محرمات کا نام گنوا دیتا ہوں تا کہ حجت تمام ہو جائے۔ اِس دور میں کون نہیں جانتا جس کی اسلامیات پر، جس کی اخلاقیات پر، جس کی عبادیات پر نگاہ ہے کون نہیں جانتا کہ نماز پنجگانہ ادا کرنا واجب ہے، ماہ رمضان کا روزہ رکھنا واجب ہے، زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہے، خمس حق سادات ادا کرنا واجب ہے اگر شرطیں پائی جائیں تو حج بیت اللہ ادا کرنا واجب ہے۔ نبی و امام بلائیں بشرطیکہ مولوی نہ بلائے کیونکہ:۔

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں
تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے میں

اسلام کیا کہتا ہے؟

اس لیے کہ اسلام کہتا ہے کافروں کو مسلمان بناؤ، مولوی کہتے ہیں کافر تو ہم سے مسلمان نہیں بنتے۔ تو تم روٹی کمانے کے لیے مسلمانوں کو کافر بناؤ۔

اسلام کہتا ہے، قرآن کہتا ہے، بے ایمانوں کو مومن بناؤ۔ مولوی کہتے ہیں مومن کو بے ایمان بناؤ۔ اللہ فرماتا ہے:۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ

سارے مسلمان بھائی بھائی ہیں۔ جب دو بھائیوں میں شکل رنجی پیدا ہو جائے، کوئی غلط فہمی پیدا ہو جائے، لڑنے مرنے پر آمادہ ہو جائیں تو تم ان کی لڑائی کا تماشا نہ دیکھو بلکہ ہمت کی کمر باندھ کے آگے قدم بڑھاؤ اور اُس وقت تک آرام کا سانس نہ لو جب تک لڑنے والوں کے درمیان میں صلح نہ کرا لو۔ اللہ لڑائی کرنے والوں کو منانے کا حکم دیتا ہے، صلح کرانے کا حکم دیتا ہے اور دین ملافی سبیل اللہ فساد ہے اِس لیے:

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں
تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے میں

مولوی تو کہے گا فلاں کو مارو، فلاں کو پیٹو فلاں کے گھر کو لوٹو، فلاں کی عزت پر حملہ کرو۔ لیکن نبیؐ و امامؑ جب فرمائیں گے تو برحق ہوگا اُس کے خلاف شمشیر اُٹھانے کی اجازت دیں گے جس کے خلاف قتل و قتال واجب ہوگا۔ لہٰذا نبیؐ یا امامؑ یا نبیؐ کا قائم مقام بلائے تو جہاد کرنا واجب ہے، اسلام کا جھنڈا گاڑنا واجب ہے کفر کا جھنڈا اکھیڑنا واجب ہے۔ اسی طرح عام زندگی میں، روزمرہ کی زندگی میں سچ بولنا واجب ہے، دکاندار کے لیے پورا تولنا واجب ہے، وعدہ کیا جائے تو وعدے کی وفا واجب ہے، کوئی امانت رکھ جائے تو امانت کی ادا واجب ہے۔ میں کیا عرض کروں اِسی طرح واجبات میں سے کھرا مال بیچنا واجب ہے اور باطن اور ظاہر کا ایک رکھنا واجب ہے، اندر کچھ اور باہر کچھ اس کا نام منافقت ہے ایمان نہیں ہے۔ (صلوات)

اسی طرح مرد کے لیے داڑھی رکھوانا اتنی مقدار رکھنا کہ کم از کم دیکھنے والا کہے کہ منہ پر داڑھی ہے یہ مرد کے لیے واجب ہے۔ اور عورت کے لیے پردہ کرنا ہر اس آدمی سے جس سے شرعاً اُس لڑکی کا نکاح ہو سکتا ہے، خواہ خالہ کا بیٹا ہو یا چچا کا یا ماموں کا ہو، اُن سے پردہ کرنا واجب ہے۔ یہ چند واجبات ہیں کون نہیں جانتا نماز پنجگانہ نہ پڑھنا فعل حرام، کون نہیں جانتا بغیر عذر شرعی کے روزہ نہ رکھنا فعل حرام، زکوٰۃ واجب ہو جائے حُبِ دُنیا میں کسی کو گناہ بھی نہ دینا فعل حرام، کون نہیں جانتا سال بھر آدمی کمائے، سال بھر کھائے، خوشی غمی منائے، حج و زیارات کے سفر پر جائے سال کے بعد جو بچت ہو اُس میں سے پانچواں حصہ حق سادات ہے آل نبیؐ، اولاد علیؑ کا حق ہے، اُن کے یتیموں کا حق ہے، بیوگان کا حق ہے، اُن کے مسافرین کا حق ہے، اُن کے بے کسوں اور بے بسوں کا حق ہے۔ جو اِن کا حق ادا نہیں کرے گا قیامت کا دن ہو گا تو دامن اُس کا ہو گا اور ہاتھ سادات کرام کا ہو گا وہ میدان حشر میں اُس سے چمٹ کے کہیں گے یا اللہ اِس نے ہماری حق تلفی کی تھی آج کے دن، عدل و انصاف والے دن اِس سے ہمارا حق ہمیں دلوا۔ الغرض اسی طرح زکوٰۃ نہ دینا فعل حرام، خمس ادا نہ کرنا فعل حرام، حج واجب ہو جائے تو پھر اُسکے بعد حج کو ادا نہ کرنا فعل حرام، امامؑ، نبیؐ بلائے کہ آدمی بہانہ بنا کے گھر میں بیٹھ جائے کہ گھر میں کوئی بندہ نہیں ہے عورتیں ہیں اور بچے ہیں لہٰذا نگہبان کوئی نہیں ہے۔ جب میدان جنگ سے جان بچانے کے لیے امام کو اور نبی کو خطرے میں گھرا ہوا چھوڑ کے اپنی جان بچانے کے لیے راہ فرار اختیار کرے یہ فعل حرام ہے۔ اِسی طرح مرد کا داڑھی منڈوانا یا زیرو کی مشین پھروانا حضرت محمدؐ کے مذہب میں بالاتفاق فعل حرام

ہے، عورت کا بن سنور کے نامحرموں مجمع عام میں آنا اور لوگوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈالنا فعل حرام ہے، کھرے میں کھوٹا ملانا یعنی دودھ میں پانی ملانا، اصلی گھی میں ڈالڈا ملا کے قسمیں جھوٹی کھا کے اصلی گھی بنا کے بازار میں بیچنا یہ فعل حرام۔

میں کیا عرض کروں اِسی طرح وعدہ کر کے مکر جانا فعل حرام، جھوٹ بولنا فعل حرام، امانت میں خیانت کرنا فعل حرام اب بھی کوئی کہے گا کہ ہمیں پتہ نہیں ہے واجبات کیا ہیں اور محرمات کیا ہیں؟ یہی آپ کی چُپ جو ہے ذاکروں، مولویوں کو بے ایمان بناتی ہے (صلوات)

حلال وحرام کے مسئلے سن کر، اسلامی احکام سن کر، اگر آپ خوش ہوتے نعرے لگاتے ہوتو تمام پڑھنے والے یہی بیان فرماتے۔ لیکن وہ جانتے ہیں کہ اگر توحید کو بیان کیا جائے تو یہ خشک مضمون ہے، اگر قیامت کا مضمون پڑھا جائے تو یہ خشک مضمون ہے، نماز روزہ کی بات کی جائے تو وسعت اور خشکی اور بڑھ جاتی ہے۔ واجبات کے ادا کرنے کی، محرمات سے دامن بچانے کی بات کی جائے تو پھر روغن بادام بھی ملایا جائے تو خشکی تری سے تبدیل نہیں ہوتی۔ لہٰذا ہمارے لیے مضمون ترکیا ہے۔ مولا علیؑ نے قلعہ خیبر یوں اکھاڑا، تو مرحب کو یوں مارا، تو عنتر کو یوں پچھاڑا جب ہم سے چوہے کا بچہ بھی نہیں مرتا تو مولا علیؑ کے قلعہ خیبر اکھاڑنے سے ہمیں کیا فائدہ ہوگا؟ (صلوات)

بے شک جب لوگوں کے اماموں کا ذکر ہو ہمیں فخر ہے کہ ہمارے آئمہ جیسا امام کوئی نہیں اور ہمارے نبی جیسا ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں میں کوئی نبی نہیں، ہمارے دین اسلام جیسا کائنات میں دین کوئی نہیں ہے، ہماری کتاب قرآن جیسی کائنات میں کوئی آسمانی زمینی کتاب کوئی نہیں ہے۔ لیکن دیکھنا تو یہ

ہے کہ ہم کیا ہیں؟ جن کا نبی حسنینؑ کا نانا ہو اور جن کا امام حیدر کرارؑ ہو، جن کی کتاب قرآن مجید ہو اور جن کا مذہب، مذہب آل محمدؐ ہو اور آل محمدؐ کی کشتی پر سوار ہونے کے دعویدار ہو لیکن ہم میں دُنیا عیب دیکھے تو پھر ہمیں ڈوب کے مر جانا چاہیے کہ ہمارا دین کیسا ہے؟ ہمارا مذہب کیسا ہے؟ ہمارے پیشوا کیسے ہیں؟ اور ہمارے رہبر و رہنما کیسے ہیں؟ اور ہم کیسے ہیں؟ (صلوات)

کئی لوگوں کو دیکھا آج میں آگے بڑھنے سے پہلے یہ واجبات، محرمات کی بات کو ذرا آگے بڑھانا چاہوں گا۔ کہ واجبات ادا کر کے بڑے خوش ہوتے ہیں کہ ہم نے نماز بھی پڑھی ہے، روزہ بھی رکھا ہے، زکوٰۃ بھی دی ہے، خمس بھی ادا کر رہے ہیں، حج بھی کئی دفعہ کیا ہے اور زیارات آل محمدؑ کا شرف بھی حاصل کیا ہے۔ اُس کے بعد چھٹی نہیں مل جاتی، محرمات سے دامن بھی بچانا پڑتا ہے۔ ایک دفعہ پیغمبر اکرمؐ نے بھری ہوئی محفل میں فرمایا: کہ مجھے بتاؤ مفلس کسے کہتے ہیں؟ (مفلس کا ترجمہ ہے مسکین، غریب) لوگوں نے فوراً کہہ دیا جس کے پاس مکان نہ ہو، جس کے پاس پیسہ نہ ہو، جس کے پاس روٹی کھانے کو نہ ہو، جس کے پاس رہائش کا کوئی انتظام نہ ہو اس کو مفلس کہتے ہیں۔ جناب نے فرمایا وہ غریب ضرور ہے پر حقیقی مفلس نہیں ہے۔ لوگوں نے مختلف جواب دیئے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سارے جواب رد کر دیئے۔ لوگوں نے عاجز آ کر، ہاتھ جوڑ کر عرض کیا بارگاہ رسالت میں کہ آپ ہی فرمائیں کہ حقیقی مفلس کون ہوتا ہے؟ اس روایت کو علامہ مجلسی نے بحار الانوار میں، اُن کے شاگرد رشید علامہ سید نعمت اللہ جزائری نے اپنی کتاب "انوار نعمانیہ" مطبوعہ ایران میں درج کیا ہے کہ پیغمبرؐ فرماتے ہیں حقیقی مفلس وہ ہے جو میدان حشر میں جب اللہ کی سرکار میں حاضر ہوگا اُس کے نامہ اعمال میں روزے بھی ہوں گے، نمازیں بھی

ہوں گی، زکوٰۃ بھی ہوگی، خمس بھی ہوگا، حج بھی ہوگا، جہاد بھی ہوگا لیکن وہ بڑا خوش ہوگا کہ میرے پاس اعمال کے انبار لگے ہوئے ہیں کہ تھوڑی دیر نہیں گزرے گی کہ چاروں طرفوں سے لوگ آجائیں گے حق کا مطالبہ کرنے والے۔ کوئی کہے گا یا اللہ اس نے مجھے بلا وجہ گالیاں دی تھیں، کوئی کہے گا یا اللہ اس نے بِلا سبب مجھے تھپڑ مارا تھا کوئی کہے گا یا اللہ اس نے میری عزت پر حملہ کیا تھا کوئی کہے گا یا اللہ اس نے میرا ناحق خون بہایا تھا کوئی کہے گا یا اللہ اس نے مجھے لوگوں کے درمیان، میں عزت مند آدمی تھا مجھے ذلیل وخوار فرمایا تھا۔ اللہ اُس کی نیکیاں اُن شکایت کرنے والوں کو دینا شروع کردے گا۔ کسی کو نمازیں دے گا، کسی کو روزے دے گا، کسی کو حج کا ثواب دے گا چند منٹ کے بعد اُس کی تمام نیکیاں ختم ہوجائیں گی اور اُس کے پاس جب کچھ بھی نہیں بچے گا تو اُسے پکڑ کر جہنم کے شعلوں کے حوالے کردیا جائے گا۔ اس کو کہتے ہیں حقیقی مفلس۔ جاگ رہے ہو! کیونکہ میں قیامت والے مضمون میں پرسوں کی تقریر میں عرض کرچکا ہوں کہ حقوق الناس کا معاملہ بڑا سخت ہے۔ اللہ اپنے حق معاف بھی کرسکتا ہے نبیؐ وامامؑ شفاعت کرکے حق معاف بھی کرا سکتے ہیں۔ خالق اکبر مختصر سی سزا دے کے معافی بھی دے سکتا ہے لیکن جہاں تک لوگوں کے حقوق کا تعلق ہے:۔

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝٧ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝٨ (سورہ الزلزال)

جب حقوق والے صاحبان حق خود معاف نہیں کریں گے نہ خالق کائنات معاف کرے گا، نہ محمدؐ وآل محمدؑ معاف کریں گے۔ کیونکہ لوگوں کے حقوق کا مسئلہ اتنا سخت ہے یا ادا کیا جائے یا معاف کرایا جائے یا پھر سزا کے لیے آدمی کو تیار رہنا چاہیے چوتھا کوئی راستہ نہیں ہے۔ (صلوات)

حسن معاملات

اب میرے عزیزو، دوستو، بزرگو! اب ذرا آگے بڑھیں تیسرا جزو اسلام ہے حسن معاملات۔ کہ لوگوں کے ساتھ تعلقات رکھے جائیں تو اچھے، لوگوں کے ساتھ میل و ملاپ رکھا جائے تو احسن طریقے پر، لوگوں کی خوشی میں شامل ہوا جائے لوگوں کے غم میں برابر کی شرکت کی جائے اس سے آدمی کی آدمیت کا راز کھلتا ہے انسان کی انسانیت واضح ہوتی ہے۔ ایک عدالت نے کسی آدمی سے گواہ مانگے کہ تم اپنی نیکی اور اپنی شرافت کے گواہ پیش کرو۔ اُس نے دو بندے پیش کئے۔ عدالت نے پوچھا تم نے کبھی اس کے ساتھ کوئی معاملہ کیا ہے لین دین کا۔ انہوں نے کہا جی نہیں پھر عدالت نے پوچھا تم نے کبھی اس کے ساتھ کوئی سفر کیا ہے؟ انہوں نے کہا جی نہیں۔ عدالت نے کہا معلوم ہوتا ہے تم نے اس کو مسجد میں اٹھتے بیٹھتے رکوع سجود کرتے دیکھا ہے۔ گواہوں نے کہا بات تو صحیح ہے کہ ہم نے اسے نماز پڑھتے جماعت کے ساتھ پڑھتے دیکھا اگلی صف میں کھڑا ہوا دیکھا، تو ہم نے گواہی دے دی کہ یہ بڑا شریف آدمی ہے۔ عدالت نے اُن کی شہادت، اُن کی گواہی رد کر دی۔ فرمایا جب تک کوئی آدمی کسی کے ساتھ معاملہ نہ کرے، جب تک کوئی کسی کے ساتھ سفر نہ کرے آدمی کی آدمیت اور انسان کی انسانیت کا جوہر کھلتا ہی نہیں ہے۔ اس لیے پنجابی میں کہتے ہیں کہ آدمی کی آدمیت کا پتہ چلتا ہے (یا راہ پیاں یا واہ پیاں) جب آدمی راستے میں اکٹھا ہو یا سفر زیارات پر جائے یا سفر حج پر جائے جو پہلے میل و محبت تھی اگر واپسی پر وہی ہے تو پھر گواہی دے دو کہ وہ مومن ہے، وہ سچا انسان ہے وہ آدمی صحیح معنوں میں آدمی ہے۔ لیکن جب جائیں تو محبت کے ساتھ جب واپس آئیں تو نہ سلام ہو، نہ کلام جب تک معاملہ اکٹھا نہ کریں یار غار نظر آئیں

جب اکٹھا کاروبار شروع کریں تو یہ کہہ دے کہ وہ لعنتی ہے، وہ کہہ دے کہ وہ بڑا ملعون ہے۔ آدمی کی آدمیت کا یارا پیمانہ پتہ چلتا ہے یا وہ پیمانہ پتہ چلتا ہے صرف نماز روزہ رکھنے سے آدمی کی آدمیت کا راز نہیں کھلتا (صلوات)

یہی وجہ ہے کہ صادق آل محمدؑ فرماتے ہیں جن کو اپنے بھی سچا امام کہتے ہیں پرائے بھی جب ان کا نام لیں تو صادق کے سوا کوئی لقب نظر نہیں آتا۔ اقلیم امامت کا چھٹا تاجدار، پیغمبر اکرمؐ کی مسند کا چھٹا وارث فرماتا ہے جب کسی آدمی کی آدمیت دیکھنا چاہو کسی انسان کی انسانیت کا جائزہ لینا چاہو:۔

لَا تَنْظُرُوْا اِلٰی طُوْلِ رَکُوْعِ سَجْدَہٖ اِلٰی رَجُلٍ وَسُجُوْدِہٖ

یہ نہ دیکھو کہ وہ رکوع کتنے لمبے کرتا ہے کہ سجدے میں کتنی دیر تک پڑا رہتا ہے:۔

تَنْظُرُوْا اِلٰی صِدْقِ حَدِیْثِہٖ وَاَدَاءِ اَمَانَتِہٖ وَوَفَاءِ عَهْدِہٖ

اگر آدمی کی آدمیت دیکھنا چاہو، اُس کی مدح و ثناء کرنا چاہو، اُس کی انسانیت کا قصیدہ پڑھنا چاہو تو یہ دیکھو جب بولتا ہے تو سچ بولتا ہے یا جھوٹ بولتا ہے جب وعدہ کرے تو وعدے کی وفا کرتا ہے یا مکر جاتا ہے جب کوئی امانت رکھ جائے تو امانت کو ادا کرتا ہے یا اس کو مال موزی بدست غازی کہہ کر امانت کو چٹ کر جاتا ہے۔ (نعرہ)

منافقت والی صفات

پیغمبر اکرمؐ، آل محمد علیہم السّلام فرماتے ہیں کہ تین ایسی خصلتیں ہیں اگر کسی بندے میں تینوں عادتیں بری پائی جائیں تو گواہی دے دو کہ وہ پکا منافق ہے اور جس میں ایک بری خصلت پائی جائے ان تین خصلتوں میں سے اس کو پلے باندھ لینا چاہیے کہ اس کے اندر منافقت والی ایک صفت موجود ہے اور

منافقت سے اگر اپنے آپ کو پاک کرنا چاہتا ہے تو تینوں صفات رذیلہ سے اپنے دامن کو پاک کرنا پڑے گا یا رسول اللہ یا امیر المومنین وہ تین بری صفتیں، منافقت والی صفتیں کیا ہیں؟ فرمایا:۔

☆ جب آدمی بولے تو جھوٹ بولے۔

☆ جب کوئی وعدہ کرے تو وعدہ کر کے مکر جائے۔

☆ جب کوئی امانت رکھ جائے تو امانت میں خیانت کرتا ہوا نظر آئے۔

جس میں یہ تینوں بری صفتیں پائی جائیں وہ پکا منافق ہے۔ جو بولے تو جھوٹ بولے لیکن امانت میں خیانت بھی نہ کرے اور وعدہ خلافی بھی نہ کرے جھوٹ بولنا اس کے لیے منافقت کی ایک علامت موجود ہے۔ اسی طرح جھوٹ نہیں بولتا وعدہ کر کے مکر جاتا ہے اس میں بھی ایک علامت موجود ہے یا جھوٹ بھی نہیں بولتا وعدہ خلافی بھی نہیں کرتا لیکن امانت کو خورد برد کر جاتا ہے اُس کو بھی پلے باندھنا لینا چاہیے اُس کے اندر ایک منافقت والی عادت موجود ہے۔ اُس کا دامن منافقت سے پاک سمجھا جائے گا جب بولے تو سچ بولے خواہ اس کا نقصان بھی ہوتا ہو وعدہ کرے تو وعدہ کرنے سے پہلے سو مرتبہ سوچ لے کہ وعدہ نبھا سکوں گا کہ نہیں۔ جب تک آدمی وعدہ نہ کرے اُس وقت تک آدمی آزاد ہوتا ہے جب وعدہ کر لے آزادی ختم ہو جاتی ہے غلامی کا پٹا گردن میں پڑ جاتا ہے۔ (نعرہ)

لہٰذا وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا (سورہ الاسراء)

خالق کائنات قرآن میں اپنے بندوں کو حکم دیتا ہے کہ جب وعدہ کرو تو وفا کیا کرو کیونکہ قیامت والے دن جہاں اور حساب و کتاب ہو گا تو وعدے کے بارے بھی باز پرس کی جائے گی، کہ تم نے جس بندے کے ساتھ وعدہ کیا تھا

وعدے کی وفا کی تھی یا نہیں۔ تو لہٰذا آدمی کو چاہیے معصومؑ فرماتے ہیں تین کام ایسے ہیں جس میں مومن اور بے ایمان کے درمیان، کافر اور مسلمان کے درمیان فرق نہیں کرنا چاہیے۔ جب بولو تو سچ بولو تمہارا سننے والا کافر ہو یا مسلمان، مومن ہو یا بے ایمان، اُس سامع کے کفر اور اسلام کو نہ دیکھو، تم یہ دیکھو تمہارے اسلام کا تقاضا کیا ہے؟ تمہارے ایمان کا تقاضا کیا ہے؟ تم ہو صادقین کے ماننے والے۔ ہم فخر سے کہتے ہیں کہ اللہ فرماتا ہے:۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ ﴿۱۱۹﴾ (التوبہ)

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو، تقویٰ الٰہی اختیار کرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ تو جب سچوں کا ذکر ہوتا ہے ہم سر بلند کر کے، سینہ تان کے، کائنات کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے کہتے ہیں کہ پیغمبر اکرمؐ سے لیکر مہدیؑ دوراں تک یہ چودہ کے چودہ سچے ہیں۔ پنجتن پاک بھی سچے ہیں، بارہ امام بھی سچے ہیں، چودہ معصوم بھی سچے ہیں۔ تو سچوں کے ماننے والوں کو جھوٹ زیب نہیں دیتا۔ (صلوات)

جب کسی سے وعدہ کرو یہ نہ دیکھو کہ مومن سے کیا ہے یا بے ایمان سے، کافر سے وعدہ کیا ہے یا کسی مسلمان سے۔ وعدے کی وفا کرو کیونکہ اپنے ایمان کو دیکھو، اپنے اسلام کو دیکھو، اپنی شان کو دیکھو، اپنے مقام کو دیکھو جس سے وعدہ کیا اس کے دین و مذہب کو نہ دیکھو۔ اور جب کوئی امانت رکھ جائے امین اور اپنی دیانت کو دیکھو، اپنی امانت کو دیکھو، اپنے مذہب کو دیکھو، اپنے پیشواؤں کی صداقت اور امانت کو دیکھو، اس کو نہ دیکھو کہ امانت رکھنے والا کافر ہے یا مسلمان۔ ہماری وسائل شیعہ بیس جلدوں میں ہے مستند کتاب ہے آل محمدؐ کی احادیث کا ذخیرہ۔ اس میں حضرت امام زین العابدینؑ فرماتے ہیں اگر

میرے عظیم باپ کا قاتل شمر ابن ذی الجوشن ملعون میرے پاس وہ کند خنجر بطور امانت رکھ جائے کہ جس کے ساتھ اس نے میرے والد ماجد کو ذبح کیا تھا تو میں امانت رکھوں گا نہیں اور اگر رکھوں گا تو صحیح معنوں میں واپس کروں گا کیونکہ امانت میں خیانت کرنا آل محمدؐ کا وطیرہ نہیں۔ حد ہو گئی جب خنجر قاتل بھی واپس کیا جا رہا ہے تو کائنات میں اس سے بڑھ کر بدتر کون ہو گا، اس سے کافر تر کون ہو گا، اس سے بے ایمان تر کون ہو گا جو امانت میں خیانت کرے۔

تو پتہ چلا یہ تین ایسے معاملات ہیں جس میں کافر اور مسلمان، مومن اور بے ایمان، دوست اور دشمن کے درمیان تمیز کرنے کا حکم نہیں بلکہ یہ دیکھو تمہاری شرافت، تمہاری دیانت، تمہاری امانت ،تمہاری آدمیت، تمہاری انسانیت کا تقاضا کیا ہے۔ لہٰذا اگر ایسے بن جائیں تو انشاء اللہ سارے مذہبوں والے آل محمدؐ کے مسلک پر آنے پر مجبور ہو جائیں گے اور آل محمدؐ کی کشتی نجات پر سوار ہونے کے لیے آمادہ کار ہو جائیں گے۔ (صلوات)

لہٰذا یہ ہیں حسن معاملات۔

خالق کائنات سورۃ عصر میں ارشاد فرماتا ہے:۔

وَالْعَصْرِ ﴿۱﴾ إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ ﴿۲﴾ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ﴿۳﴾

میرے تمام بندے گھاٹے میں ہیں اللہ قسم کھا کے فرماتا ہے مجھے قسم ہے زمانے کی کہ سب کے سب لوگ گھاٹے میں ہیں سوائے ان لوگوں کے کہ جن کے اندر چار صفات جلیلہ اور جمیلہ پائی جائیں۔

☆ پہلی صفت کیا ہے؟ ایمان، مومن گھاٹے سے محفوظ ہے جیب میں آنہ نہ ہو، روٹی کا ٹکڑا نہ ہو، مکان جھونپڑی نہ ہو، نہ رہائش کا سامان، نہ زیبائش کا

سامان، نہ آرائش کا سامان لیکن اگر مومن ہے تو گھاٹے سے بچا ہوا ہے ایمان کے برابر کائنات میں کوئی دولت نہیں ہے اگر دُنیا کا مالک ہے پر نعمت ایمان سے خالی ہے وہ گھاٹے میں ہے اُس کو کوئی فائدہ نہیں ہے۔

☆ دوسری صفت وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جو ایمان کے مطابق نیک کام بھی کرتے ہیں اندر ایمان اور باہر نیک کام، نیکوکار، تہجد گزار، روزہ دار، شب زندہ دار، سچ بولنے والے، امانت کو ادا کرنے والے، اپنے وعدوں کو نبھانے والے، گھاٹے سے محفوظ ہیں یہ دو صفتیں ہیں۔

☆ اللہ کے حقوق کے بارے میں آگے فرماتا ہے وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ گھاٹے سے بچنا ہے تو لوگوں کے ساتھ ہمدردی کرنا پڑے گی آپ ہیں ہدایت پر، لوگ ہیں گمراہ آپ کہہ دیں میاں ان گمراہوں کو جائیں جہنم، میں میرا کیا، میرا کیا نقصان ہے نہیں جس کو حق سمجھو اس کو لوگوں تک پہنچاؤ۔ اگر توحید پرودگار حق ہے تو منکرین توحید کو توحید کا قائل بناؤ۔ اگر پیغمبر اکرمؐ کی رسالت برحق ہے تو پیغمبرؐ کے منکروں کو پیغمبر اسلامؐ کا کلمہ پڑھاؤ۔ اگر حیدر کرارؑ کی امامت حق ہے پھر منکرین ولایت علیؑ کو علیؑ کے دروازے پر جھکاؤ ان کو ولایت حیدر کرارؑ کا کلمہ پڑھاؤ۔ نماز برحق ہے تو لوگوں کو تلقین کرو کہ نمازی بن جائیں، روزہ رکھنا حق ہے تو لوگوں سے روزہ رکھواؤ، سچ بولنا حق ہے تو لوگوں کو سچ بولنے کی رغبت دلاؤ۔ یہ ہمدردی خلائق کی تیسری صفت ہے۔

☆ گھاٹے سے بچنے کے لیے: وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ چوتھی صفت ہے اگر گھاٹے سے بچنا ہے لوگوں کو صبر کی نصیحت کرو کسی کا بیٹا مر جائے، کسی کی بیوی مر جائے، کسی بیوی کا شوہر مر جائے، کسی کا دوست مر جائے تو تم بغلیں نہ بجاؤ کہ فلانہ مر گیا میرا کیا نقصان ہے؟ ماتم داروں کے پاس جاؤ اور اُن کو تعزیت

پیش کرو، اُن کے غم میں برابر کے شریک بنو کیونکہ:۔

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لیے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

جس آدمی کو آدمیوں کے درد کا احساس نہیں ہے، جو لوگوں کے دکھ سکھ میں شامل ہونے کا ارادہ نہیں رکھتا سمجھ لو اُس کے پہلو میں دل نہیں پتھر کا ٹکڑا ہے۔ وہ انسان کہلانے کا حق دار نہیں بلکہ صحیح معنوں میں وہ جلاد ہے (صلوات)

لہٰذا انسانی تعلقات دشمن بھی کہے کہ ہے تو دشمن پر بات کا پکا ہے دشمن بھی گواہی دیں کہ ہے تو فلاں ہمارا دشمن پر بات کا سچا ہے وہ دشمن بھی گواہی دیں الفضل ما شھدت بہ الاعداء ہے تو ہمارا دشمن پر وعدہ کر لے تو پتھر کی طرح ڈٹ جاتا ہے فلانہ آدمی جو قول وقرار کر لے جب تک جسم میں جان ہے انکار نہیں کرتا۔ اِس کا نام ہے فضیلت کہ دشمن بھی گواہی دینے پر مجبور ہو جائے۔

فضائل آل محمد علیہم السّلام

یہی وجہ ہے کہ ہم فخر کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ چودہ سو سال گذرے ہیں پندرہویں صدی کا چھتیسواں سال شروع ہو چکا ہے اور آج تک دنیا کے پاس حکومتیں رہیں، دولتیں رہیں، قدرت رہی، طاقت رہی، اسلحہ جنگ رہا آل محمدؐ کے فضائل کو مٹانے کے لیے ان کے رذائل کو بیان کرنے کے لیے لوگوں کے قلم خریدے گئے، خطیبوں کی زبانیں خریدی گئیں، جائیدادیں ان کے لیے وقف کی گئیں آل محمدؐ کے ماننے والوں کے لیے زمین کا کافیہ تنگ کیا گیا لیکن چودہ سو سال گذر گئے ابن حدید المعتزلی نے نہج البلاغہ کی شرح میں ساتویں صدی میں جو بغداد میں بیٹھ کر معتصم عباسی کے دور میں بیٹھ کر جو شرح لکھی تھی اُس کے مقدمے میں حیدر کرارؑ کے حالات پر جب تبصرہ کرتا ہے سنی عالم ہے تو

کہتا ہے اس کے فقرے میں آپ کو سنا دیتا ہوں۔ یا علیؑ مجھے آپ ہی بتایئے کہ میں آپ کے بارے میں کہوں تو کیا کہوں؟ لکھوں تو کیا لکھوں؟ کیوں مولانا صاحب کیا پریشانی ہے کَاتَبَ مَا وَ كَدَا وَالْفَضَائِل سات صدیاں گذر گئیں تیرے دوستوں، دشمنوں نے تیرے فضائل کو بیان نہیں کیا اپنی دشمنی کی وجہ سے چھپاتے رہے، پردہ ڈالتے رہے اور آپ کے مدح کرنے والوں کو قتل کرتے رہے۔ اور آپ کے مداح شدت خوف و ہراس کی وجہ سے تیرے فضائل کماحقہٗ بیان نہ کر سکے۔ نہ دوستوں نے کیے، نہ دشمنوں نے کیے۔ دوست خاموش رہے، دشمن چھپاتے رہے، پردہ ڈالتے رہے۔ لیکن تعجب اس بات پر ہے مَالَا تِلْكَ شَرْكَيْنِ وَلَا شِرْكَ جدھر نگاہ اٹھا کر دیکھتا ہوں مشرق ہو یا مغرب جنوب ہو یا شمال ساری کائنات تیرے فضائل سے گونجتی ہوئی نظر آتی ہے۔ (نعرہ)

یہ حیدر کرارؑ کا معجزہ نہیں تو اور کیا ہے۔ دشمن ایڑی چوٹی کا زور لگا لگا کے خود حرف غلط کی طرح دنیا ہستی سے دنیا کے صفحے سے حرف غلط کی طرح مٹ گئے لیکن:۔

نہ مٹا نہ مٹ سکا نام تیرا اے مولا
آپ ہی مٹ گئے تجھ کو مٹانے والے

نہ علیؑ کی عظمت گھٹ سکی، نہ حسینؑ کا نام مٹ سکا، نہ حسینؑ کا کام مٹ سکا، نہ حسینؑ کی شان مٹ سکی، نہ ان کی امامت گھٹ سکی۔ ہم زندہ باد کے نعرے لگاتے ہیں تو جوش محبت میں آ کر۔ ورنہ حسینؑ اُس وقت سے زندہ باد ہیں جب سے وہ شہید ہوئے ہیں اور قیامت تک زندہ باد رہیں گے یزید کو مردہ باد کہیں یا نہ کہیں۔ یزید مردہ باد ہے قیام قیامت تک اس کو کوئی زندہ نہیں کر سکتا اور حسینؑ کے ذکر کو کوئی مٹا نہیں سکتا۔ ایسے لوگ دنیا میں گذرے ہیں میں حوالہ دے کر

حالات کو کشیدہ نہیں بنانا چاہتا کہ جنہوں نے روز عاشورہ کو عید کا دن لکھا کہ غسل مسرّت کیا جائے، تو بیماری قریب نہیں آئے گی، اہل وعیال پر کھانا وسیع کر دیا جائے، حلوہ جلوہ پکایا جائے روز عاشورہ تو تنگی معیشت میں آدمی مبتلا نہیں ہوگا۔ آخر میں لکھا کہ روز عاشورہ اُسی طرح مسرّت کا دن ہے جس طرح عید الفطر ہے یا عید قربان ہے۔ یہ فتویٰ دینے والے نے اپنی اُسی کتاب میں لکھا کہ جب حسینؑ ابن علیؑ شہید ہوئے امام مظلوم کی شہادت پر خالق کائنات نے ستّر ہزار فرشتے آسمان سے بھیجے جو کربلا معلیٰ میں قبر حسینؑ پر بیٹھ کے قیامت تک روتے ہیں اور روتے رہیں گے۔ (نعرہ)

میرے دوستو، عزیزو، بزرگو! اپنی خوش قسمتی پر ناز کریں۔ جس طرح جوش ملیح آبادی نے کہا تھا کہ جس کو مولا علیؑ کی ولایت کی دولت مل جائے اُس کو خوش ہونا چاہیے اور جس کو علیؑ جیسا امام مل جائے اُس کو اپنی خوش قسمتی پر ناز کرنا چاہیے جس کا تو مولا ہے اُس کو فخر کرنا چاہیے، جس کا تو آقا ہے اُس کو ناز کرنا چاہیے۔ علیؑ جیسا مولا مل جائے نبی جیسا اولیٰ مل جائے آل محمدؐ جیسے رہبر و رہنما مل جائیں اور آدمی چاہتا کیا ہے؟ دُنیا میں جنت ہے اور آخرت میں بھی جنت آپ کا انتظار کر رہی ہے۔ بس عقیدہ صحیح ہو ایک ہاتھ میں حسن اعتقاد کا دامن تا کہ مولا علیؑ کا آدمی رعایا بن جائے، کیونکہ جیسا کل میں نے عرض کیا تھا علیؑ ہیں امیر المومنین اور دوسرے ہاتھ میں نیک عمل کا دامن ہونا چاہیے کیونکہ علیؑ ہیں امام المتقین۔ اگر اندر ایمان ہے تو پھر اندر پاک۔ نہ کفر رہتا ہے، نہ شرک رہتا، نہ منافقت رہتی ہے اندر بھی پاک۔ اور جب آدمی واجب کو ادا کرنے لگ جائے، حرام سے دامن کو بچانے لگ جائے نہ فسق رہتا ہے، نہ فجور رہتا ہے، نہ بغاوت رہتی ہے، نہ شقاوت رہتی ہے، بندے کا ظاہر بھی پاک اور باطن

بھی پاک۔ ایسا پاک بندہ جنت جیسے پاک و پاکیزہ محل میں داخل ہونے کے لائق بن جاتا ہے۔ بس ضرورت اِس بات کی ہے کہ جب ہم نعرے لگائیں کہ یا علیؑ ہم تو تیرے ہیں تو کوشش یہ کرنی چاہیے مجھے بھی اور آپ کو بھی کسی کو اپنی عبادتوں پر اپنی نیکیوں پر، اپنے علم وعملوں پر فخر نہیں ہوتا چاہیے یہ صدق نیت سے دعا بھی کرنی چاہیے اور کوشش بھی کرنی چاہیے کہ والی نجف بھی فرما دیں کہ میں علیؑ بھی مانتا ہوں کہ تم میرے ہو۔ انشاء اللہ پھر نجات یقینی ہے۔ جہاں مولا علیؑ جائیں گے اپنے غلاموں کو ساتھ لے جائیں گے:۔

يَوْمَ نَدْعُوْ كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ ۔ (سورہ اسراء آیت ۷۱)

(صلوات)

مصائب حضرت امام حسین علیہ السلام

میں شہادتیں پڑھ رہا تھا جتنے شہید کربلا میں ہوئے کئی ناریوں کو واصل جہنم کرنے کے بعد جام شہادت نوش فرمایا لیکن کربلا کے میدان میں ایک ایسا شہید بھی نظر آتا ہے جو چلنے کے قابل بھی نہیں تھا وہ لڑنے کے لائق بھی نہیں تھا ابھی اس کی عمر کل چھ مہینے تھی جب سید الشہداء نے آواز استغاثہ بلند کی:۔

هَلْ مِنْ نَاصِرٍ يَنْصُرُنَا ، هَلْ مِنْ ذَابٍ يَذُبُّ عَنْ حَرَمِ رَسُوْلِ اللهِ

کوئی ہے جو نبی زادیوں کا پردہ بچائے، کوئی ہے جو علیؑ و بتولؑ کی لاڈلیوں کے پردہ کی حفاظت کے لیے آگے بڑھے، تو میدان کربلا سے خیام حسینی سے گریہ وبکا کی آوازیں بلند ہوئیں۔ تاریخ کا خلاصہ عرض کروں گا تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں کہ جناب سید الشہداء نے گھوڑے کی باگیں موڑیں دروازہ خیمہ پر تشریف لے گئے اور جناب زینب عالیہ سلام اللہ علیہا سے پوچھا کہ بہن زینب اِس وقت بلند آواز میں گریہ کرنے کی وجہ کیا ہے؟ تو جناب زینبؑ نے عرض کیا بھائی جان

ایک آپ کی غربت رُلا رہی ہے آپ کی مسکینی رُلا رہی ہے آپؑ کی استغاثہ کی آواز رُلا رہی ہے، دوسری جناب علی اصغرؑ کی پیاس رُلا رہی ہے دیکھو ماہی بے آب کی طرح بچہ تڑپ رہا ہے بھائی جان اِس کے لیے کوئی پانی کا انتظام کرو۔ سید الشہداءؑ نے فرمایا بہن زینب یہ بچہ اٹھاؤ میرے ہاتھوں پر رکھو جناب سید الشہداءؑ نے اپنا چھ مہینے کا لال شدت پیاس سے نڈھال اس کو اپنے ہاتھوں پر لیا اور فوج اشقیاء کے سامنے آئے لوگوں نے سمجھا کہ قرآن لا رہے ہیں، ہمیں قرآن کا واسطہ دینا چاہتے ہیں کہ امامؑ نے ناطق قرآن کا ایک پارہ پیش کر دیا۔ فرمایا اے قوم اشقیاء مجھے اتنا بتاؤ کہ تمہارے گمان فاسق کے مطابق کوئی مجرم ہوں تو میں ہوں یا یہ بچہ ہے تمہارا خیال ہے کہ میں نے تمہارے یزید پلید کی بیعت نہ کر کے کوئی جرم کیا ہے تو مجھے سزا دو، میرے چھ مہینے کے بچے کا قصور کیا ہے؟ اگر مجھے پانی نہیں پلاتے نہ پلاؤ، میرے بچے کو تو پانی کا گھونٹ پلا دو۔ یہ امامؑ کا آواز استغاثہ کا بلند کرنا تھا کہ فوج اشقیاء میں کھلبلی مچ گئی کچھ شقیوں نے کہا امامؑ اپنے بچے کا بہانہ بنا کر خود پانی پینا چاہتے ہیں اور کچھ لعینوں نے کہا نہیں! اگر حسینؑ کے بچے کو دو گھونٹ پانی پلا دیے جائیں تو نہر فرات کا پانی ختم نہیں ہو جائے گا۔ جب ابن سعد ملعون نے دیکھا کہ فوج میں اختلاف ہو رہا ہے تو کہتا ہے: يَا حُرْمَلَةُ اِقْطَعْ كَلَامَ الْحُسَيْنِ۔ اے حرملہ! حسینؑ کا کلام قطع کر دے۔ مطلب یہ تھا کہ بچے کا کام تمام کر دے۔ چنانچہ ملعون نے تین نوکوں والا چلہ تیر کمان پر چڑھایا۔ اب تین نوکوں والا تیر کجا اور چھ مہینے کے لال کا گلا کجا ظالم نے جب تیر مارا تو تیر خراٹے لیتا ہوا آیا، شائیں شائیں کرتا ہوا آیا شہزادے کے نازک کان میں پیوست ہو گیا اور دوسرے کان سے پار ہو گیا۔ تیر کا لگنا تھا امامؑ کا چھ مہینے کا پھول کملا گیا اور دم توڑ گیا خون کا فوارہ نکلا امامؑ نے نیچے چلو رکھا جب لبریز ہو گیا تو

آسمان کی طرف بے جرم بے خطا کا خون اچھال دیا۔ روایت کے لفظ ہیں پتہ نہیں آسمان کے قدسی تبرک سمجھ کے لے گئے یا آسمان والی مخلوق اٹھا کے لے گئی۔ اس خون ناحق کا کوئی قطرہ زمین پر نہیں گرا اس کے بعد جب شہزادے نے دم توڑ دیا تو امامؑ نے گھوڑے کی زین چھوڑی فرش زمین پر آئے اور اپنے چھ مہینے کے کملائے ہوئے پھول کو زمین کربلا پر رکھا اور اس غربت کے ساتھ نماز جنازہ پڑھی کہ کوئی اقتداء کرنے والا نہیں تھا۔ امامؑ جب نماز جنازہ سے فارغ ہوئے کچھ رواتیں کہتی ہیں کہ گنج شہداء میں جا کر جنازہ رکھ دیا لیکن مشہور یہ ہے کہ امامؑ زمین کربلا پر بیٹھ گئے زمین گرم ہے بچے کا جسم سرد ہے امامؑ نے اپنے بابا علیؑ والی تلوار سے زمین کھودی:۔

ننھی سی قبر کھود کے اصغر کو گاڑ کے (گرم ریت کے حوالے کر کے)
شبیرؑ اُٹھ کھڑے ہوئے دامن کو جھاڑ کے

یہ وہ منظر تھا آسمان کے قدسی بھی رو رہے تھے، خیام حسینی سے کہرام ماتم برپا تھا اور امامؑ عالی مقام بھی زار و قطار رو رہے تھے۔ جب واپس آئے تو پروردہ عصمت و طہارت اکٹھی ہو گئیں کہ امامؑ تو آئے پر شہزادہ نہ آیا امامؑ نے جب خبر دی کہ لعینوں نے، ملعونوں نے چھ مہینے کے لال کو ذبح کر دیا اور میں ابھی گرم ریت میں دفن کر کے واپس آ رہا ہوں تو وہاں وہ ماتم برپا ہوا، وہ گریہ و بکا کی آوازیں بلند ہوئیں معلوم ہوتا تھا کہ قیامت کا زلزلہ آ گیا ہے اور قیامت کبریٰ قائم ہو رہی ہے۔

اَلَا لَعۡنَتُ اللّٰهِ عَلَى الۡقَوۡمِ الظَّالِمِيۡنَ وَ سَيَعۡلَمُ الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا اَیَّ مُنۡقَلَبٍ يَّنۡقَلِبُوۡنَ۔ وَ اٰخِرُ دَعۡوَانَا عَنِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِيۡنَ۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ

آخری مجلس

دین اسلام

سرکار صدر المحققین سلطان المتکلمین حجۃ الاسلام والمسلمین

حضرت علامہ الشیخ محمد حسین النجفی

مدظلہ العالی علیٰ رؤس المومنین

دین اسلام

اَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ○

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَی الْاَشْرَفِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَ اَهْلِ بَیْتِهِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاهِرِیْنَ الْمَعْصُوْمِیْنَ۔

اَمَّا بَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰی فِیْ كِتَابِ الْمُبِیْنِ وَهُوَ اَصْدَقُ الصَّادِقِیْنَ:۔

اَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللهِ الْاِسْلَامُ (آل عمران آیت ۱۹) و قال فی المقام الآخر وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۸۵﴾ (آل عمران) (صلوات)

خالق کون ومکان اور مالک دو جہاں کے فرمان، واجب الاحترام کا ترجمہ اور حاصل مطلب یہ ہے کہ دنیا میں جس قدر ملل و مذاہب اور ادیان عالم موجود ہیں تمام ملل و مذاہب اور ادیان عالم میں سے جو دین خالق کائنات کا بنایا ہوا ہے اُس کی بارگاہ میں قابل قبول ہے نجات دارین کا ضامن و کفیل دین ہے اُس کا نام صرف اسلام ہے۔ لہٰذا اِس کا تقاضا یہ ہے کہ جو آدمی، جو شخص، جو گروہ اور جو قوم وقبیلہ اِس دین اسلام کو چھوڑ کر کوئی بھی اور دین اختیار کرے گا اُس کو معلوم ہونا چاہیے کہ قیامت والے دن اُس کا دین قبول نہیں ہو گا اور بجائے فائدے کے اُسے نقصان اٹھانا پڑے گا، خسارہ برداشت کرنا پڑے گا،

اپنے کیے ہوئے پر پچھتانا پڑے گا اور ظاہر ہے کہ اس دن کا پچھتاوا کوئی فائدہ نہیں دے گا۔ لہٰذا آج کھلا ہوا میدان ہے عقل بھی ہے، تدبّر بھی ہے، فکر بھی ہے اور سوچنے کا موقع بھی ہے سوچ سمجھ کے کوئی ایسا دین اختیار کرو جو آپ کی نجات کی ضمانت دیتا ہو۔ (صلوات)

اہل بیت نبوت

خدا دین بنانے والا ایک، جس کتاب کے اندر خالق نے دین اسلام لکھ کر بھیجا وہ کتاب یعنی قرآن مجید بھی ایک، جس پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب مقدس پر وہ کتاب اُتاری گئی وہ نبی بھی ایک، جو پیغام لانے والا تھا جو کتاب نازل کرنے والا تھا وہ جبرائیلؑ بھی ایک، اگرچہ پیغمبر اکرمؐ کی مسند کے بارہ وارث ہیں لیکن دُنیا جانتی ہے کہ تعداد میں کہیں پانچ نظر آتے ہیں، کہیں بارہ، کہیں چودہ۔ لیکن یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ پانچ ہیں تو پانچوں کا قول بھی ایک اور فعل بھی ایک، بارہ ہیں تو بارہ کا قول بھی ایک اور عمل بھی ایک، اور چودہ ہیں تو چودہ کی صورت بھی ایک اور سیرت بھی ایک، کردار بھی ایک، روش بھی ایک، اخلاق و اطوار بھی ایک، لیل و نہار بھی ایک۔ سوال پیدا ہوتا ہے پھر ایک ہی اسلام کے تہتر فرقے کیوں بن گئے؟ ایک قرآن کی تہتر تفسیریں کیوں لکھی گئیں؟ ایک قرآن کے تراجم کیوں تہتر کیے گئے؟ اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ پیغمبر اکرمؐ جو کچھ فرما کے گئے تھے اُس کو اُمت بھلا نہ دیتی تو آج اسلام بھی ایک ہوتا، مسلمان بھی ایک ہوتے۔ اور وہ فرمان کیا تھا صواعق محرقہ جیسی زہریلی کتابیں بھی چھلک رہی ہیں کہ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا تھا:

اَهْلُ بَيْتِىْ اَمَانٌ لِاُمَّتِىْ مِنَ الْاِخْتِلَافِ (صواعق محرقہ: فی روایۃ صحہا الحاکم علی شرط الشیخین ص ۱۵۲)

اُو میرا کلمہ پڑھنے والو، اگر اختلاف سے بچنا چاہتے ہو، اختلاف سے دامن

بچانا چاہتے ہو، اگر ایک رہنا چاہتے ہو، تو میرے اہل بیتؑ کا دامن نہ چھوڑنا:۔

فَاِذَا خَالَفَتْهَا قَبِيْلَةٌ مِنَ الْعَرَبِ صَارَتْ حِزْبَ اِبْلِيْس

میں آپ کو واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ جب بھی کوئی قوم وقبیلہ میرے اہلبیتؑ کی خلاف ورزی کرے گا تو کائنات کی کوئی طاقت اُس کو شیطانی گروہ ہونے سے بچا نہیں سکے گی۔ جو کہ آل محمدؐ کے دامن ولایت کو چھوڑنے کا نتیجہ ہے۔ لہٰذا جس قدر اتحاد کی کوشش کی ممکن ہو کرنی چاہیے کیوں اللہ کا فرمان ہے:

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا (سورہ آل عمران آیت ۱۰۳)

اللہ کے دین کی رسی کو مضبوطی سے پکڑو اور آپس میں اختلاف نہ کرو، کیوں؟ اگر اختلاف کرو گے تو تم کمزور پڑ جاؤ گے اور جب کمزور پڑ جاؤ گے تمہاری ہوا اُکھڑ جائے گی، تمہاری عزت وعظمت خاک میں مل جائے گی:۔

لَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ۔ (سورہ الانفال آیت ۴۶)

لہٰذا اتفاق میں برکت ہے، اتحاد میں خیر و برکت ہے۔ اسلام کا راز ہے اگر پھیلنے کا، تو اتحاد میں ہے، ہماری عزت وعظمت ہے تو ہمارے اتفاق میں ہے، ہماری ترقی ہے تو ہمارے اتفاق واتحاد میں ہے۔ اگر اقوام عالم کی نظر میں کوئی ہمارا مقام ہے تو ہمارے اتحاد اور ہمارے اتفاق میں ہے۔ لیکن یہ خواب اُس وقت تک شرمندہ تعبیر نہیں ہوسکتا کہ جب تک مسلمان اپنا چودہ سو سالہ بھلایا ہوا خواب اُس کو تعبیر نہ دیں، اور جب تک پیغمبر اکرمؐ کے فرمان کے مطابق عمل نہ کریں، اگر آج آل محمدؐ کا دامن تھام لیا جائے اسلام بھی ایک ہوگا، مسلمان بھی ایک ہوں گے (نعرہ)

تو بہر حال ہمیں فخر ہے، ہمیں ناز ہے اور ہمیں ناز کرنے کا، فخر کرنے کا حق ہے کہ ہم نے پیغمبرؐ اسلام کی ظاہری وفات حسرت آیات کے بعد اُن کا لایا

ہوا دین اُن کے اہلبیتؑ سے لیا ہے:۔

وَ اَهْلُ الْبَيْتِ اَدْرَآءُ مَا فِي الْبَيْتِ

اور یہ ساری دُنیا جانتی ہے کہ گھر کے بچے بھی گھر کے حالات کو بہتر جانتے ہیں دُنیا کے علماء کرام سے، گھر والے گھر والے ہوتے ہیں اس لیے شبلی نعمانی نے بھی لکھا کہ حضرت امام اعظم کے پاس جو کچھ علم و فضل و کمال تھا وہ حضرت امام جعفر صادقؑ کی دسترخوان علمی کی خوشہ چینی کا نتیجہ تھا اور کہتے ہیں جو امام ابن تیمیہ نے امام اعظم کی شاگردی کا انکار کیا اپنی کتاب میں "منہاج السنۃ" میں علامہ شبلی لکھتے ہیں کہ یہ ابن تیمیہ کی خیرہ چشمی ہے ان کی کور چشمی ہے کہ حضرت امام اعظم نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے کچھ نہیں پڑھا امام اعظم لاکھ مجتہد ہوں اور لاکھ فقیہ ہوں لیکن علم و فضل و کمال میں انہیں چہ نسبت ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے کیونکہ علم تفسیر ہو یا علم حدیث، علم فقہ ہو یا علم تاریخ تمام اسلامی علوم آلِ محمدؐ کے گھر سے نکلے ہیں:۔

وَ اَهْلُ الْبَيْتِ اَدْرَآءُ بِمَا فِي الْبَيْتِ

اور گھر والے بہتر جانتے ہیں کہ گھر میں کیا ہے (صلوات)

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصیت

اے کاش کہ لوگوں کی سمجھ میں یہ حقیقت آ جائے کہ جو گھر والے ہوتے ہیں وہ گھر کے مال و متاع کو، اور گھر کے اسباب و آلات کو ساری دنیا سے بہتر جانتے ہیں۔ تو لہٰذا پیغمبر اکرمؐ بھی دو چیزیں چھوڑ کے گئے تھے۔ یہ کہنا کہ پیغمبرؐ بغیر وصیت کے دُنیا سے چلے گئے یہ پیغمبر اکرمؐ کی توہین ہے۔ وہ پیغمبر اسلامؐ جس نے تیرہ سال مکے میں اپنی اُمت کو حکم دیا اور دس سال مدینے میں لوگوں کو حکم دیتے رہے کہ بغیر وصیت کے دنیا سے قدم نہ اُٹھانا، آخرت کے سفر پہ نہ

جانا، بغیر وصیت کے موت کے منہ میں نہ جانا۔ اُس نبی اعظمؐ کے بارے میں کوئی سوچ بھی نہیں سکتا ہے کہ خود نبیؐ دُنیا سے چلا جائے اور کوئی وصیت نہ کر جائے۔ "شرح مواقف" میں ہمارے برادران اسلامی کی وہ کتاب ہے جو درسوں میں پڑھائی جاتی ہے اس میں لکھا ہے:۔

وَلَمَّا مَذَاءَ اَنْ نَبِیٌّ وَلَمْ یُوْسِعِ عَلٰی

کہ پیغمبرؐ دُنیا سے چلے گئے اور کسی کے بارے میں کوئی وصیت کر کے نہیں گئے۔ میں اتنا ادب کے ساتھ عرض کروں گا اگر کوئی غیر مسلمان آ جائے، کوئی ہندو آ جائے، کوئی یہودی دانشور آ جائے، کوئی عیسائی مفکر آ جائے اور مسلمان علماء سے پوچھے کہ تم اُس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلمہ پڑھتے ہو جو کہتا اور تھا اور کرتا اور تھا۔ اُمت کو حکم دیتا تھا کہ بغیر وصیت کے دُنیا سے قدم نہ اٹھانا، آخرت کے سفر پر بغیر وصیت کے نہ جانا اگر بغیر وصیت کے مرو گے تو تمہاری موت اچھی نہیں ہوگی، تم خود کہتے ہو کہ وہ پیغمبرؐ بغیر وصیت کے چلا گیا۔ تو اُس مولوی میں جو کہتا اور ہو، اور کرتا اور ہو اور معاذ اللہ نقل کفر، کفر نہ باشد اِس بدعمل مولوی میں اور پیغمبر خاتمؐ میں فرق کیا رہ جائے گا۔ تو میں کہتا ہوں کہ مسلمانوں کے پاس کوئی جواب نہیں ہے اگر جواب ہے تو شیعان حیدر کرارؑ کے پاس جواب ہے اگر پیغمبر اکرمؐ کی پوزیشن بچ سکتی ہے تو ہمارے عقیدے کے مطابق ہم لوگوں سے کہہ سکتے ہیں کہ پیغمبر اکرمؐ نے ایک بار نہیں بیسیوں بار وصیت کی تھی:۔

اِنِّی تَارِکٌ فِیْکُمُ الثَّقَلَیْنِ

میں دنیا سے آخرت کے سفر پہ جانے والا ہوں لیکن اپنے فرائض سے غافل نہیں ہوں، اپنے وظائف سے غافل نہیں ہوں، اللہ نے مجھے رحمت للعالمین بنا کر بھیجا ہے صبح قیامت تک آنے والی نسلوں کا بھی نبی ہوں ان

کے لیے رہنمائی کرنا میرے فرائض میں شامل ہے تو میں تمہاری ہدایت کے لیے، تمہیں ہر قسم کی گمراہی سے بچانے کے لیے، تمہیں سیدھا جنت الفردوس میں پہنچانے کے لیے، تمہیں جہنم کے گرم شعلوں سے بچانے کے لیے خالق کائنات کی خوشنودی کا پروانہ دلانے کے لیے، اور خدا کے قہر وغضب سے تمہیں بچانے کے لیے دو عظیم الشّان اور گراں قدر چیزیں چھوڑ کے جا رہا ہوں ایک کا نام اللہ کا قرآن ہے اور دوسری چیز کا نام میری عترت اہلبیت علیہم السّلام ہے (نعرہ)

قرآن ہے نصاب تعلیم، اسلام کا نصاب تعلیم ہے تو قرآن، اگر قانون اسلام ہے تو قرآن، اور اُس قانون کے جاننے والے، اُس نصاب کے پڑھانے والے، اُس پر عمل کرانے والے، اُس کی نشر واشاعت کا اہتمام کرنے والے اور مشکل وقت آنے پر اپنا تن من دھن قربان کر کے اُس کو زندہ و جاوید بنانے والے آل محمدؑ ہیں۔ تو جب تک قرآن تمہارے درمیان موجود ہے تمہیں کسی اور قانون کی ضرورت نہیں اور جب تک آل محمدؑ میں سے ایک ہستی بھی دارِ دُنیا میں موجود ہے تو قرآن اور اسلام کے قانون کو سمجھنے کے لیے تمہیں کسی اور کے دروازے پر جانے کی قیامت تک ضرورت نہیں۔ بحمد للہ ہم خود کفیل ہیں نہ قانون میں کسی کے محتاج ہیں، نہ قانون کے سمجھنے میں کسی کے محتاج ہیں۔ تو لہٰذا جب اسلام کو اہل دین سے لیا جائے، اُس کے مرکز سے لیا جائے، اُس کے محور سے لیا جائے یعنی اہلبیتؑ نبوت سے لیا جائے تو پہلے دن سے میں برابر کہہ رہا ہوں۔

دین اسلام کی حقیقت

دین اسلام کی حقیقت کیا ہے؟ وہ چند اجزائے ترکیبی کا مجموعہ ہے، ایک

معجون مرکب ہے۔ جس کے اجزائے ترکیبی پر نظر ڈالی جائے تو کچھ عقائد نظر آتے ہیں، کچھ اعمال و عبادات نظر آتے ہیں اور کچھ معاملات اور انسانی تعلقات نظر آتے ہیں۔ بحمد للہ ان تینوں اجزاء کا ذکر بقدر ضرورت ہو چکا۔ آج کی مجلس میں، میں بڑے اختصار کے ساتھ چاہوں گا کہ باقی ماندہ تین اجزا کا بھی تذکرہ کر دیا جائے۔ وہ اخلاقیات ہیں، وہ سیاسیات ہیں اور وہ معاشیات ہیں۔

معاشیات

گننے میں میں نے معاشیات کا لفظ آخر میں کہا ہے لیکن ذکر میں مجمل طور پر پہلے کروں گا (کہ پیٹ میں نہ ہوں روٹیاں سبھے گلاں گھوٹیاں)۔ ظاہر ہے کہ پیٹ کا مرنا ایسا ہے کہ آدمؑ سے لے کر آج تک دُنیا گمراہ ہوئی ہے تو روٹی، بوٹی کے لیے، یا لباس کے لیے، یا آرائش کے لیے، یا مکان کے لیے، یا سواری کے لیے یا دُنیا کے ٹھاٹھ باٹھ کے لیے:۔

ہوس نے کر دیا ہے ٹکڑے ٹکڑے نوع انسان کو
اخوت کا بیاں ہو جا، محبت کی زباں ہو جا

مجھے ایک آدمی نے خط لکھا بڑے عرصے کی بات ہے جنڈ ضلع اٹک سے کہ جب ہمارا خدا بھی ایک ہے، مصطفیٰؐ بھی ایک ہے، امام ہدیٰ بھی ایک ہے تو مولوی ذاکر آپس میں کیوں لڑتے ہیں؟ ملنگوں اور مولائیوں کی لڑائی کس لیے ہے؟ تو میں نے جواب میں کھری بات لکھی تھی کہ آپ نے سچ کہا ہے کہ سب کچھ ایک ہے پر پیٹ ایک نہیں ہے۔ اگر پیٹ بھی ایک ہوتا تو سارے ایک ہوتے۔ تو بہر حال میرے عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ معاش کو معاد سے بھی مقدم رکھا گیا کہ پہلے رزق حلال کماؤ، پھر رزق حلال کھاؤ، پھر خالق کائنات

کی عبادت فرماؤ انشاء اللہ جنت آپ کے نام ریز رو کر دی جائے گی۔ اس لیے میرے دوستو کپڑا پہننا ہو، مکان بنانا ہو، سواری خریدنی ہو، روٹی بوٹی کھانی ہو تو دو طریقے ہیں بطریقہ حلال بھی ہے، بطریقہ حرام بھی ہے چوری چکاری بھی آدمی کر سکتا ہے، ڈاکے بھی ڈال سکتا ہے، فراڈ بازیاں کر کے بھی روٹیاں کما سکتا ہے پر اسلام کی سیدھی سادھی تعلیم یہ ہے حلال کا لقمہ کماؤ، خود حلال کھاؤ، بیوی بچوں کو حلال کھلاؤ، مہمانوں کی خدمت کرنی ہو تو حلال کے لقمے سے تواضع فرماؤ:۔

اَلْکَاسِبُ حَبِیْبُ اللہِ

آپ حیران ہوں گے کہ بنا بر مشہور ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں میں سے کسی کا لقب ہے صفی اللہ، کسی کا لقب ہے نجی اللہ، کسی کا لقب ہے خلیل اللہ، کسی کا لقب ہے روح اللہ ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں میں سے ہمارے مصطفیٰؐ کا لقب ہے حبیب اللہ۔ اللہ کے محبوب نبی، اللہ کے محب نبی، یہ محبوب بھی ہیں محب بھی ہیں۔ اللہ سے محبت کرتے ہیں تو اللہ اِن کا محبوب ہے پیغمبر محب ہیں اللہ اِن سے محبت کرتا ہے خدا محب ہے اور پیغمبر اکرم محبوب ہیں۔ یہ محبت دو طرفی ہے وہ محبوب کردگار، خاتم الانبیاء والمرسلین، سید الاوّلین والآخرین، اقلیم ختم رسالت کا تاجدار، پوری کائنات کا سید و سردار فرماتے ہیں:۔

اَلْکَاسِبُ حَبِیْبُ اللہِ

جو حلال کی روٹی کماتا ہے وہ حبیب خدا بن جاتا ہے۔ اِس سے پتہ چلتا ہے کہ لقمہ حلال کی قیمت کیا ہے؟ خدانخواستہ اگر پیٹ میں لقمہ حرام ہو یا بدن پہ لباس حرام ہو اُس کے دو نقصان ہوتے ہیں پہلا یہ کہ جب تک وہ لقمہ پیٹ کے اندر رہے آدمی کا جی نہیں چاہتا کہ اللہ کی عبادت کرے، عبادت والی سعادت حاصل کرے اور اگر جبر کر کے نماز بھی پڑھے، روزہ بھی رکھے جب

تک لقمہ حرام پیٹ کے اندر ہے خالق کائنات نہ کوئی عبادت قبول کرتا ہے نہ کوئی اطاعت منظور کرتا ہے۔اس لیے:۔

اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ۔(سورہ مائدہ آیت ۲۷)

اللہ نے واضح کر دیا قرآن میں۔ اگر عمل قبول کرانا چاہتے ہو، اگر میری خوشنودی کا پروانہ حاصل کرنا چاہتے ہو، اگر جاگیر جنت میں جا کر اُس کے مالک بننا چاہتے ہو تو تقویٰ کا لباس اختیار کرو، حلال کا لقمہ کماؤ، حلال کا لقمہ کھاؤ جو حرام کماتا ہے اور حرام کھاتا ہے اور بیوی بچوں کو حرام کھلاتا ہے وہ فاسق ہے وہ متقی نہیں ہے۔ اور جو فاسق ہے اس کا کوئی عمل و عبادت قبول نہیں ہے۔(صلوات)

آج ہر بندہ شکوہ کرتا ہے اولادیں بڑی گستاخ ہو گئی ہیں، جی اولادیں بڑی بے ادب ہو گئیں ہیں۔ کوئی کہتا ہے کالج کی تعلیم کا نتیجہ ہے کوئی کہتا نصاف جدید کا یہ ثمرہ ہے کوئی کہتا ہے ماحول خراب ہے کوئی کہتا ہے معاشرہ خراب ہے۔ کوئی نہیں سوچتا کہ خرابیوں کی جڑ میں خود ہوں کہ جو اولاد کو روٹی تو کھلاتا ہوں لیکن حلال و حرام کی تمیز نہیں کرتا، حلوہ جلوہ تو کھلاتا ہوں، جو اولاد فرمائش کرے میں پوری کرتا ہوں لیکن اس بات کا خیال نہیں کرتا یہ میرا بینک بیلنس جو ہے وہ حرام کے پیسوں سے اکٹھا ہوا ہے یا حلال کے پیسوں سے۔ میرا ذرق برق لباس جو ہے اولاد کی خواہشیں جو پوری کر رہا ہوں یہ حلال کی کمائی سے ہے یا حرام کی کمائی سے ہے۔ جس دن اپنا محاسبہ آپ کریں گے انشاء اللہ ہم بھی ٹھیک ہو جائیں گے اور ہماری اولادیں بھی صحیح ہو جائیں گی۔(صلوات)

جناب اقبال نے کیا خوب کہا ہے کہ:۔

تیری خاک میں ہے اگر شرر تو خیال فقر و غنا نہ کر
کہ جہاں میں نان شعیر پر ہے مدار قوت حیدری

حیدر کرارؑ کی قوت کا راز مرغوں میں نہیں، چرغوں میں نہیں، حلووں میں نہیں، پلاؤں زردوں میں نہیں ۔ دُنیا جانتی ہے کہ مولا علیؑ جَو کی روٹی کھاتے تھے اور وہ بھی نمک کے ساتھ ۔ لوگ کہتے ہیں کہ فلاں نے فلاں ملک فتح کیا، فلاں نے فلاں فتوحات کیں، فلاں نے اسلام کی حدود میں اتنی توسیع کی۔ اقبال کہتا ہے جو تاریخ اسلام کا گہرا مطالعہ رکھتا ہے کہتا ہے:۔

مٹایا قیصر و کسریٰ کے استبداد کو جس نے
وہ کیا تھا زورِ حیدر فقر بوذر صدق سلمانی

اِنہوں نے قلعہ خیبر کو اکھاڑا تو حلوے کھا کھا کے نہیں، مرحب کو لتاڑا تو پلاؤ زردے کھا کھا کے نہیں اور مرغے اُڑا اُڑا کے نہیں بلکہ جَو کی خشک روٹی نمک کے ساتھ کھا کھا کر یہ سب کچھ کارنامے انجام دیئے ہیں ۔ لہٰذا ہمارے سامنے سرکار محمدؐ و آل محمدؐ کے اسوۂ حسنہ کے اور ہمارے پاس ہے کیا؟ اگر ہمیں نبی کی زندگی کی ادا پسند نہیں، حیدر کرارؑ کی سادگی پسند نہیں تو ہمیں ان کا نام بدنام کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ۔ اِس لیے مولاؑ کا نام وہ لے جو مولاؑ کے نقش قدم پر چلنا بھی جانتا ہو ۔ تا کہ جب ہم کہیں کہ یا علیؑ ہم تو تیرے ہیں تو والی نجف بھی چند قدم بڑھا کے، ہاتھ پھیلا کے اپنے غریب شیعوں کو، اپنے محبوں کو گلے لگا کے فرمائے کہ میں علیؑ بھی مانتا ہوں کہ تم میرے ہو:۔

یہ مزا تھا دل لگی کا کہ برابر آگ لگتی
نہ تجھے قرار ہوتا نہ مجھے قرار ہوتا

محبت ہمیشہ دو طرفی مفید ہوتی ہے یکطرفہ محبت کے دعوے کیے جائیں کہ محبوب کو خبر بھی نہ ہو کہ میرا محب کون ہے اُس محبت کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا ۔ اگر حیدر کرارؑ کا محب بننا ہے تو اُن کی سادگی بھی اپنانا پڑے گی ۔ بے شک خدا

دے حلوہ بھی کھاؤ، جلوہ بھی کھاؤ، کوٹھیاں بھی بناؤ، کاروں پہ سفر بھی کرو لیکن شرط یہ ہے کہ حلال کی روزی ہو۔ اگر یہ نہ مل سکیں تو جَو کی روٹی کھانی پڑے تو کھا لو لیکن حرام کی طرف ہاتھ نہ بڑھاؤ، جھونپڑی میں رہنا پڑے تو رہائش اختیار کر لو لیکن کوٹھی بنانے کے لیے ہم چشموں میں اپنی شان کو بلند کرنے کے لیے اپنی عظمت دکھانے کے لیے حرام کی طرف ہاتھ مت بڑھاؤ۔ اللہ کے دیئے ہوئے رزق پر قناعت کرنے کا نام ہی ایمان ہے (صلوات)

مولاؑ امیر کے دیوان کا ایک شعر ہے:۔

غَنِیٌّ کُلُّ مَنْ یَقْنَعُ۔

فَقِیْرٌ کُلُّ مَنْ یَطْمَعُ

فرماتے ہیں جو طمع کرتا ہے وہ ہفت اقلیم کا مالک بھی بن جائے تو بھی فقیر ہے، نادار ہے۔ جو اللہ کے دیئے ہوئے پر راضی ہو جائے وہ غنی بھی ہے، مالدار بھی ہے، سرمایہ دار بھی ہے۔ اور دل چاہتا ہے کہ آگے بڑھنے سے پہلے مولا علیؑ کے نہج البلاغہ کے کلمات قصار میں سے سامنے آ گئے ہیں تو تین جملے سنا تا جاؤں (صلوات)۔

قبلہ ہمارے استاد محترم ہر بزم میں یہ مولاؑ کے تین جملے دھرایا کرتے تھے مجھے کم ہی اتفاق ہوتا ہے، آج اتفاقاً ذہن میں آ گئے۔ مولاؑ فرماتے ہیں:۔

اِغْنَیْ اِسْتَغْنِیْ اَمَّنْ اشِحْتَ نَذِیْرًا

جس سے چاہو بے نیاز ہو جاؤ، اُس کے ہمسر بن جاؤ گے۔ وزیر اعظم کے ساتھ طمع نہ کرو، صدر مملکت کی طرف ہاتھ نہ بڑھاؤ۔ وہ وزیر اعظم ہے تم کچھ بھی نہیں ہو لیکن بے نیاز بن جاؤ، اُس کے برابر ٹکر کے آدمی بن جاؤ گے۔ صدر مملکت اپنی جگہ، وزیر اعظم اپنی جگہ تم ہاتھ نہ پھیلاؤ اُس کے برابر بن جاؤ گے۔ جس کے سامنے ہاتھ پھیلاؤ گے اُس کے قیدی بن جاؤ گے۔ ہاتھ پھیلانا، یہ

عاجزی کرنا، گردن جھکا کے، آنکھیں نیچے کر کے سوال کرنا، جس کے سامنے ہاتھ پھیلاؤ گے اُس کے غلام بن جاؤ گے دوسرا جملہ۔ تیسرا جملہ کیا فرماتے ہیں:۔ جس پر چاہو احسان کرو اُس کے سردار بن جاؤ گے اگر اولاد پر شفقت نہ کرو اولاد بھی تمہاری باغی ہو جائے گی۔ دشمن پر برابر کرم نوازی کرو دشمن بھی تمہار دوست بننے پر مجبور ہو جائے گا۔ قرآن بھی یہ کہتا ہے:۔

اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَ بَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ۔ (سورہ فصلت آیت ۳۴)

دشمن کا مقابلہ کرو لیکن احسن طریقے کے ساتھ، بھلائی کے ساتھ، اچھائی کے ساتھ۔ وہ گالی دے، تم دعا کرو، وہ ظلم کرے، تم وفا کرو، وہ جفا کرے تم دعا کرو ایک دن آئے گا دشمن بھی سوچے گا کہ میں کیا کر رہا ہوں اور وہ کیا کر رہا ہے۔ آپ کا دشمن آپ کا مخلص دوست بن جائے گا بشرطیکہ اس میں انسانیت کا کوئی رمق ہو (صلوات)

بس معاشیات کے بارے میں اتنا ہی کافی ہے حلال کا لقمہ کماؤ، خواہ تجارت کرنی پڑے، زمیندارہ کرنا پڑے، ٹوکری اٹھانی پڑے، محنت مزدوری کرنا عیب نہیں ہے، چوراہوں پہ کھڑا ہو کے، ہاتھ پھیلا کر مانگنا عیب ہے:۔

شِیْعَتُنَا مَنْ مَاتَ تَجُوْعًا وَلَمْ یَسْعَةِ النَّاس۔

حیدر کرارؑ فرماتے ہیں میرا شیعہ وہ ہے جو بھوک سے مر سکتا ہے پر لوگوں کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلا سکتا۔ (نعرہ)

اگر حکومت مل جائے تو اسلام کی سیاست کیا ہے؟ پہلے تو یہ ہے کہ ساری رعایا کے ساتھ عدل و انصاف کا برتاؤ کیا جائے۔ یہ نہیں کہ منظور نظر افراد کو نوازا جائے باقی لوگوں کو نان جویں کا بھی محتاج بنا دیا جائے، اپنوں کو نواز

جائے غیروں کو رگڑا جائے۔ نہیں حاکم وہ ہے اسلام کی نظر میں، حاکم عادل وہ ہے جو ساری رعایا کو برابر سمجھے جس کی نظر میں دوست و دشمن میں کوئی تمیز نہ ہو، سب کو انصاف مہیا کرے۔ اُس کی نظر میں سارے ایک جیسے ہوں۔ قانون کی نظر میں امیر اور فقیر کا کوئی فرق نہ ہو، کوئی بڑے چھوٹے کا فرق نہ ہو، دشمن اور دوست کا کوئی فرق نہ ہو۔ حکومت کرنے کا حق اُس کو ہے جو لوگوں کو روٹی مہیا کرے، لوگوں کو امن و امان مہیا کرے، اور لوگوں کے روزگار کا انتظام کرے۔ جو حکومت یہ تین فرائض انجام نہیں دے سکتی اُس کو حکومت کرنے کا شرعاً کوئی حق نہیں (صلوات)۔

اخلاقیات

اب رہ گئی اخلاق کی بات تو میرے دوستو، میرے عزیزو! پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا تھا:۔

اِنَّمَا بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ

کہ خالق کائنات نے مجھے اس لیے بھیجا ہے کہ اچھے اخلاق والی عمارت کو مکمل کردوں۔ تو معلوم ہوتا ہے آدمؑ سے لے کر خاتم الانبیاءؐ تک جتنے نبی آئے اخلاق والی عمارت میں چند اینٹیں لگاتے گئے، دین اسلام کی عمارت میں چند اینٹوں کا اضافہ کرتے گئے حتیٰ کہ حضرت عیسیٰؑ بھی آ کے تشریف لے گئے آسمانوں کی بلندیوں پر چلے گئے لیکن دین کی عمارت مکمل نہ ہو سکی، نہ اخلاق عالیہ کی عمارت مکمل ہو سکی۔ معلوم ہوتا ہے کاتبان قضا و قدر نے تکمیل دین اور تکمیل اخلاق کی سعادت حسنینؑ کے نانےؐ کے مقدس ہاتھ پہ لکھ دی تھی۔ پیغمبر اسلامؐ آئے تو جہاں:۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ ۔ (سورہ مائدہ آیت ۳)

جہاں دین اسلام کی عمارت مکمل ہو گئی وہاں اخلاق والی عمارت بھی مکمل ہو گئی۔ لہٰذا جو لوگ کہتے ہیں کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا، یا اسلام شمشیر کے زور سے پھیلا، یا نیزوں برچھیوں کے زور سے پھیلا، یا فتوحات اسلامیہ کے زور سے پھیلا وہ غلط کہتے ہیں۔ اگر اسلام پھیلا ہے تو سرکار محمدؐ و آل محمدؑ کے اخلاق عالیہ کی برکت سے پھیلا ہے۔ دشمن آتے تھے دوست بن کے جاتے تھے، مخالف آتے تھے موافق بن کے جاتے تھے، قتل کے ارادہ سے آتے تھے کلمہ پڑھ کے مسلمان بن کے جاتے تھے یہ ہمارے پیغمبر اکرمؐ کی خصوصیت تھی آخر قرآن پڑھنے والے، تاریخ اسلام کا مطالعہ کرنے والے میرے ساتھ میری تائید کریں گے کہ لوگوں میں جب پیغمبر اکرمؐ نے اعلان نبوت فرمایا اور لوگوں کے معبودان باطل کا شکوہ کیا، توحید پروردگار کی طرف لوگوں کو دعوت دی تو سارا عالم عرب آپ کا دشمن بن گیا۔ مشرکین عرب جن کے خداؤں سے خانہ کعبہ چھلک رہا تھا تین سو ساٹھ بت تو خانہ کعبہ میں رکھے تھے گھروں والوں بتوں کو شمار کیا جائے تو ہزاروں اور لاکھوں تک تعداد بن جاتی ہے۔ لیکن باوجود اِس کے لوگوں نے پیغمبرؐ پر تہمتیں لگائیں، پیغمبرؐ کو گالیاں دیں، پیغمبر کے راستے پر کانٹے بچھائے، پیغمبر اکرمؐ کے سر اقدس پر کوڑا کرکٹ پھینکا، پیغمبر اکرمؐ کے دندانِ مبارک شہید کیے، پیغمبرؐ پر ہونی اَنہونی تمام تہمتیں لگائیں، پیغمبرؐ کے اصحاب کو شہید کیا، احباب کو شہید کیا، آل محمدؑ کو زخمی کیا شہید کیا، پیغمبر اسلامؐ کو سر سے لے کر پاؤں تک زخمی کیا ہے لیکن ایک وقت آتا ہے کہ تہمتیں لگانے والے تھک جاتے ہیں، کانٹے بچھانے والے تھک جاتے ہیں، کوڑا کرکٹ پھینکنے والے تھک جاتے ہیں، گالیاں بکنے والے بک بک کے تھک جاتے ہیں پر اللہ کا قرآن گواہ ہے عبداللہؑ اور آمنہؑ کا لال انکے حق میں دعا

مانگتے نہیں تھکتا۔(صلوات)

جتنے لوگوں کے ظلم بڑھتے جاتے ہیں پیغمبرؐ کی دعائیں بڑھتی جاتی ہیں:۔

رَبِّ اِهْدِ قَوْمِي اِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ

اے میرا پروردگار میری قوم عرب کو ہدایت کر دے وہ جانتے جونہیں کہ میں کون ہوں؟ اُن کو پتہ نہیں کہ میں اُن کا خیر خواہ ہوں، اُن کو جہنم کی آگ سے بچانا چاہتا ہوں، اُن کو جاگیر جنت کا پٹہ دلوانا چاہتا ہوں، میں اُن کا خیر خواہ ہوں بدخواہ نہیں ہوں۔ یا اللہ اِن کو پہچاننے کی توفیق عطا فرما کہ یہ پہچانیں کہ میں کون ہوں۔ ہم اُس نبی کے ماننے والے ایک دوسرے کا گلہ کاٹ رہے ہیں فلاں واجب القتل ہے یہ فلاں مذہب سے تعلق رکھتا ہے، فلاں واجب القتل ہے یہ فلاں مسلک سے تعلق رکھتا ہے، فلاں واجب القتال ہے یہ فلاں کو نہیں مانتا، فلاں کی عزت لوٹنا مباح ہے کہ یہ فلاں کو نہیں مانتا۔

میں عرض کرتا ہوں کہ پیغمبر اکرمؐ کے عمل سے بہتر کائنات میں کون سا عمل ہے؟ تہتّر فرقے پڑھتے ہیں:۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

البتہ اگلے جملے میں اختلاف ہے ہم پڑھتے ہیں باقی بھائی نہیں پڑھتے وہ عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰه ہے لیکن دو جملوں پر تو عالم اسلام متفق ہے۔ جس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلمہ پڑھتے ہیں اُس کا کردار قرآن میں ڈھونڈو تو مل جائے گا کہ وہ کافرون سے فرماتا ہے:۔

لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ (سورہ کافرون آیت ۶)

اے کافرو تمہارا دین کفر تمہیں مبارک میرا دین اسلام مجھے مبارک۔ لڑنا ہے تو زن کے لیے لڑ زر کے لیے لڑو، زمین کے لیے لڑو، چوہدراہٹ

کے لیے لڑو، دین و مذہب کے نام پر لڑنے مرنے کی کوئی گنجائش نہیں۔ میں نے اپنی کتابوں بھی لکھا ہے اور زبانی طور پر عمومی اجتماعات میں، میں کہا کرتا ہوں اور انگلینڈ جیسے ملک میں جا کر اعلان کرتا ہوں کہ چودہ سو سال سے دُنیا ڈھنڈورا پیٹ رہی ہے کہ بانی اسلام نے اسلام پھیلایا ہے تو جنگوں کے ذریعے، تلواروں کے ذریعے، نیزوں کے ذریعے، برچھیوں کے ذریعے میں کہا کرتا ہوں اسلام کے خلاف تقریباً اسّی جنگیں لڑی گئی ہیں۔ پوری دُنیا کو ہم چیلنج کر سکتے ہیں کہ دنیا ساری مل کر، عالم کفر، عالم شرک، عالم ذلالت سارے اکٹھے ہو جائیں علماء کو بھی شامل کر لیں، فضلاء کو بھی ملا لیں، دانشوروں کو بھی شامل کر لیں، سارے عالم کی کتابیں سامنے رکھ لیں مجھے ایک جنگ کا نام بتا دیں جو پیغمبر خاتمؐ نے چھیڑی ہو۔ کوئی ایک جنگ کا نام نہیں ملتا کہ بانی اسلام نے جس کی ابتدا کی ہو۔ ہمیشہ جنگیں مسلط کفار کرتے تھے، مشرکین کرتے تھے، خدا کے منکرین کرتے تھے اور پیغمبرؐ وہ کام کرتے تھے جس کی اجازت عقل بھی دیتی ہے، شریعت بھی دیتی ہے، دنیا کا ہر قانون بھی دیتا ہے کہ جب کسی پر حملہ ہو جائے تو جان بچانی اُس پر فرض ہے۔ پیغمبر اکرمؐ نے اور اُن کے صحابہ کرامؓ نے، آل محمد علیہم السّلام نے، پیغمبرؐ کے حین حیات میں، اور آل محمدؑ نے اُن کے بعد بھی ہمیشہ ظالموں کے ظلم کا دفاع کیا ہے کبھی جنگ کی ابتدا نہیں کی ہے۔ اِس سے بڑھ کر کیا ثبوت ہو سکتا ہے اس بات کا کہ اسلام سلامتی کا دین ہے، اسلام صلح کا دین ہے، اسلام محبت کا دین ہے، اسلام برداشت کا دین ہے، اسلام بردباری کا دین ہے، اسلام رواداری کا دین ہے یا مجھے کہنے دو کہ گالیاں کھا کر بھی دعا دینے کا دین ہے (صلوات)

تو اخلاق کی بات ہو رہی تھی پیغمبر اکرمؐ کے بارے میں خالق اکبر نے فرمایا:۔

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ۔ (سورہ القلم آیت ۴)

اے میرا حبیب تو خلق عظیم کا مالک ہے۔ دشمن آتے ہیں کلمہ پڑھ کے جاتے ہیں، قتل کے ارادے سے آتے ہیں خود قتل ہو کر جاتے ہیں، مخالف آتے ہیں موافق بن کے جاتے ہیں۔ تیرے اخلاق عالیہ کا نتیجہ ہے کہ دشمن بھی دن بہ دن دوست بن رہے ہیں۔ اگر آپ بد خلق ہوتے اخلاق سیاہ کے حامل ہوتے تو آپ کا کلمہ بھی کوئی نہ پڑھتا اور اگر کوئی پڑھتا بھی تو وہ آپ کو چھوڑ کے چلا جاتا۔

بقائے اسلام

لہٰذا اب دیکھنا یہ ہے جس حضرت امام حسین علیہ السّلام کا یہ عشرہ منایا جا رہا ہے پوری دُنیا میں ذکر حسینؑ ہو رہا ہے عشرہ منایا جا رہا ہے خدا کرے یہ عشرہ صحیح وسلامت گزر جائے اور دُنیا خواب غفلت سے جاگ اُٹھے اور اُن کو یقین ہو جائے کہ حسینؑ رب کا ہے حسینؑ سب کا ہے۔ صرف امامؑ عالی مقام شہید اسلام نہیں، صرف شہید ایمان نہیں، صرف شہید قرآن نہیں وہ شہید انسانیت ہیں۔ اسلام بھی بچایا تو امامؑ عالی مقام نے، ایمان بچایا تو کل ایمان کے لختِ جگر نے، اگر قرآن بچایا تو ناطق قرآن کے پارے نے میں تو کہتا ہوں کہ پوری انسانیت کو بچایا تو حسینؑ ابن علیؑ شہید انسانیت نے ورنہ امام عالی مقام کی شہادت عظمٰی نہ ہوتی آج انسانیت کا بھی جنازہ اٹھ چکا ہوتا، انسانوں کے ڈھانچے نظر آتے، پتلے نظر آتے، جسم نظر آتے پر روح انسانیت آج ختم ہو چکی ہوتی، آج بیٹی اور بیوی میں فرق نہ ہوتا، شربت اور شراب میں فرق نہ ہوتا، پانی اور پیشاب میں فرق نہ ہوتا، حلال وحرام میں فرق نہ ہوتا، انسان اور حیوان میں فرق نہ ہوتا اگر یزید کامیاب ہو جاتا اور امامؑ اپنی جان بچانے کے لیے

اُس کی بیعت کر لیتے۔ یہ اُس حسینؑ ابن علیؑ کا احسان ہے کہ جس نے اپنا سب کچھ قربان کر کے ہمارا سب کچھ بچا لیا۔ آؤ وقت کے دامن میں مزید کچھ کہنے کی گنجائش تو نہیں لیکن دو چار واقعے مختصر سے امامؑ عالی مقام کے اخلاق کے بیان کر دوں تا کہ ہمارا ایمان بھی تازہ ہو جائے۔ (صلوات)

تکبر کرنا اسلام میں بہت بڑی بری صفت ہے۔

تکبر عزازیل را خوار کرد

بہ زندان لعنت گرفتار کرد

دُنیا میں سب سے پہلا مجرم ابلیس ہے اور سب سے پہلے گناہ کا نام تکبر ہے۔ امامؑ تواضع کی حد کرتے ہیں۔ امامؑ گذرتے ہیں چند فقیر و نادار لوگ پھٹے پرانے کپڑوں والے لوگ چادر بچھا کر، چند ٹکڑے روٹی کے پھیلا کر بیٹھے ہیں تو امام نے گزرتے وقت ان غریبوں کو سلام کیا۔ حالانکہ ہماری عادت ہے مولوی صاحب ہیں تو کہتے ہیں پبلک مجھے سلام کرے، سید ہو تو کہتے ہیں غیر سید مجھے سلام کریں، سردار ہو تو کہتے ہیں رعایا مجھے سلام کرے، کوئی وڈیرا ہے تو کہتے ہے پبلک مجھے سلام کرے۔ لیکن محمدؐ وآل محمدؑ کا وطیرہ یہ تھا کہ جب بھی کسی سے ملتے تو سلام کرنے میں یقیناً پہل کرتے۔ امامؑ نے غریبوں کو سلام کیا انہوں نے جواب دیا۔ امامؑ عالی مقام کا یہ اخلاق دیکھ کر غریبوں کی ہمت بڑھی کہنے لگے مولاؑ ہمارے پاس بیٹھ کر کھانا تناول فرمائیں، امامؑ عالی مقام دو زانو ہو کر جس طرح آدمی تشہد میں بیٹھتا ہے اُن غریبوں کے پاس بیٹھ گئے اور بڑی معذرت کے لہجے میں فرمایا کہ اگر یہ صدقے کی روٹیاں نہ ہوتیں، اگر صدقہ آل محمدؑ پر حرام نہ ہوتا تو میں یقیناً تمہارے ساتھ بیٹھ کے یہ روٹی کے ٹکڑے کھاتا، پر میری مجبوری ہے کہ یہ کھا نہیں سکتا۔ صدقہ آل محمدؑ پر حرام ہے اُس

کے بدلے فرمایا رات کا کھانا تمہارا میرے ہاں ہو گا۔ امامؑ نے غریبوں کو دعوت دی وہ جب وقت مقرر پر پہنچ گئے امامؑ نے پر تکلف دعوت کا اہتمام کیا ہوا تھا اور سب کو پیٹ بھر کر کھانا بھی کھلایا تو جب واپس جانے لگے سب کی جیب میں بقدر ضرورت کچھ پیسے بھی ڈال دیے تاکہ سخی ابن سخی امام کی بارگاہ سے جائیں تو خالی جیب و دامن ہو کر نہ جائیں (صلوات)

جناب پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو بچہ پال رکھا تھا جس کو لوگ پیغمبر اکرمؐ کا بیٹا سمجھتے تھے وہ زیدؓ ابن حارثہ تھا۔ اُس زیدؓ کا بیٹا ہے اسامہؓ۔ امامؑ عالی مقام کو اطلاع ملی کہ اسامہ بیمار ہے۔ امامؑ اپنی عظمت و جلالت کے ساتھ اُس غریب کی مزاج پرسی کرنے کے لیے تشریف لے گئے۔ اِس سے ہمیں سبق دیا کہ بیمار کی بیمار پرسی کرنا کوئی معمولی کام نہیں۔ جس کو حج کرنے کی سعادت نصیب نہ ہو سکے غربت کی وجہ سے، پیسہ نہ ہونے کی وجہ سے، استطاعت نہ رکھنے کی وجہ سے کسی غریب کی جا کر مزاج پُرسی کر آئے اس کو ہر قدم رکھنے، اٹھانے پر خالق حج و عمرہ کا ثواب عطا فرمائے گا۔ غریبوں کی حج بھی یہی ہے عمرہ بھی یہی ہے۔ امامؑ عالی مقام تشریف لے گئے اور اُس کی مزاج پرسی فرمائی بیٹھے تھے تو اس نے آواز بلند کر کے کہا تھا **واغمہ** ہائے غم، ہائے غم امامؑ جیسا ہمدرد خلائق سن کے تڑپ گیا فرمایا اسامہؓ! جلدی بتاؤ کیا غم کھا رہا ہے؟۔ کہنے لگے مولاؑ آپ میری حالت دیکھ رہے ہیں کوچ کا نقارہ بج رہا ہے، میں دُنیا سے کوچ کرنے والا ہوں لیکن ساٹھ ہزار درہم کا مقروض ہوں۔ کوئی پیسہ پاس نہیں، یہ غم کھا رہا ہے کہ قیامت کے دن اللہ کو کیا حساب دوں گا اور قرض خواہوں کا قرضہ کہاں سے ادا کروں گا۔ لجپال امامؑ نے جب سنا تو فرمایا غم نہ کر میں تیرے قرضے کی ادا کی ضمانت دیتا ہوں۔ جناب اسامہؓ کے چہرے پر

مسکراہٹ پھیلی، خوشی کی لہر دوڑی کہنے لگے مولاؑ مجھے یقین ہے آپ آل محمدؑ جو کچھ فرمادیتے ہیں وہ کر بھی دیتے ہیں لیکن اگر میری موت سے پہلے قرضہ ادا ہو جاتا تو میں اطمینان کے ساتھ مرتا۔ مولاؑ نے فرمایا اگر یہ بات ہے تو اپنے قرض خواہوں کے نام مجھے بتا تو قرضہ میں ادا کرتا ہوں۔ امامؑ نے اپنا آدمی بھیجا فلانی جگہ پیسوں کی تھیلیاں پڑی ہیں وہ لے کر آ۔ وہ آدمی ساٹھ ہزار درہم لے کر آ گیا۔ امامؑ نے اُس سے نام پوچھنا شروع کیے، اُس نے نام بتانا شروع کیے، امام نے ایک ایک کو بلانا شروع کیا ابھی گھنٹہ دو گزرے تھے کہ سب قرض خواہوں کا قرضہ ادا، امامؑ جب اٹھے تو سب کا قرضہ ادا ہو چکا تھا۔ (صلوات)

میرے دوستو (سفینہ چاہیے اس بحرِ بے کراں کے لیے) سعادت دارین میں پورا چھٹا یا پانچواں باب میں نے امام عالی مقام کے اخلاق عالیہ کے بارے لکھا ہے اُس میں بیسیوں واقعات درج کیے ہیں، ایک سے ایک بڑھ کر ہے۔ لہٰذا آل محمدؑ کے اخلاق عالیہ کا کیا کہنا انھوں نے اگر دنیا کو مسلمان بنایا، اگر کافروں کو کلمہ پڑھایا، دشمنوں کو دوست بنایا، اگر اسلام پھیلایا، کفر مٹایا تو اپنے اخلاق عالیہ کے زور سے، تلوار کے زور سے نہیں پھیلایا۔ اللہ ہمیں بھی اخلاق عالیہ اپنے اندر پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

عرب کا شاعر کہتا ہے اے انسان اپنی طرف متوجہ ہو، اپنے نفس امارہ کی طرف متوجہ ہو اُس کے اخلاق کی تکمیل کر، کہ تیری انسانیت کا راز تیرے گوشت میں نہیں، تیرے پوست میں نہیں، تیرے جسم میں نہیں، تیرے قد کاٹھ میں نہیں، تیری انسانیت کا راز تیری روح میں ہے تیرے نفس میں ہے، تیرے اخلاق میں ہے، تیرے صفات میں ہے۔ لہٰذا ہم اُن کے ماننے والے ہیں کہ دشمن بھی آج تک اُن کے دامن عصمت پر کسی بد خلقی کا داغ ثابت نہ کر

سکے۔ تو لہٰذا ہمارا بھی فرض ہے کہ ایسے اخلاق عالیہ سے دُنیا کے ساتھ پیش آئیں کہ لوگ عش عش کر اٹھیں اور کہنے پر مجبور ہو جائیں کہ پیر تو پیر تھے پر مرید بھی کوئی گھٹ نہیں ہیں، امام تو امام تھے لیکن اُن کے غلام بھی اخلاق عالیہ میں لوگوں سے کم تر نہیں ہیں۔ یہ ہمارا فرض ہے اس لیے کہ دُنیا کو ثابت ہو جائے دنیا پر واضح ہو جائے کہ ہم کن کے ماننے والے ہیں اور آل محمدؐ یہی ہم سے تقاضا کرتے ہیں کہ جہاں رہو، جس ماحول میں رہو، جس معاشرے میں رہو:۔

كُونُوا لَنَا زَيْنًا وَلَا تَكُونُوا عَلَيْنَا شَيْنًا

ہمارے لیے باعث زیب و زینت بن کے رہو، باعث ننگ و عار بن کے نہ رہو۔ ایسا نہ ہو کہ تم غلط کام کرو کہ لوگوں کی انگلیاں ہماری طرف اُٹھیں کہ جیسے مرید ہیں پھر پیر بھی ایسے ہوں گے، جیسے غلام ہیں پھر معاذ اللہ امامؑ بھی ایسے ہوں گے بلکہ کوشش کرو کہ ایسے اچھے کام کرو کہ لوگ مان جائیں جن کے غلام اتنے شریف ہیں اِن کے امامؑ کتنے عظیم ہوں گے (صلوات)

مصائب شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ: دُنیا نے کبھی اہل قدر کی قدر نہیں کی کیونکہ آج یہاں الجت کمپلیکس میں امام بارگاہ محسن شہید میں آج عشرے کا اختتام ہو رہا ہے اس لیے مجبوراً میں سید الشہدا کی شہادت مختصر طریقے سے بیان کرنا چاہوں گا ورنہ شہادت کے لیے موزوں ترین وقت جو ہے وہ کل کا ہے وہ بھی ظہرین کے بعد کا ہے جب امام کی شہادت ہوئی تھی۔ لیکن اتنا عرض کرتا جاؤں جب امام کے سارے اصحاب، سارے احباب، ساری اولاد، سارے بھائی، سارے بھتیجے، سارے بھانجے داغ مفارقت دے چکے اللہ کی راہ میں جام شہادت پی چکے امام یکا و تنہا رہ گئے تو امامؑ نے گھوڑے کی رکابیں خیام حسینی کی

طرف موڑیں اور جا کے فرمایا: اُخْتِیْ زَیْنَبُ اِیْتِیْنِیْ ....۔

بہن زینب مجھے پرانا لباس لا کر دو تا کہ کوئی میری شہادت کے بعد اُس کو اُتارنے کی کوشش نہ کرے تا کہ میرا ستر قائم رہ جائے۔ بی بی نے لباس دیا امام نے جگہ جگہ سے اُس کو پارہ پارہ کیا اور زیب بدن کرنے کے بعد جب گھوڑے پہ سوار ہوئے اور خیمے سے نکلنے لگے۔ تو میر انیس یا مرزا دبیر نے یہ کہا تھا:۔

شبیرؑ برآمد ہوئے یوں خیمے کے در سے
جس طرح نکلتا جنازہ بھرے گھر سے

بیبیاں دیکھ چکی تھیں کہ صبح سے لے کر اِس وقت تک جو جاتا ہے وہ واپس نہیں آتا۔ امام کے سارے یار و انصار داغ مفارقت دے چکے ہیں امام آخر وقت تیاری کر کے میدان کارزار کی طرف جا رہے ہیں فرمایا:۔

یَا سَکِیْنَۃُ وَ یَا فَاطِمَۃُ وَ یَا زَیْنَبُ وَ یَا اُمَّ کُلْثُوْمَ عَلَیْکُنَّ مِنِّیْ سَلَام۔

اُو میری لاڈلی بیٹیو، اُو میری پیاری بہنوں حسینؑ کا آخری سلام قبول ہو۔ امام جب خیموں سے سلام کرنے کے بعد باہر نکلے تو جناب سکینہ آگے بڑھی اور بابے سے ایک معصومانہ سوال کیا۔ یَا اَبَاۃَ اَسْلَمْتَ لِلْمَوْتِ بابا یہ فرمائیں کہ آپ نے موت کے لیے کمر باندھ لی ہے۔ امامؑ نے رو کر فرمایا بیٹی سکینہ جس کا کوئی یار و مددگار نہ رہ جائے، جس کا کوئی دُنیا میں غم گسار باقی نہ رہ جائے وہ مرنے کی تیاری نہ کرے تو کیا کرے؟ بی بی نے دوسرا سوال کیا معصومانہ لب ولہجہ میں۔ بابا اگر آپ شہید ہونے کے لیے جا رہے ہیں تو ہمیں تو مدینے پہنچا دے، ہمیں نانے کے روضے تک پہنچا دے۔ امامؑ نے جو جواب دیا مطلب یہ تھا کہ بیٹی سکینہ مدینہ دور ہے تیرا بابا حسینؑ اِس وقت مجبور ہے۔

امامؑ آئے میدان میں مؤرخین لکھتے ہیں کہ سمجھ نہیں آتی وہ حسینؑ جس کا سن ستاون برس کا تھا، جس کو تین دن کی بھوک بھی تھی اور تین دن کا پیاسا بھی تھا ،علی اکبر جیسے جوان بیٹے نے نور بصارت ختم کر دیا، جناب قمر بنی ہاشم جیسے بھائیوں نے زورِ کمر توڑ دیا، جن کا نہ کوئی بڑا رہا، نہ کوئی چھوٹا، نہ کوئی یار، نہ کوئی احباب، نہ کوئی عزیز، نہ کوئی اقارب، وہ لڑنے کے قابل تو نہیں تھا۔ لیکن حسینؑ تیری عظمت پر کائنات قربان امامؑ نے مبارز طلب کیا جو آتا، مولاؑ اُسے واصل جہنم کر دیتے۔ کئی ناریوں کو واصل جہنم کرنے کے بعد پسر سعد نے حکم دیا کہ یک بارگی حملہ کر دو اُدھر سے یک بارگی حملہ ہوا اِدھر حیدر کرارؑ کے لال حسینؑ ابن علیؑ نے بھی اپنی آستین چڑھا کر جب شیرانہ حملہ کیا تو دشمنوں کے لاشوں کے پشتوں کے پشتے لگا دیے اور امام نے ایسے تابڑ توڑ حملے کیے کہ مقام ذوالکفل تک پہنچ گئے ہیں اور بعض تاریخوں میں ملتا ہے کہ مولاؑ نے اس حالت میں ایک ہزار نو سو پچاس ناریوں کو واصل جہنم کرنے کے بعد پھر بھی بڑھ بڑھ کر حملہ کر رہے تھے کہ آئی آواز غیب سے وعدہ وفا کرو۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ۔ (سورہ مائدہ آیت ۱)

اے ایمان والوں تم لڑنے کے لیے نہیں مرنے کے لیے آئے ہو، اسلام اور انسانیت کی بقاء کے لیے آئے ہو۔ یہ آواز غیبی کا سننا تھا کہ امامؑ نے تلوار نیام میں ڈال لی ہاتھ پہ ہاتھ رکھا اور اس کے بعد فرمایا:۔

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ

جب ظالموں نے دیکھا کہ امامؑ نے جنگ سے ہاتھ روک لیا ہے تو ایک بزدل نے امامؑ کی پیشانی اقدس کو نشانہ بنایا اور ایسا تیر پھینکا کہ امام کے سینہ سے نکل کر پشت مبارک سے باہر نکل گیا۔ راوی کہتا ہے کہ جو میں چاہوں بھول جاؤں

لیکن حسینؑ کی مظلومیت کا وہ منظر کبھی نہیں بھولوں گا کہ امامؑ نے چاہا کہ آگے کی طرف سے تیر کھینچیں پر نوکیں موڑی ہوئی تھیں تیر نہ کھینچ سکے۔ امامؑ گھوڑے کی زین پہ جھکے اور پشت مبارک کی طرف ہاتھ کر کے وہ تیر پشت کی طرف سے کھینچا جب تیر نکالا گیا تو خون کا فوارہ چھوٹا جیسے پرنالہ سے پانی بہتا ہے۔ امامؑ نے نیچے چُلو رکھا جب لبریز ہو گیا تو اپنے سر اور ریش مبارک پر مل لیا اور فرمایا اسی حالت میں اپنے نانا کی بارگاہ میں جاؤں گا اور بتاؤں گا نانا آپ کی اُمت نے میرے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔ اسی اثناء میں ایک ظالم نے مولاؑ کے سر اقدس پر تلوار کا وار کیا، دوسرے نے نیزہ سینے میں مارا، تیسرے نے تلوار ہنسلی پہ ماری، امامؑ گھوڑے کی زین پر نہ سنبھل سکے جب زمین پہ آئے اور رخسارے کے بل آئے۔ زیارت ناحیہ کے جملے ہیں میرا سلام ہو اُن رخساروں پر جو زمین کربلا پہ گھسیٹے گئے۔ امام کی قوت ارادی دیکھو کہ امام پھر بھی اُٹھے پھر جب اٹھتے تھے چند قدم چلتے کوئی ظالم نیزہ مارتا امام گر جاتے، پھر ہمت کر کے چند قدم چلتے کوئی تلوار کا وار کرتا امام پھر گر جاتے آخر جہاں گھوڑے کی زین سے گرے تھے جہاں امام کو شہید کیا گیا خاصا فاصلہ ہے جب آخری جگہ پہنچے مختصر کروں کہ شمر ابن ذی الجوشن ملعون امام کو شہید کرنے کے لیے آگے بڑھا تو زینبؑ عالیہ در خیمہ سے یہ منظر دیکھ رہی تھی۔ بھائی کی محبت کہتی ہے کہ زینب باہر نکلو اور اپنے بھائی کو بچانے کی آخری کوشش کرو۔ لیکن شریعت کی حدود کہتی ہیں کہ بی بی جب تک خیمہ موجود ہے باہر قدم نہ رکھنا شریعت کی حد کو نہ توڑنا تو بی بی باہر نہیں نکلیں وہیں کھڑے کھڑے فرمایا:۔

یَابْنَ سَعْدٍ اَتَنْظُرُ وَ یُقْتَلُ اَبُوْ عَبْدِاللہ

اے سعد کا بیٹا عمر تو دیکھ رہا ہے میری ماں کا سرمایہ لٹ رہا ہے حسینؑ ذبح ہو رہے ہیں اور تو یہ منظر دیکھ رہا ہے۔ ظالم نے کوئی جواب نہ دیا پھر مخدومہ

کائنات نے تقریباً کم و بیش بیس ہزار کے لشکر جرار کو خطاب کیا:۔

هَلْ فِيكُمْ مُسْلِمٌ

تمہارے درمیان کوئی بھی مسلمان نہیں رہ گیا جو میرے بھائی کو بچانے کے لیے آگے بڑھے۔ لیکن دنیا کے کتوں نے بھی کوئی جواب نہ دیا پھر بی بیؑ بے تابانہ لہجے میں کہتی ہے کہ اے کاش آسمان کا شامیانہ زمین پہ گر جاتا، اے کاش کہ میں زمین میں دھنس جاتی:۔

یالیت الموت عین الیوم

آج میں زینب مر گئی ہوتی، بھائی کی یہ دردناک حالت نہ دیکھتی۔ لیکن میں کیا کہوں بی بیؑ دہائیں دیتی رہی، ظالم کا کند خنجر چلتا رہا، جب اُس نے بارھویں ضرب لگائی اور امامؑ عالی مقام کا سرِ اقدس تن اطہر سے ہوا جدا، تو نوک نیزہ پر اُس نے سوار کیا۔ دن کا وقت تھا سورج گہن لگ گیا، سیاہ رنگ کی آندھیاں چلنے لگ لگیں، آسمان سے تارے نمودار ہو گئے ہاتفان غیبی نے آوازیں بلند کیں:۔

لَقَدْ قُتِلَ الْحُسَيْنُ بِكَرْبَلَا لَقَدْ ذُبِحَ الْحُسَيْنُ بِكَرْبَلَا

امامؑ نے گردن کٹوا کر، پورا کنبہ شہید کرا کر، نوک نیزہ پہ گردن بلند کرا کر دُنیا کو ایک خاموشی کے ساتھ پیغام دیا اور وہ یہ تھا:۔

کہ چڑھ جائے کٹ کے تیرا سر نوک سنان پر
لیکن یزیدیوں کی اطاعت نہ کر قبول

أَلَا لَعْنَتُ اللهِ عَلَى الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ۔ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا عَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ



سرکار صدر المحققین سلطان المتکلمین
حجۃ الاسلام والمسلمین

حضرت علامہ الشیخ محمد حسین النجفی

مدظلہ العالی علی رؤس المومنین

ناشر: حیدر بک ڈپو
امام بارگاہ بلاک 7
خوشاب روڈ سرگودھا
E-mail: raza_najfi@yahoo.com 0300-6050501 :فون